وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ

---

# پیرِ کامل

حالاتِ طیبہ فرازندہ لوائے ولایت فروزندہ مشعل کرامت قطب الاقطاب

امام العارفین غوثِ زماں حضرت پیر سید عبدالرحمٰن بغدادی قدس سرہٗ

المعروف بڑے بغدادی صاحب قبلہ

المتوفی سنہ ۱۳۴۴ھ

( مرتبہ )


کیپٹن نواب محمد دستگیر خاں قادری جاگیردار



( شائع کردہ )

رحمانیہ تصوف اکیڈیمی ۔ حیدرآباد دکن

# فہرستِ مضامین پیرِ کامل

| سلسلہ | مضامین | صفحہ |
| --- | --- | --- |

★ یہاں کی خبر نہیں م ع

ل

| سلسلہ | مضامین | صفحہ |
|---|---|---|

# افکارِ تصوفِ اسلامی کی تشکیلِ جدید

امام العارفین حضرت سید عبد الرحمٰن البغدادی قدس سرہٗ کی ساری عمر تزکیۂ نفوس، صفائی باطن اور ظاہر و باطن کی تعمیر میں صرف ہوئی آپ نے اپنے عمل سے یہ دکھا دیا کہ : — "صوفی اپنی قیومیت ذاتیہ سے فنا ہو کر حق تعالیٰ کی قیومیت سے باقی رہتا ہے۔ صوفی کے قلب میں اللہ من حیث الباطن اور نظر میں اللہ من حیث الظاہر بس جاتا ہے اور اُس کا علم عمل من اللہ ہو جاتا ہے" اس فقید المثال شخصیت کی یادگار قائم رکھنے کے لئے حضرت پیر و مرشد کے مریدین و معتقدین کے ایک اجتماع میں یہ تجویز منظور ہوئی کہ : — رحمانیہ تصوف اکیڈیمی کے نام سے ایک ایسی جماعت تشکیل دی جائے جو قرآن و حدیث کی روشنی میں تزکیۂ نفس اور تصفیۂ اخلاق کی تعلیمات کو پھیلائے جیسا کہ حضور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد مکارمِ اخلاق کی تتمیم[1] بیان فرمایا ہے تاکہ اکیڈیمی کے ذریعہ ایسے ذہن انسانی کی تخلیق عمل میں آئے جس میں احساس تو حید ربانی کے ساتھ

---

[1] بعثت لاتمم مکارم الاخلاق

جذبۂ وحدتِ انسانی کی ایک غیر متزلزل کیفیت پیدا ہو سکے اور اُن میں عمل صالح تقوی یا متوازن اعمال کے ذریعہ حقوق اللہ اور حقوق العباد یا حقوق الناس کی بجا آوری کا احساس پیدا ہو۔ اس عظیم مقصد کی تکمیل کے سلسلے میں اکیڈیمی نے سب سے پہلے محسن ملت اسلامیہ امام العارفین حضرت پیر سید عبدالرحمٰن بغدادی قدس سرہٗ جنہوں نے تمام چیزوں پر خدائے عزوجل کی مرضی کو ترجیح دی اور اس کو پسند کر لیا تو خدائے عزوجل نے بھی تمام چیزوں پر اُن کو ترجیح دی اور پسند کر لیا۔ اس بنا پر اکیڈیمی نے حضرت پیر و مرشد کے حالات زندگی کو "پیر کامل" کے نام سے شائع کر رہی ہے کہ جس طرح اللہ کے رسول جماعت عارفین کے لئے اسوۂ کمال تھے اسی طرح عارفین کی جماعت ملت اسلامیہ کے لئے ایک مثال و نمونہ بنے۔

یہ بھی تجویز منظور ہوئی ہے کہ اکیڈیمی اپنے اغراض و مقاصد کے مطابق تزکیۂ اخلاق کے مفید اور تحقیقی مضامین کو شائع کرے نیز ہو سکے تو ایسے اجتماعات بھی منعقد کرتی رہے جس کے ذریعہ تصفیہ اخلاق میں ممد و معاون ثابت ہوں۔

اگر علم دوست اصحاب اپنے گرانقدر تحقیقی مقالات سے اکیڈیمی کو ممنون فرمائیں تو ان کی اشاعت ملت اسلامی و جماعت انسانی کی فلاح کے لئے کارآمد اور مفید ہو سکیگی۔ وما علینا الا البلاغ۔

# پیش لفظ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ الذین امنوا وکانوا یتقون ۔ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک ھو الفوز العظیم ۔

یاد رکھو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں نہ ڈر ہے اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے ان کو بشارت ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ۔ بدلتی نہیں اللہ کی باتیں یہی ہے بڑی کامیابی ۔

مذکورہ آیت میں متقی مومن کو خدا کا ولی ہونا بتلایا گیا ہے ایمان و تقویٰ کے بہت سے مدارج ہیں پس جس درجہ کا ایمان و تقویٰ کسی میں موجود ہوگا اسی درجے میں ولایت کا ایک حصہ اس کیلئے ثابت ہوگا لیکن عرف عام میں ولی اسی کو کہا جاتا ہے جس میں ایک خاص اور ممتاز درجہ ایمان و تقویٰ کا پایا جاتا ہو ۔ احادیث میں ولایت کے کچھ آثار و علامات بتلائے گئے ہیں ، مثلاً اُن کو دیکھنے سے خدا یاد آنے لگے یا مخلوق خدا سے ان کو بے لوث محبت ہو ۔

ولی کس کو کہتے ہیں اس کے متعلق امام طبری نے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ :

اولیاء اللہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔" اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد آئے۔

ولی مشتق ہے ولایت سے۔ ولایت کے معنی ہیں قرب کے اور مدد کرنے کے لہذا ولی اللہ وہ ہے جو خدا سے قریب ہو جائے، اپنے فرائض کو ادا کر کے اور اللہ کی یاد میں مشغول ہوئے اس کا دل جلال الہٰی کے نور کی معرفت میں ڈوبا ہوا ہو، اگر وہ آنکھ کھولے تو دلائل قدرت دیکھے، اگر کان کھولے تو آیات الہٰی سنے، زبان کھولے تو ثناء الہٰی کرے، اگر حرکت کرے تو اطاعت الہٰی میں، اور اگر کوشش کرے تو خدا کا قرب حاصل کرنے کی خدا کی یاد سے کبھی غافل نہ ہو اور سوائے اللہ کے اس کا دل کسی کو نہ دیکھے (تفسیر لباب التاویل)۔

یہ ہیں اوصاف اولیاء اللہ کے جو بندہ ان صفات کو حاصل کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا کارساز، مددگار اور معین بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اللہ ان لوگوں کا کارساز ہے جو مومن ہیں۔ تقویٰ یہ ہے کہ جو باتیں منع ہیں ان کو نہ کرے۔

اب ہمارا فرض ہے کہ اگر کسی بزرگ میں مذکورہ بالا اوصاف پائیں تو اس کی ولایت کے قائل ہوں ورنہ نہیں۔ ارشاد الہٰی اور کلام نبوی کے مطابق ایمان اور تقویٰ کا کمال حضرت پیرو مرشد کے حالات میں دیکھو تو

معلوم ہوگا کہ حضرت پیر و مرشد کا ہر عمل اتباع سنت کے مطابق تھا اور آپ ہر ایک کو اتباع سنت کی تاکید فرماتے اور کثرت و دوام ذکر اور حضور و مراقبہ تحریض فرماتے تھے، شب بیدار تھے۔ دن تمام میں ایک کلام مجید، اور ایک دلائل شریف و درود اکبر اور خاندانی وظیفہ کا ورد فرماتے تھے۔ جمعہ کی نماز مکہ مسجد میں ادا فرماتے تھے۔ قبروں پر سجدوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، موتی سے استعانت کو جائز فرماتے تھے۔ دعوت قبول فرماتے بشرطیکہ ناجائز باتیں دعوت میں نہ ہوتیں۔ ارشاد تھا کہ: "حال شریعت کے تابع ہے۔ شریعت حال کی پیرو نہیں۔" اس لئے کہ شریعت یقینی ہے۔ وحی سے ثابت ہے۔ ہمیشہ ذکر الہٰی، استغفار اور وظایف بکثرت پڑھتے رہتے تھے۔ آپ کو حضرت پیر و مرشد کے حالات میں یہ بھی نظر آئے گا کہ حضرت ہمیشہ نماز تہجد میں دس پارے تلاوت فرماتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک کھم ہے جو کھڑا ہے۔ چنانچہ صبح میں پاؤں متورم نظر آتے۔ دس بجے دن کے خاصہ سے فارغ ہو کر قریب ایک بجے آرام فرماتے اور ایک بجے بیدار ہو جاتے تھے اور بعض وقت سوتے بھی نہیں تھے ایک وقت کا واقعہ ہے کہ تین ہفتہ تک آپ نے قطعاً آرام نہیں فرمایا اور آرام فرمانا بھی ایسا تھا کہ جائے نماز پر سرہانے اینٹ رکھ لیتے تھے اور نیند میں ہونٹ ہلا کرتے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آیت تلاوت فرما رہے ہیں آپ کی مجلس میں ہمیشہ ذکر الہٰی، قرأت اور نعت شریف کا سلسلہ رہتا تھا

حاضرین آپ کے فیضان صحبت سے یہ محسوس کرتے کہ : دنیا کی یاد دل سے فراموش اور خدا کا خوف و محبت پیدا ہو رہی ہے' حُبّ نبیؐ کا جذبہ بدرجہ اتم تھا' نام و نمود اور شہرت سے احتراز' دنیاوی امور و حُبّ جاہ سے نفور' زندگی بالکل سادہ و فقیرانہ تھی' خدائے تعالیٰ نے خاندانی عظمت و جلالت کے ساتھ ذاتی تقدس و شرافت سے آپ کو ممیز کر رکھا تھا آپ کے چہرۂ انور سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ انوار الٰہی جھلک رہے ہیں۔ آپ کو جو دیکھتا درود شریف پڑھتا اور خدا کی محبت میں محو ہو جاتا جس کی وجہ آپ کے تقدس کو دل سے مان جاتا تھا۔ خلق محمدی کے مجسمہ' اسوۂ پاک کا عملی نمونہ اور اس کے صحیح مصداق تھے ۔ ایسے ہی لوگ اولیاء اللہ کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں ۔

خلاصہ یہ کہ وہ لوگ جو حضرت پیر و مرشد کو دیکھے یا حضرت کی صحبت اور محفل میں شریک رہے ہیں وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ حضرت کو مخلوق سے بے لوث محبت تھی اور حضرت کو دیکھنے یا حضرت کی محفل میں شریک ہونے سے خدا یاد آتا تھا ۔

کسی نے حضرت ابو علی دقاق سے سوال کیا کہ : ۔ اولیائے کرام اور خاصان خدا کے کلام سننے' اور اُن کا ذکر اور اذکار کرنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے ؟ جواب میں آپ نے فرمایا : اس میں فوائد کثیرہ مضمر ہیں' شوق و ذوق کی ترقی ہوتی ہے' مشکل مسائل حل ہوتے رہتے ہیں' اور قلب کو

دل جمعی ہوتی ہے۔"

حضرت ابوالحسن خرقانی فرماتے ہیں کہ: جو کوئی ہماری زیارت کرے گا۔ روز قیامت محتاج شفاعت نہ ہوگا بلکہ اوروں کی شفاعت کرے گا اور جو کوئی ہمارا ذکر سنے اعلیٰ مراتب سے فیض یاب ہو۔

گنج زماں شیخ فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ: جو مرید اپنے پیران طریقت کے احوال کو سلسلہ تحریر میں لائے گا وہ اعلیٰ علیین میں جائے گا۔

الغرض ان تمام بشارات سے واضح ہوتا ہے کہ حضرات صوفیائے کرام کے حالات طالبان حقیقت و سالکان طریقت کے لئے تزکیہ نفس کا باعث ہو سکتے ہیں۔

نواب محمد دستگیر خاں صاحب جاگیردار نے پیر کامل حضرت بڑے بغدادی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کو جس عمدگی سے مرتب و جمع فرمایا وہ طالبان حقیقت کے لئے موجب ممنونیت ہے۔

اس سلسلے میں یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ پیر کامل کے حالات کے سلسلے میں پیر کامل کے خاندانی حالات اور اس فقید المثال مجسمہ خلق نبویؐ کے مشاہیر کے حالات کا ذکر بھی ضروری تھا۔ اس فرض کو رحمانیہ تصوف اکیڈیمی نے اس طور پر پورا کیا کہ کتاب کے آخر میں حضرت پیر و مرشد کے خاندانی حالات کو فیوض رحمانی سے اخذ کر کے جمع و شائع کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ناظرین اس کتاب کو

ملاحظہ کر کے مستفید ہوں گے۔

ہماری دُعا ہے کہ خداوند تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو مقبولِ عام کر کے مومنین و مومنات کو اس سے متمتع و مستفیض فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

خادمُ العلم

شاہ ابوالخیر کنج نشین جنیدی القادری

فاضل الٰہیات (نظامیہ)

معتمد عمومی رحمانیہ تصوف اکیڈمی

یا رحمٰن

# سخن ہائے گفتنی

آفتابِ ولایت فرد الافراد امام العارفین حضرت پیر سید عبدالرحمٰن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اقدس رہ نوردان طریق معرفت اور طالبان علم حقیقت کے حق میں چشمۂ فیض اور مرکز ہدایت تھی اور آج تک بھی حضرت پیر و مرشد کے تصرفات اور فیوض روحانی کا سلسلہ قائم و جاری ہے اس لئے کہ حضرت پیر و مرشد آل رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہونے کے علاوہ سیرت و صورت، علم و عمل میں مجسمۂ خلق نبوی تھے اور حضرت پیر و مرشد ذات رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین اور امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے محبوب ترین فرزند دلبند تھے اور پھر کمال یہ کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے چہیتے پوتے تھے یہی وجہ ہے کہ حضرت پیر و مرشد کا فیض قیامت تک جاری رہیگا۔ آج بھی ایسے بہت سے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں کہ حضرت پیر و مرشد کے مزار پُر انوار کے ذریعہ بہت سے

طالبین فیض سے مستفید ہوتے نظر آرہے ہیں۔

وہ لوگ جو حضرت پیرو مرشد کو دیکھے یا حضرت پیرو مرشد کی مجلس میں شریک رہے خوب واقف ہیں کہ: حضرت پیرو مرشد کو نام و نمود سے دلی نفرت تھی، جو بھی آپ کی تعریف کرتا آپ اس کو فوراً منع فرمادیتے اور کہتے کہ ساری تعریف ذات خداوندی کے لئے ہے اس لئے کہ تعریف و توصیف کا حق ان الحکم الا للّٰہ امر الا تعبدوا الا ایاہ ذالک الدین القیم ولکن اکثر الناس لایعلمون[۱] کے بجز ذات الٰہی کسی کو حاصل نہیں ہے۔

ایک مرتبہ صوفی عبدالجبار صاحب ملکاپوری مصنف "تاریخ محبوب ذوالمنن فی تذکرۃ اولیاء دکن" نے حضرت پیرو مرشد کے حالات اور ارشادات کو جمع کرنا چاہا۔ اور جب اس کی خبر حضرت پیرو مرشد کو ملی تو حضرت نے منع فرمایا، مولانا ابراہیم خاں صاحب کو اشارہ کیا، مولانائے موصوف نے فرمایا: کتاب و سنت کی موجودگی میں کسی کے ارشادات یا نصائح کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اسلام ایک مکمل

---

[۱] حکومت تو بس ایک اللہ ہی کی ہے اس نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی پرستش کرو یہی دین قیم ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔ سورۂ یوسف

دین ہے اس لئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو دین لائے وہ دین جلالی تھا اور حضرت عیسیٰ نے دنیا کے سامنے جو دین پیش کیا وہ دین جمالی تھا لیکن رسول اللہ کا دین اور رسول اللہ کے اخلاق ان دونوں اوصاف کے جامع ہیں۔ خداوند پاک نے آپ کی ذات میں جلالی اور جمالی اخلاق کو جمع کرکے آپ کو مجموعہ کمال بنا دیا تھا اور اسی بنا پر یہ کہنا چاہئے کہ اگر دین موسوی دین جلال اور دین عیسوی دین جمال تھا تو دین محمدی دین کمال ہے۔" اس منشائے ارشاد کو سن کر صوفی صاحب نے حالات اور ارشادات کو جمع کرنے کی کوشش ترک کردی۔

حضرت پیرو مرشد اور حضرت پیرانی ماں صاحبہ قبلہ کا یوم عاشورہ وصال ان ہر دو کی برگزیدگی و عظمت سیادت کا کھلا ثبوت ہے۔ ہر دو شہادت پاکر اپنی اولاد کے لئے دو گواہ سیادت بن گئے جس سے ہم کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کس شجر کے ثمر ہیں۔ ان ہی آثار سے جو نشانیاں ہیں ہمارے ایمان کی تازگی کا موجب بنتی رہتی ہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

حضرت پیرومرشد علیہ الرحمہ کو وصال فرمائے ایک عرصہ گزرا باوجود اس کے ہم مریدین و معتقدین پر حضرت کے وہی توجہات ہیں جو زندگی میں حاصل تھے۔

یہ امر موجب مسرت ہے کہ برادر طریقت نواب محمد دستگیر خاں صاحب قادری

جاگیردار نے حضرت پیر و مرشد کے محاسن اخلاق و تصرفات کا ایک مجموعہ مرتب کیا ہے جس سے یہ احقر اس نتیجے پر پہنچا کہ: حضرت پیر و مرشد جن کی ذاتِ قدسی صفات فانی فی اللہ اور باقی باللہ کا پورا نمونہ بنی ہوئی تھی، اُن کے حالاتِ زندگی، عبادت و ریاضت کے لازوال تعلیمات طالبانِ عرفان کے لئے رہنما ثابت ہوں گے اور اب ضرورت اس امر کی ہے کہ اس رہبرِ طریقت اور شیخ کامل کے مفصل حالات، شرح و بسط کیساتھ جو محفوظ ہیں جلد سے جلد شائع ہو جائیں۔ تاہم اس مجموعہ میں جن کیفیات کو جمع کیا گیا ہے اس کے لئے نواب صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ اللہ پاک نے اس مقدس خدمت کو نواب صاحب کے تفویض فرمایا جو ہم سب کی نجات اور فلاحِ دارین کا باعث ہے۔

رحمانیہ تصوف اکیڈیمی نے فیوضِ رحمانی سے جو خاندانی حالات کو اس میں شامل کرکے جامعیت پیدا کردی ہے وہ قابلِ استحسان ہے۔

سیّد عنایت حسین کاظمی القادری

سرورنگر

یا رحمٰن

# نذرِ عقیدت

مراد المریدین، مرشد المرشدین سید الشیوخ والسادات قطب الاقطاب قبلہ و کعبہ دو جہاں غوث الزماں حضرت پیر سید عبدالرحمن البغدادی علیہ الرحمۃ والرضوان المعروف

## حضرت بڑے بغدادی صاحب قبلہ قدس سرہٗ

حضرت پیر و مرشد کو وصال فرمائے (۳۲) سال کا عرصہ ہوتا ہے اس عرصہ میں حضرت پیر و مرشد کے مریدین، معتقدین کی خواہش رہی کہ: حضرت پیر و مرشد کی سیرت، محاسن اخلاق اور زہد و ورع کے حالات کو شائع کیا جائے تاکہ منازل سلوک کے طے کرنے میں متلاشیان عرفان اور صاحبان ذوق و اہل یقین کو سہولت ہو سکے۔

حضرت پیرانی ماں صاحبہ قبلہ اعلی اللہ مقامہا کے قطعات تواریخ وصال کے مجموعہ غم دلفگار میں حضرت پیر و مرشد اعلی اللہ مقامہ کے تاریخ ہائے وصال شریف کے مجموعہ کی اشاعت کا ذکر کیا گیا ہے اس مقصد کیلئے قدیم

ذخیرہ کی تلاش شروع کی گئی۔ تلاش میں ایک ایسا مجموعہ دستیاب ہوا جس کو حضرت پیر و مرشد کے برادر حضرت پیر سید محمد صاحب قبلہ بغدادی اور مولانا ابراہیم خان صاحب دہلوی، مولانا سید ہاشم صاحب، مولانا مولوی سید مخدوم حسینی صاحب عسم سجادہ نشیں درگاہ حضرت خواجہ حسین شاہ ولی، مولوی سید نور الرسول صاحب قادری (اصفیا باغ) مولوی غلام دستگیر صاحب قادری متولی مسجد بغدادی ٹیک ناپیلی، مولوی محمد خواجہ صاحب قادری پدر مولانا حکیم محمد حسین صاحب محدث جامعہ نظامیہ، مولوی سید محب حسین صاحب قادری سرو ،نگر نے اپنی نگرانی میں مرتب فرمایا ہے جس میں مستند و معتبر واقعات کو حضرت کے دوسرے مریدین و طالبین سے بھی معلوم کیا گیا ہے جس کا نام فیوض رحمانی ہے اس ذخیرہ سے میں نے حضرت پیر و مرشد کے پاکیزہ اخلاق اور اوصاف کو انتخاب کر لیا جن کو خداوند تعالیٰ نے آپ کی ذات ستودہ صفات میں ودیعت کیا تھا۔ نیز کمترین کے چشم دید حالات اور کمترین کے والد کے بیان کردہ و دیگر اصحاب کے سنائے ہوئے حالات کو ایک جگہ جمع کر کے شایع کیا جا رہا ہے۔ یہ حالات صرف حضرت پیر و مرشد کی حیدرآباد میں تشریف فرمائی آغاز ۱۳۰۵ھ م ۱۸۸۷ء سے تاریخ وصال اوائل محرم ۱۳۴۴ھ پر مشتمل ہیں، جس کے مطالعہ سے معلوم ہو گا کہ حضرت پیر و مرشد کس درجہ کے عارف اور صاحب علم و فضیلت تھے۔ جن کی ساری زندگی مکارم اخلاق کے ذریعہ اسوۂ نبوی صلی اللہ

علیہ وسلم کی تبلیغ میں صرف ہوئی۔ آپ کو اس مجموعہ میں یہ بھی معلوم ہوگا کہ حضرت دن ورات ذکر الٰہی میں مصروف رہتے اور مریدین معتقدین کو کثرت سے ذکر الٰہی میں مصروف رہنے کی ہدایت فرماتے تھے۔

حدیث میں ہے: رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس شخص نے خالصۃً لوجہ اللہ لا الٰہ الا اللہ کہہ دیا خدا اس پر آگ حرام کر دے گا۔

آپ کو اس مجموعہ کے دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ قرآن مجید کے اوامر و نواہی کی پابندی حضرت پیر و مرشد کی سرشت مبارک میں کس طرح داخل تھی اور کس طرح آپ عملی نمونہ بنے ہوئے تھے۔ جس چیز سے قرآن روک دیتا تھا، رک جاتے تھے۔

خلاصہ یہ کہ اس مجموعہ میں آپ کو اس فقید المثال شخصیت کے پاکیزہ اخلاق و اوصاف نظر آئیں گے جس نے ایک مدت تک فریضہ رشد و ہدایت ادا فرما کر تشنگان عرفان کو اپنے فیوض باطنی و روحانی سے مالا مال فرمایا۔

مجھے توقع ہے کہ حضرت پیر و مرشد کے یہ حالات آئندہ نسلوں کی درستی اخلاق کے لئے عموماً اور مریدین و معتقدین سلسلہ رحمانیہ کے لئے خصوصاً انتہائی کارآمد اور مفید ثابت ہوں گے۔ اس لئے ہر شخص کو چاہئے کہ اس بے مثال شخصیت کے اوصاف سے فائدہ اٹھائے

اور اپنے میں حضرت پیرو مرشد جیسی کیفیت پیدا کرنے کی سعی کرے۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ مقدس خدمت اس حقیر سراپا تقصیر سے انجام پائی۔ اللہ پاک اس کو قبول فرمائے۔ آمین

المرقوم ۲۵ رجون ۱۹۵۶ء

غلام غلامان
محمد دستگیر خاں قادری

# یا رحمٰن

## غوثِ دکن حضرت پیر سید عبدالرحمٰن بغدادی قدس سرہٗ

قطبِ وقت عارف باللہ حضرت پیر سید عبدالرحمٰن بغدادی جو بڑے بغدادی صاحب قبلہ سے مشہور ہیں، بباشارۂ باطنی اپنے وطن بغداد سے نکل کر حج و زیارت حرمین شریفین سے فارغ ہوکر بتاریخ ۵ محرم ۱۳۰۵ھ روز جمعہ فائز حیدرآباد دکن ہوئے۔ مسجد افضل گنج میں تین دن مقیم رہے، پھر مسجد "مدینہ منورہ" میں قیام فرمایا۔ دوسرے جمعہ کو مکہ مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔

### حضور غوث پاک کا ارشاد

مولوی سید نورالحسنین صاحب جاگیردار کی اہلیہ نے شب جمعہ میں ایک خواب دیکھا: "حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ مکہ مسجد میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک صالح نوجوان صاحبزادہ ہیں۔ خلائق جوق در جوق زیارت کے لئے جا رہی ہے۔ یہ بھی سن کر وہاں گئیں اور اس ارادے سے گئیں کہ مدت سے تمنا و آرزو تھی کہ میں آپکی مرید ہوں۔ اب یہ موقع اچھا ہے اس کی تکمیل ہو جائیگی۔ جب وہ آکر زیارت سے مشرف ہوئیں تو عرض کی: آپ کب تشریف لائے ہیں

ابھی سنکر قدم بوسی اور شرف بیعت کے لئے حاضر ہوئی ہوں' سرفراز فرمایا جائے
آپ نے فرمایا: میں ایک ہفتہ سے یہاں ہوں' یہ میرا بچہ "عبدالرحمٰن" ہے تم اس سے
بیعت کرو۔ اس کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ اس کا مرید میرا مرید ہے۔ وہ وفور جوش
عقیدت سے قدموں سے لپٹ کر رونے لگیں اور بیدار ہوگئیں۔ صبح اپنے شوہر سے
رات کا واقعہ بیان کیا: مکہ مسجد کے فلاں کمان میں زیارت ہوئی۔ وہ سُن کر
بولے: تم خوش نصیب ہو' دیدار ہوگیا۔ یہ خواب کی باتیں ہیں ان کا عقیدت
سے تعلق ہے' یہ سب معتقد کے خیال پر موقوف ہے۔ حضور کا زمانہ کب کا اور اب
یہاں آنا' نہ معلوم کیا ارشاد ہوا تھا' خدا جانے تم کیا سُن لئے؟

## پیر کامل کی تلاش و جستجو

مولوی صاحب نماز جمعہ کو مکہ مسجد گئے' نماز سے فارغ ہو کر بیوی نے جس کمان کا پتہ دیا تھا
وہاں پہنچے۔ دیکھا: ایک اجنبی صورت' نوجوان عربی وضع' خوبصورت' نورانیت سے
مملو' ایک ۱۰۔۱۲ سالہ صاحبزادے کے ساتھ کھڑے ہیں' دو چار آدمی کچھ
استفسار کر رہے ہیں' اردو زبان سے ناواقف سمجھ کر ایک عرب کو مولوی صاحب نے
بلوایا اس کے ذریعہ نام دریافت کیا' آپ نے عبدالرحمٰن فرمایا۔ وطن پوچھا
بغداد فرمایا۔ پھر دریافت کیا: کب آئے' فرمایا: سات دن ہوگئے۔
یہ سُن کر مولوی صاحب کا اشتیاق بڑھنے لگا۔ پھر سوال کروایا: کیا آپ
فارسی جانتے ہیں؟ اثبات میں جواب ملا تو بلا تامل فارسی میں مخاطب ہو کر
عرض کیے: "آپ میرے گھر تک زحمت فرمادیں جو یہیں پر قریب واقع ہے۔

آپ نے فرمایا اچھا۔ پھر آپ کو لا کر دیوان خانہ میں بٹھا دیا اور اپنی بیوی سے فرمایا: تم چلمن سے پہلے دیکھو کیا یہ وہی ہیں؟ جن کو تم نے رات خواب میں دیکھا تھا؟ بیوی نے خوشی سے بھرپور ہو کر دیکھا اور ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئیں، تھوڑی دیر بعد جب ہوش آیا تو بولیں: "یہی صاحبزادے صاحب حضور غوث پاکؓ کے ساتھ تھے۔" مولوی صاحب نے کہا: تمھارا خواب سچا ہے، نام بھی وہی، وطن بھی وہی ہے، اب تم صورت کی شناخت بھی کر رہی ہو، اس کے بعد شبہ کی گنجایش باقی نہیں رہی۔ پھر باہر آ کر حضرت سے عرض کیا: آپ اس وقت کہاں مقیم ہیں؟ حضرت نے مسجد مرو مصے منور کی نشاندہی کی۔ مولوی صاحب نے عرض کیا: آپ خدا کے مہمان ہیں، خدا نے مجھ کو اس خدمت پر مامور کیا اور توفیق دی کہ آپ کو اپنے مکان میں رکھوں، اب آپ میرے مکان ہی میں اقامت فرمار ہیں۔ آپ نے رضامندی ظاہر فرمائی۔ عرصہ تک مولوی صاحب کے مکان مغل پورہ میں مقیم رہے۔ مولوی صاحب کی اہلیہ، داماد مولوی نور الرسول صاحب اور خاندان کے بہت سے اصحاب حضرت کے دست مبارک پر بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔

# علم و فضل عبادت اور ریاضت

حضرت پیرو مرشد علم و فضل کے اعتبار سے کمال درجے پر فائز تھے، قرآن اور دلائل شریف کے حافظ تھے۔ علوم ظاہری اور علوم باطنی کے ماہر و اکمل تھے جس مسئلے پر بھی حضرت سے بحث کی جاتی حضرت اس کا تشفی بخش اور مختصر جواب ادا فرماتے تھے۔ چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے حیدرآباد اور ہندوستان سے بہت سے علما اور مشایخ آتے، فیوض و برکات سے مستفید ہوتے تھے اور اکثر مرتبہ علما اور مشایخ کے ہاں سے استفساری خطوط وصول ہوتے اور حضرت اس کے جوابات روانہ کرتے تھے۔

حضرت پیرو مرشد کی زندگی شریعت اسلامیہ کے مطابق تھی۔ کھانے پینے، رہنے، سینے، سونے، بیٹھنے اور چلنے پھرنے غرض ہر ایک بات میں اس کا خیال رکھتے کہ کوئی بات شرع شریف کے خلاف ہونے نہ پائے۔

پابندی نماز کا یہ عالم تھا کہ پانچ وقت کی نماز جماعت سے ادا فرماتے اور کثرت سے نوافل پڑھا کرتے تھے۔

حضرت پیرو مرشد کی عبادت و ریاضت کے سلسلے میں ایک واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ایک روز میں اپنے بچے کو جو کمسن تھا ساتھ لے کر قدمبوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ بعد ملاقات واپسی کے وقت بچے کے سر پر ہاتھ رکھکر دعا دی

کر نے عرض کیا۔ بچے کو غور سے دیکھا اور فرمایا: "صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل دے گا۔" یہ سُن کر میرے ہوش جاتے رہے۔ استدعا کیا تھی؟ جواب کیا ملا۔ پھر دو چار منٹ کے بعد سکون مل گیا۔ چوتھے روز بچہ بیمار ہو کر رخصت ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ کا ارشاد یاد آیا۔ اہلیہ کا بُرا حال تھا۔ حضرت پیر و مرشد کا حکم سنایا کہ "صبر کرو" لیکن تشفی نہ ہو سکی۔ اہلیہ کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اہلیہ اندر چلی گئی اور میں باہر رہ گیا۔ بعد نماز مغرب میں نے حضرت سے اجازت کا حکم مانگا۔ فرمایا: "یہیں رہو۔" چنانچہ سب کے ساتھ میرا بھی کھانا آیا۔ کھانا کھایا اور اندر اطلاع دلوائی کہ حسب الحکم حضرت پیر و مرشد رات یہیں رہتا ہے۔ حضرت پیر و مرشد نماز عشا کے بعد مجھ کو اپنے حجرے میں لے چلے اور اشارہ کر کے فرمائے یہاں لیٹ جاؤ۔ اس حکم کے بعد میرے جسم میں عجب قسم کا لرزہ آ گیا کہ یہ سوء ادبی کیسے کروں۔ پھر عرض کیا: بار [illegible] کمرہ جس کا کواڑ کھلا تھا اس میں سونے کی اجازت مرحمت ہو۔ آپ نے [illegible] بلا کر اجازت مرحمت فرمائی۔ اس حجرے میں جا کر ایک گوشہ میں بیٹھا رہا اور آپ کو دیکھتا رہا کہ آپ نوافل میں مشغول ہو گئے اور میں بدستور بیٹھا رہا۔ پھر سو گیا اور کئی مرتبہ اٹھتا رہا جب بھی میں نے دیکھا آپ کو کھڑا ہوا پایا۔ رات دیر کئے جاگ کر سونے سے عموماً پچھلی میں غفلت ہو جاتی ہے۔ اس وقت میری ست [illegible] یہی عالم تھا کہ میرے پیر بھائی مولوی محمد خواجہ صاحب آ کر مجھ کو بیدار کیے اور فرمائے: "اٹھو نماز تیار ہے۔" میں اٹھ کر دیکھا تو حضرت قبلہ سنت ادا فرما کر سیدھے [illegible]

دست مبارک پر لیٹے ہوئے ہیں۔ میرے دریافت پر موصوف نے فرمایا یہ طریقہ مسنون ہے۔ حضرت بیدار ہیں' جلد وضو کر لو۔ میں وضو سے فارغ ہو کر سنت پڑھا اور جماعت میں شامل ہو گیا۔ بعد نماز پھر آپ اندر تشریف لے گئے اور میں باہر بیٹھا رہا۔ سب پیر بھائیوں میں چائے کا دور چلنے لگا مجھ کو بھی شریک کر لیا گیا۔ میں نے خواجہ صاحب سے پوچھا: آپ تو ہر وقت خدمت میں رہتے ہیں یہ تو بتلایئے حضرت قبلہ کے آرام کا وقت کون سا ہے' رات میں نے دیکھا: آپ تو تمام شب مصروف عبادت تھے۔ وہ سن کر بولے' ہم کو دیکھتے ہوئے برسوں نکل گئے۔ آپ ایک رات میں حیران ہیں' حضرت قبلہ تمام شب میں ایک کلام مجید ختم فرماتے ہیں معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ایک کھم ہے کھڑا ہے چنانچہ صبح پاؤں متورم نظر آتے ہیں۔ دس بجے دن کے خاصہ سے فارغ ہو کر قریب ۱۱ بجے آرام فرماتے اور ایک بجے بیدار ہو جاتے ہیں اور بعض وقت سوتے بھی نہیں۔ چنانچہ ایک وقت کا واقعہ ہے کہ تین ہفتے آپ نے قطعاً آرام نہیں فرمایا' اور آرام فرمانا بھی ایسا ہے کہ جائے نماز پر سرہانے اینٹ رکھ لیتے ہیں اور نیند میں ہونٹ ہلا کرتے ہیں' آپ اگر کروٹ بدلیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ آیۃ تلاوت فرما رہے ہیں۔ صرف نماز ظہر میں وضو فرماتے ہیں' باقی نمازوں کے وقت تیمم ہوتا ہے۔ حضرت پیر و مرشد کی یہ حالت دیکھ کر مجھ کو بے انتہا حیرت ہوئی کہ حضرت پیرومرشد کا عالم ضعیفی اور فالج کا عارضہ اس پر مجاہدہ و ریاضت کا یہ عالم' اللہ' اللہ اگر ہم ایک رات جاگ لیں تو

دن بھر سوئے بغیر چین نہیں ملتا۔ یہاں عمر کا پورا حصہ جاگتے گزر گیا۔ بعد ظہر آپ باہر تشریف فرما تھے، اجازت لے کر مع اپنی اہلیہ کے واپس مکان ہوا بیوی نے کہا کہ "رات مجھ کو اس قدر سکون ملا کہ سب اضطرابی کیفیت دور ہو گئی۔ پیرو مرشد کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ خدا نے اسی سال مجھکو اولادِ نرینہ عطا فرمایا جو واقعی نعم البدل ہے۔

## رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر فراز

حدیث میں ہے: تین باتیں جس شخص میں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت معلوم کرے گا:۔۔۔

۱۔۔ خدا اور خدا کے رسول کی محبت اُسے سب سے بڑھ کر ہو۔
۲۔ کسی بھائی سے محبت للہی کرے، کوئی غرض شامل نہ ہو۔
۳۔ کفر میں جا پڑنے کو ایسا برا جانتا ہو جیسا آگ میں گر جانے کو سمجھتا ہے۔ (بخاری کتاب الایمان عن انس بن مالک۔)

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: جسے جس کے ساتھ محبت ہے وہ اسکے ساتھ ہو گا۔

حضرت پیرومرشد جامع الکمالات تھے عالم بھی تھے اور صوفی بھی

اسی لئے اِدھر شریعت ظاہری کی پابندی بھی کرتے اُدھر تصوف کی منزلیں بھی طے فرماتے تھے۔

حضرت پیر و مرشد لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۂ حسنۃ کے مطابق مجسم اخلاق تھے اور ہر وقت اتباع رسول میں مشغول عمل رہتے تھے۔

**حضور نبی الرحمۃ کی سرفرازی اور ارشاد**

حضرت پیر و مرشد کے زمانہ حیات میں بعض متقی اصحاب نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور بعینہ حضور اقدس کو حضرت کی صورت میں دیکھا۔

۱۔ ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک عارف کو اقتضاء بشریت سے حضرت پیر و مرشد کے تعلق سے سوء ادبی کا خطرہ قلبی ہو گیا۔ جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے، فوری ہدایت ملی چنانچہ اسی رات وہ حضور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے، اس وقت حضرت پیر و مرشد بھی سامنے مودب تشریف رکھتے تھے، حضور نبی الرحمۃ کی صورت مبارک بعینہ حضرت کے جیسی دیکھ کر ان کو ایک قسم کا لرزہ طاری ہو گیا۔ پھر دیکھا حضور نبی الرحمۃ اُن کی طرف متوجہ ہو کر فرما رہے ہیں: عبدالرحمٰن میرا ردا و عزبی اور دعا ہوا ہے، خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں، جو اس کا دوست اس نے خدا اور رسول کو راضی کیا، جو اس سے ناخوش، خدا اور رسول اس سے ناراض۔ صبح وہ سارا ماجرائے شب بیان کر کے تائب ہوئے اور حضرت سے

بیعت ہوئے۔ حضرت پیر و مرشد بہت سے اہل اصحاب کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکثر انبیاء علیہم السلام کی زیارت سے مشرف کراتے رہے، اس طرح حضرت پیر و مرشد المرء من احب[1] کے مصداق تھے۔

۲۔ مولوی عبداللہ صدیق صاحب میوہ فروش چار کمان حضرت محمد صدیق خواجہ میاں صاحب (قاضی پورہ) کے مرید تھے۔ ان کے دونوں پاؤں کمزور ہونے سے یہ چل پھرنے کے قابل نہ تھے، صرف کھڑے ہو سکتے تھے۔ چنانچہ حضرت پیر و مرشد جب مکہ مسجد تشریف لے جاتے تو آپ کی سواری کی آمد کے موقعہ پر کھڑے ہو کر آداب بجا لاتے، اس طرح اور دوکاندار بھی عمل کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ عبداللہ صدیق صاحب کو بہ اقتضائے بشریت یہ خطرہ لاحق ہوا کہ "میں حضرت کا مرید، نہ طالب، بلا وجہ اس قدر اعزاز و اکرام اور تعظیم و تکریم کا مکلف کیوں ہوں" اس خیال سے حسب عادت جمعہ کو حضرت پیر و مرشد کی سواری آئی تو موصوف نے اپنے آپ کو دوسری طرف متوجہ کر لیا۔ اسی روز رات خواب میں دیکھا کہ ایک گاڑی میں رسول کریمؐ رونق افروز ہیں اور حضرت پیر و مرشد کی بعینہ صورت ہے اور حضرت پیر و مرشد سامنے مؤدب بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ گاڑی ان کے

---

[1] جسے جس کیساتھ محبت ہے وہ اس کے ساتھ ہوگا۔ از بخاری کتاب الرحمٰن ابن مسعودؓ۔

مقام کے مقابل ٹھہری۔ خلائق جوق در جوق شرف قدم بوسی حاصل کر رہی ہے اور سب کے سب یہی کہہ رہے تھے کہ "رسول پاک کی زیارت کرو"۔ یہ بھی بکمال اشتیاق قدم بوسی کو حاضر ہوئے اور قدم بوسی کے لئے بڑھے۔ حضور نبی الرحمۃ نے ان کی طرف سے اپنا مُنہ پھیر لیا۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ میں آپ کا امتی طالب شفاعت و نظر کرم کا محتاج ہوں۔ حضور نبی الرحمۃ نے فرمایا: امتی ہونے کا دعوی اور طالب شفاعت بھی ہے اور میری اولاد سے روگردانی کرتا ہے۔ پھر حضرت پیر و مرشد کی طرف اشارہ کرکے ارشاد فرمایا: "تو نہیں جانتا یہ فاطمہ کی اولاد ہے"۔ یہ سن کر بے اختیار بہ تقصیر و معذرت خواہی کرنے اور قدموں پر گرنے لگے۔ اسی اثناء میں بیدار ہوگئے اور صبح تک روتے رہے۔ صبح حاضر ہو کر سارا واقعہ حضرت پیر و مرشد سے عرض کیا اور اپنا قصور ظاہر کرکے معافی چاہی۔ اس کے بعد موصوف کا یہ عمل رہا کہ حضرت کی تشریف فرمائی کے وقت سے پہلے مودبانہ انتظار میں درود شریف پڑھتے کھڑے ہو جایا کرتے تھے اور نہایت ادب و احترام سے سلام پیش کرتے تھے۔

# اہلِ بیت کے محب کا جنتی ہونا

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! حضور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: علی کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو۔ گناہوں کو اس طرح دھو دیتی ہے جس طرح پانی غلاظت کو صاف کر دیتا ہے۔

۲۔ حضور نبی الرحمۃ نے حسن اور حسین (علیہما السلام) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: "جو کوئی مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے ماں باپ سے محبت رکھیگا قیامت کے دن میرے درجے میں ہوگا۔"

**حضرت سیدنا علیؓ کی عنایت**

۳۔ حضرت پیرو مرشد سادات حسنی اور حسینی تھے۔ اہل بیت سے بے حد محبت رکھتے اور ہمیشہ اہل بیت کے ارشادات پر عمل کرتے تھے۔ ذیل کے واقعہ سے یہ حقیقت واضح ہو گی کہ حضرت امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت پیرو مرشد پر کس درجہ عنایت تھی:۔

(واقعہ صوفی میر تہور علی صاحب)

صوفی میر تہور علی صاحب جو فرقہ شیعہ کے مشہور و معروف مجتہد او ر جید عالم تھے، دار الشفا میں رہتے تھے، پھر ملیار یڈی گوڑہ چلا گئے۔ اکثر میں اور میرے پیر بھائی مولوی سید محمد نقی صاحب مددگار صدارت تعالیہ موصوف سے ملنے جایا کرتے تھے، دیر تک مذاکرات علمیہ میں مصروف رہتے۔ ایک مرتبہ صوفی صاحب نے فرمایا: وہ بند کمرے میں ذکر و فکر میں تھے۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ انھوں نے دیکھا: ایک باغ و محل ہے جہاں امیر المومنین حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ رونق افروز ہیں، سامنے مودب حضرت پیر و مرشد (سید عبد الرحمٰن) موجود ہیں، انکو دیکھکر امیر المومنین نے حضرت کی طرف اشارہ کرکے کچھ فرمایا۔ ایسا میں نے محسوس کیا لیکن سن نہ سکا۔ دوسرے دن بھی اسی قسم کا خواب معلوم ہوا۔ تیسرے روز حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا: تو جانتا نہیں یہ کون ہے؟ اگر تو جانتا ہے تو جا ملاقات کر۔ اُن سے مل کر مجھ کو پایا۔

یہ خواب شب جمعہ کا تھا۔ صبح نہا دھو کر دس بجے حضرت کے دولت کدہ پر حاضر ہوا۔ آپ اندر محل سرا میں تھے، باہر تشریف لائے مجھ کو دیکھتے ہی مسکرایا۔ جب میں معانقہ کے لئے آگے بڑھا تو کھینچ کر سینہ مبارک سے لگا لیا۔ اسکے بعد کا مجھ کو پتہ نہیں میں بے ہوش ہو گیا، جب ہوش آیا تو میں اپنے آپ کو دوسری دنیا میں پایا، عقاید باطلہ سے توبہ کیا اور حضرت پیر و مرشد کے دست حق پرست پر بیعت کیا۔ پھر حضرت کے ساتھ مکہ مسجد میں نماز کے لئے آیا۔ نماز سے فارغ ہونیکے بعد

حضرت ایک طرف ٹھیر گئے، لوگوں کا ہجوم مثل پروانہ ہونے لگا میں دور سے اس نظارہ کو دیکھتا رہا، آپ کا مخصوص لباس نورانی چہرہ، لاکھوں میں ایک آپ کو ممیز کر رہا ہے، نور محمدی چھن کر چہرۂ مبارک سے آ رہا ہے، شمع محمدی کے پروانے عشق خدا اور رسول کے متوالے، جھوم جھوم کر آ رہے ہیں، انوار الہٰی کی مسلسل ضیا پاشیاں عجب منظر پیش کر رہی تھیں کافی دیر تک یہی عالم رہا، تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت کے ساتھ دولت کدہ پر واپسی ہوئی۔ نماز عصر کے بعد حضرت نے فرمایا: تہور علی! دین کی خدمت کرو۔ چنانچہ صاحب موصوف نے تادم زیست قرآنی خدمت کے فریضہ کو انجام دیتے رہے۔ یہ صاحب تالیف و تصنیف بزرگ تھے۔

## حضور غوث پاک کی عنایت

۴۔ حضرت مولانا سید شاہ خلیل اللہ حسینی صاحب نعمت اللہی سجادہ نشین بیدر فرماتے تھے کہ میں نے حضور غوث پاک کی زیارت آپ کی صورت میں کی ہے اسی طرح بہت سے اصحاب بھی خواب میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت سے ممتاز ہوتے رہے۔

۵۔ شیخ چاند صاحب قادری متولی مسجد کنہ ملک پیٹ بیان کرتے تھے کہ حضرت سیدنا امام حسینؓ کی زیارت ان کو حضرت پیر و مرشد کی صورت میں ہوئی اور ۳ مرتبہ حضور غوث پاک کی اسی نوعیت سے زیارت نصیب ہوئی جس کے بعد موصوف بغداد شریف و مقامات مقدسہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور مشرف زیارت ہو کر واپس آئے۔

# حضرت پیرو مرشد کے بلند مراتب
## اور سلاطین، علماء و مشائخ کی عقیدت

پچھلے صفحات میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ حضور نبی الرحمۃ سیدنا علی رضی اللہ عنہ
اور سیدنا امام ہمام سیدنا حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام، حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ
کی حضرت پیرو مرشد پر کمال نظر عنایت تھی، یہی وجہ ہے کہ حضرت پیرو مرشد کے
زہد و ورع، تقدس اور خرق عادت کی شہرت شہر کے ہر حلقے میں پھیلنا شروع
ہوئی، عوام، علماء، مشائخ اور امراء ملک حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے
اور فیوض و برکات سے مستفید ہوتے رہتے تھے آخر میں مولوی نورالحسن صاحب کے مکان واقع
مغل پورہ سے سرور نگر میں منتقل ہوئے۔ یہاں بھی خلایق کا ہجوم اس قدر
بڑھ گیا کہ ہر وقت اژدہام رہنے لگا اس طرح تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت
پیرو مرشد مرجع خلائق بن گئے۔ بیس سال سرور نگر میں مستقل قیام رہا۔

## سلاطین آل عثمان کی عقیدت

یہ ہمارا آنکھوں دیکھا حال ہے کہ حضرت پیرو مرشد کے زمانہ حیات میں
شریف مکہ، سلطان ترکی، شاہ فیصل عراق، فواد مصر، امام یحییٰ حاکم یمن، سالار الدولہ
خلف ناصر الدین شاہ قاچار والی ایران کی طرف سے خطوط اور تحفے و تحائف
وصول ہوتے رہتے تھے اور حضرت غفراں مکان کے شاہی فرمان سے کسٹم بھی

معاف ہو گیا تھا۔ چنانچہ سلطان عبدالمجید خاں خلیفۃ المسلمین نے جب زمام سلطنت ترکیہ ترک فرمایا اس وقت طلب دعا کے لئے اپنے خاص نمایندے کو حضرت کی خدمت بابرکت میں روانہ فرمایا تھا۔ حضرت نے جو بھی سلطان کے نمایندے سے فرمایا 'راز' تھا۔ مشیت الہٰی کا تقاضا تھا۔ تاہم حضرت پیر و مرشد نے خلیفۃ المسلمین کے فلاح دارین کے لئے جو کچھ ہو سکتا تھا دعا فرمائی آج بھی ان کا خاندان 'خاندان آصفیہ سے منسلک' شاہیت سے قریب' بلند اور ممتاز نظر آرہا ہے۔

سلاطین آل عثمان اور امرائے عراق و مصر کی جو غیر معمولی عقیدت حضرت پیر و مرشد کے ساتھ رہی ہے اُس کی اطلاع پاکر برٹش گورنمنٹ[1] نے اصرار شروع کیا کہ: حضرت ترکی رعایا رہ چکے ہیں اور ہندوستان و حیدرآباد میں بھی ان کا کافی اثر و نفوذ ہے اس لئے یہ چند دنوں حیدرآباد سے باہر کسی مقام پر رہیں۔ بیجاپور میں قیام کرنے کی تجویز کی گئی لیکن اعلیٰحضرت آصف جاہ سابع نے طمانیت دی کہ، یہ بالکل غیر سیاسی' خدا رسیدہ بزرگ ہیں کسی سے ان کا کوئی سیاسی تعلق نہیں ہے' باوجود اس کے برٹش گورنمنٹ کا اصرار بڑھنے لگا تو سرکار نے حضرت کو اس کی اطلاع فرمائی۔ اور حضرت نے ان حالات کو سُن کر فرمایا: ان دنوں میں خود سرور نگر جا رہا ہوں۔ یہ فرما کر سرور نگر تشریف لے گئے اور شاہی باغ میں اقامت فرما رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پیر و مرشد کی شہرت ہندوستان سے باہر بھی زیادہ تھی! حضرت قبلہ کی حیدرآباد میں تشریف فرمائی محض باذن اللہ تھی

---

[1] یہ واقعہ بزمانہ جنگ عظیم ۱۹۱۴ء کا ہے۔

ہر وقت عالمِ اسلامی سے حضرت کے نام دعوت نامے وصول ہوتے کہ حضرت بغداد تشریف لائیں، کہیں سے یہ خط وصول ہوتا کہ حضرت کیے میں حاضر ہیں، کہیں سے شہد اور کھجور اور حلوے وصول ہوتے رہتے تھے۔ حامد یار جنگ مرحوم جو افسر الملک کے صاحبزادے ہیں اپنی کتاب سفرنامۂ عراق میں صراحت سے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت پیر و مرشد کے مکتوبِ گرامی کی وجہ سے جو ان کے ہاں موجود تھا عراق میں بڑی آؤ بھگت ہوئی، اور بہت اعزاز و اکرام ملا۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ہزاروں میل دور بیٹھے رہنے پر بھی حضرت پیر و مرشد کی شخصیت عراق میں کس درجہ بلند تھی کہ صرف حضرت کی تحریر پر اعیانِ عراق نے ہر قسم کی سہولتیں مہیا کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر و مرشد کو جو مقبولیت عالمِ اسلام اور حیدرآباد میں حاصل رہی اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت قبلہ من عرف نفسه فقد عرف ربه کے مرتبہ پر فائز تھے۔ اس لئے کہ سچی آزادی اسی انسان کو نصیب ہوتی ہے جس نے اغراضِ دنیاوی و اخروی سے اپنے قلب کو آزاد کر کے حق تعالیٰ سے بندگی و افتقار کی نسبت جوڑ لے، ایسا ہی عبد اپنے کو انا عبدك اور پھر من رانی فقد رای الحق[1] کہہ سکتا ہے۔

حضرت پیر و مرشد کا یہ اعزاز کہ عبد ہو کر وہ امین اللہ، خلیفۃ اللہ،

---

[1] رواہ المسلم والبخاری۔

ور ولی اللہ تھے کوئی نیا نہ تھا بلکہ حضرت پیر و مرشد کے اوپر کے سلسلے میں حضرت سید محمد متوفی ۱۲۷۰ھ حضرت سید عبد الکریم متوفی ۱۲۸۱ھ حضرت سید عبد الرحیم متوفی ۱۲۹۶ھ یہ سب کے سب بغداد کے مشاہیر صوفیا اور جامع الکمالات تھے[1]
ن قدسی صفات بزرگوں کو سلاطین آل عثمان کی طرف سے ماہانہ ۳ سولیرا (سکہ ترکی) ملتا اور عثمان لوئ آفندی کے خطابات بھی پیش کئے گئے تھے جس کو ان بزرگوں نے قبول نہیں فرمایا۔ لیکن اس خاندان سے ہمیشہ سلاطین کی عقیدت و ارادت قائم رہی جس کا سلسلہ آج تک اس طرح قائم رہا کہ حضرت پیر و مرشد وطن سے نکلے، دور دراز مقام پر پہنچے، باوجود اس کے یہاں پر بھی عوام علما، مشائخ، امرا، سلاطین اور راجگان حضرت پیر و مرشد کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے فیوض رحمانی سے مستفید ہوتے نظر آتے ہیں:

خواجگی را خواجگی از بندگی ست — بندگی کردن کمال خواجگی ست

من ازاں روز کہ در بند توام آزادم
بادشاہم کہ بدست تو اسیر افتادم

---

[1] از رجال الشام والعراق للفرید وجدی مطبوعہ دمشق جلد اول ودوم

## غفران مکان اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان مرحوم آصف جاہ سادس شاہِ دکن کی عقیدت و ارادت

جس طرح خدائے تعالیٰ نے حضرت پیر و مرشد کو کمالاتِ ظاہری و باطنی سے نوازا تھا اسی طرح حضرت نے بھی عوام کو رشد و ہدایت اور ذکر و فکر کے ذریعہ فیض پہنچایا اس لئے حضرت پیر و مرشد کی ذات گرامی بہمہ اوصاف متصف منبع فیض اور مرکز ہدایت بنی ہوئی تھی۔ جو کوئی حضرت پیر و مرشد کی صحبت میں رہا وہ محسوس کرتا کہ دنیا کی یاد دل سے فراموش اور خدا کا خوف اور اسکی محبت پیدا ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت پیر و مرشد کے تقدس اور زہد و ورع کے مذاکرات عوام سے لے کر امرائ اور پھر بیشگاہ شاہ دکن تک پہنچے یکے بعد دیگرے ہر شخص نے حاضری کی سعادت حاصل کی اور فیض صحبت سے مستفید و مالامال ہوتے رہے۔

صوفیہ کے ہاتھ پر تقویٰ و توبہ کی بیعت اور علم طریقت حاصل کرنا سنت ہے جیسا کہ توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون میں بتلایا گیا ہے کہ اے مومنین تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو تا کہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔ توبہ کے معنی رجوع الی اللہ کے ہیں، پس خدا کی طرف رجوع ہونے کا طریقہ یہی ہے کہ شیخ کامل کے دست حق پرست پر بیعت کریں۔ بیعت سے تصفیہ قلب،

مقصود ہے اس لئے تاکید کی گئی ہے کہ ایسے شیخ کامل کے ہاتھ پر بیعت کریں
جس میں علم و عمل کے ساتھ تقوی بھی ہو اور جب مرشد میں تقوی ہوگا تو مرید
بھی مرشد کی پیروی سے متقی ہوں گے۔

پیر کامل کے سلسلے میں یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ پیر زاہد اور تارک الدنیا ہو
اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت و بچہ والا نہ ہو بلکہ اس کے دل میں
دنیا سے نفرت ہو آخرت کی رغبت ہو طاعات موکدہ اور اذکار جو صحیح
حدیثوں میں مذکور ہیں اُن پر ہمیشگی کرنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ
اس کے دل کا تعلق ہو (القول الجمیل از حضرت شاہ ولی اللہ صاحب)۔

## آصف جاہ سادس کی ارادت

والد مرحوم فرماتے تھے کہ: حضرت
غفراں مکاں پہلے حضرت مسکین شاہ صاحب
علیہ الرحمہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت تھے
اور جب حضرت بڑے بغدادی صاحب قبلہ حیدرآباد میں تشریف لائے اور
حضرت کے کمالات ظاہری و باطنی کی شہرت عام ہوئی تو حضرت غفران مکاں
بھی حضرت پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوتے رہے اور ایک عرصہ تک حضرت
توحید و ایمان کی تعلیم جو حقیقی صراط مستقیم ہے حاصل کرتے رہے تعبد للہ
کانک تراہ (تو خدا کی عبادت کر گویا کہ تو خدا کو دیکھتا ہے) کے امور سے
واقفیت حاصل کی اور اپنے دل کو غیر خدا کے تصور سے پاک کیا۔ بشارت
ہوئی پھر حضرت پیر و مرشد سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی۔ اپنی والدۂ ماجدہ

حضرت واحد النسا بیگم صاحبہ مشکوۂ معلی سردار بیگم صاحبہ محلات نواب افضل الدولہ مرحوم اور دوسرے شاہی محلات کو داخل سلسلہ کرواتے رہتے تاکہ حضرت پیرو مرشد کی توجہ سے فلاح دارین حاصل ہو۔

اس کے اوپر ہم نے بتلایا ہے کہ "پیر روشن ضمیر وہی ہوگا جس کے دل میں دنیا سے نفرت اور آخرت کی رغبت ہو' ایسے ہی فرد سے تزکیہ نفس ہوتا ہے جو بیعت کا اصل مقصد ہے"۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت غفراں مکاں نے بیعت سے مشرف ہونے کے بعد حضرت پیرو مرشد علیہ الرحمہ کی خدمت میں ایک لاکھ محاصلی جاگیرات کا جس میں صرف آمدنی مالگذاری تھی اور ایک صد یومیہ دیوانی سے اور پچاس روپیہ یومیہ صرف خاص سے اور دو ہزار منصب کا تاریخ فیروز دکن سے پیش کش فرمایا۔ ڈیوڑھی حسن منورخاں خرید کر اس کو بعد تعمیر سردار محل کے نام سے موسوم کر کے مشکوۂ معلی کی طرف سے سات کروڑ کے بیش قیمت جواہرات اور تین کروڑ نقدی والدہ ماجدہ کی طرف سے نذر کیا اور حضرت پیرو مرشد سے استدعا کی کہ وہ اس نذرانہ کو قبول فرمائیں۔ لیکن وہ مرد مجاہد جو من عرف نفسہ بالغنا فقد عرف ربہ بالبقا کے مرتبہ پر فائز تھا وہ اس پیش کش کو قبول نہ فرمایا بلکہ کل من علیہا فان فیبقی وجہ ربك ذوالجلال والاکرام فرمایا یہی وجہ ہے کہ حضرت پیرو مرشد کو ابتدا سے نام و نمود اور شہرت سے احتراز، دنیاوی

امور و حب جاہ سے نفور تھا۔

## حضرت پیرومرشد سے غفراں مکاں کی محبت و عقیدت کے واقعات

۱۔ حضور غفراں مکاں آصف جاہ سادس شاہ دکن کو حضرت پیرومرشد سے عجیب و غریب محبت پیدا ہوگئی تھی۔ شاہی مجلس میں ہر آن اور ہر لمحہ حضرت پیرومرشد کا ہی تذکرہ رہتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ "حضور پرنور کو حضرت پیرومرشد سے عقیدت نہیں بلکہ عشق ہوگیا تھا" عقیدت کا یہ عالم تھا کہ: "جس قدر نیازات ہوتے تھے اُس کی فاتحہ حضرت پیرومرشد سے دلوائی جاتی اور بغیر فاتحہ کسی کو کھانا کھلایا نہ جاتا اور نہ بغیر غسل کے آپ سے ملاقات فرماتے۔

فرحت محل (حویلی قدیم) جب تیار ہوا' ان دنوں سرکار بمبئی پر تشریف فرما تھے' مولوی محمد عبدالرزاق صاحب معتمد صرف خاص کو حکم دیا گیا کہ: "حضرت قبلہ کو میری طرف سے اس مکان میں رونق افروز و قدم رنجہ ہونے عرض کیا جائے' اور حضرت تشریف فرما ہونے پر شاہی مہمان کی حیثیت سے میرے واپس آنے تک بہ خاطر و مدارات تمام رکھا جائے۔ اگر حضرت تشریف لانے سے انکار فرما دیں تو میری واپسی تک

یہ عمل زمیں دوز کر دیا جائے جس کی وجہ سے حضرت پیر و مرشد چند روز تک اس مکان میں مقیم رہے۔

۲۔ حضرت غفراں مکان کو حضرت پیر و مرشد سے جو قلبی تعلق اور محبت تھی اس کا اندازہ نذر عقیدت کے ان چند خیالات سے ہو سکتا ہے کہ کس درجہ غفراں مکان فنا فی الشیخ کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے:۔

پیر بغدادی قبلہ عالم مظہر اشفاق رحمانیؒ ۔۔۔ نزول رحمت حق مہبط انوار سبحانی

مہر گردون ولایت معدن فیضان ربانی ۔۔۔ اختر برج کرامت گوہر نایاب لاثانی

خوشا روئے مبارک نیر تاباں رخ اقدس ۔۔۔ منور چہرہ زیبا سراپا شکل نورانی

فنا شد عبد در رحمٰن نہ ہے باقی بقا دارد ۔۔۔ بہ شکل عبدیت ظاہر کمال شان رحمانی

سرور قلب احمد مرتضیٰؓ حسنینؓ و ہم زہرا رضؓ ۔۔۔ سجدہ گاہ پاکبازاں نور چشم شاہ جیلانی رضؓ

فیضیاب آستاں جن و بشر کحل البصر خاکش ۔۔۔ ملائک جبہ سا حاضر بصد آداب دربانی

داد آصف دست در دست کہ اے شاہ شہنشاہاں

بود دست تو دست غوث اعظمؓ دست یزدانی

آج غفراں مکاں اس دنیا میں موجود نہیں ہیں مگر ان کے نام کی شہرت ملک کے ہر حصے میں پھیلی ہوئی ہے۔ آج یہ میر محبوب علی خاں والی دکن کے نام سے یاد نہیں کئے جاتے بلکہ میر محبوب علی محبوب الخلائق کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ آپ کے نام کی دہائی سے سانپ، بچھو کے اثرات اب بھی زائل ہو جاتے ہیں۔ ملک کے ہر حصے اور ہر گاؤں میں محبوب الخلائق کے نام کے چلّے

...ائم ہیں جہاں فاتحہ خوانی، نذر و نیاز کی خدمت انجام ہوتی رہتی ہے، یہ سب حضرت پیرو مرشد کی پاک صحبت اور علم لدنی کے اسرار و حقایق سے واقفیت کا نتیجہ ہے کہ آج بھی یہ محبوب خلایق کے نام سے مرجع خلایق بنے ہوئے ہیں۔

## حضرت پیرو مرشد سے غفرانمکاں آصف جاہ سادس کی بے پناہ عقیدت

حضرت غفراں مکاں کو حضرت پیرو مرشد سے جس طرح کی عقیدت و ارادت رہی ہے اس کے چند نمونے جس کو اس غلام نے دیکھا اور والد مرحوم بھی اپنے چشم دید واقعات جو بیان فرمایا کرتے تھے وہ ملاحظہ قارئین کئے جاتے ہیں جس سے یہ اندازہ قائم ہوسکیگا کہ حضرت غفراں مکاں کو حضرت پیرو مرشد سے کس درجہ کی عقیدت و ارادت رہی ہے۔

۱۔ والد مرحوم فرماتے تھے: ایک وقت حضرت قبلہ کو عارضۂ آشوب چشم تھا۔ جب سرکار حسب عادت تشریف لائے تو دوزانو روبرو تشریف فرما رہے جب تک تشریف رکھے اپنے نیپکن سے آپ کی آنکھوں پر جھلتے رہے، یہ سلسلہ تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہا۔ نماز عصر کے لئے جب حضرت ایستادہ ہوئے تب سرکار بھی کھڑے ہوگئے اتفاق سے ان دنوں شدت گرما کی وجہ سرکار کے ساق مبارک پر پھنسیاں نکل آئی تھیں، دیر تک چھپر پر دوزانو تشریف فرما رہنے سے پاجامہ زخموں سے چمٹ کر کھڑا ہونے کے بعد خون نکلنے لگا مگر سرکار نے ذرہ برابر بھی اس طرف توجہ نہ فرمائی۔

۲ - دوسرا ایک اہم واقعہ وہ یوں بیان فرماتے تھے کہ ایک دن صبح
(۹) بجے میں اور مولوی سید محب حسین صاحب قادری حضرت کی بیٹھک میں حاضر
تھے' اتنے میں کرنل افسر الملک اندر حاضر ہو کر سلام عرض کئے اور پھر
معروض ہوئے: حضور پر نور تشریف فرما ہیں۔ حضرت سے حاضری کی
اجازت طلب فرماتے ہیں' یہ سن کر ہم دونوں باہر نکلنا چاہے مگر آپ نے
ہم کو اشارہ سے روک دیا اور کرنل صاحب کو اجازت مرحمت فرمادی' ہم
ہر دو دیوان خانہ کے دروازہ پر مودب ایستادہ ہو گئے۔ اس عرصہ میں سرکار
صحن مکان میں داخل ہوئے' اس وقت ہم نے ایک عجب سماں دیکھا:
جوں ہی سرکار اندر داخل ہوئے خمیدہ ہو کر آداب عرض کئے اور پھر ہر
قدم پر جھکتے' سلام پیش کرتے رہے' یہاں تک کہ آپ کے روبرو آ گئے
جب مقابل سامنے آچکے تب تلوار بغل میں داب کر سرکار نے اپنا سر مبارک
آپ کے سینہ مبارک کے سامنے جھکادیا' پھر قدم بوس ہو کر ایستادہ ہو گئے۔
جب حضرت نے اشارہ فرمایا تو پھر سلام کر کے نہایت مودبانہ طریق سے روبرو
تشریف رکھے۔ چند منٹ خاموشی کے بعد سرکار نے دست بستہ ہو کر فرمایا:
حکم ہو تو کچھ معروضہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے' آپ نے فرمایا
"بسم اللہ" اس کے بعد سرکار یوں فرمانے لگے: "اگر حضرت قصد وطن
فرماتے ہیں تو میں کس طرح مانع ہو سکتا ہوں' البتہ پیرومرشد سے اتنی اجازت
کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ: استدعا سرفراز فرمایا جائے کہ میں بھی حضرت کے

جلو میں چلے چلوں، کیونکہ بغیر حضرت کے میں کسی صورت نہیں رہ سکتا۔ اب حضرت اس کو ترجیح دینے اور مناسب تصور فرماتے ہیں کہ "محبوب علی ریاست و علائق ترک کردے تو ضرور ارادہ فرمائیں کہ میں بھی بسر و چشم حضرت کے ساتھ حاضر ہوں"۔ یہ باتیں سن کر ہمارے حواس گم ہونے لگے مگر خاموش یارائے دم زدن نہ تھا۔ سرکار کی پشت پر کرنل افسر الملک اور نواب مستحکم جنگ ایستادہ تھے، ان سے ذرا ہٹ کر میدھے جانب ہم دونوں کھڑے تھے۔ حضرت نے جواباً ارشاد سے قبل چائے لانے کا حکم فرمائے۔ ہم دونوں باہر نکلے، جب چائے لے کر میں اندر گیا تو دیکھا "سرکار حضرت کے قدموں پر سر رکھے زار و قطار رو رہے ہیں، میں چائے پیش کرکے باہر آ گیا دوسرے موقعہ پر کرنل صاحب سے میں نے واقعہ مذکور کے وجوہ و تفصیلات معلوم کرنا چاہا لیکن کرنل صاحب نے صرف اس قدر فرمایا کہ "حضرت قصد بیت اللہ فرما کر واپسی پر وطن تشریف لیجانا چاہتے تھے" باصرار تمام سرکار نے حضرت کو روک لیا۔ چنانچہ اس عقیدت کا نتیجہ بھی پورا ہو گیا۔ جب غفران مکان وصال پائے تو حضرت قبلہ نے بموقعہ غسل موجود رہ کر اپنے دست مبارک سے آخری غسل کا پانی ڈالا اور نماز جنازہ پڑھائی۔ میت کو جس قدر جواہرات باندھے گئے تھے وہ سب حضرت کی خدمت میں پیش کئے گئے، جس کو آپ نے واپس فرما دیا۔

**۴۔ مہاراجہ کشن پرشاد کا اعتراف و امرائے پائیگاہ کی عقیدت و نذور کی جھلکیاں**

اتفاقاً ایک دعوت میں مہاراجہ یمین السلطنت تشریف لائے تھے۔

مہاراجہ نرسنگ راج عالی کے اصرار پران مخصوص حضرات کی مجلس میں جہاں مہاراجہ تھے میں بھی قریب بیٹھ گیا۔ مہاراجہ کا مذاق صوفیانہ تھا۔ برسبیل تذکرہ ایک بزرگ کا ذکر خیر ہونے لگا چونکہ مہاراجہ بزرگوں سے عقیدت رکھتے تھے اسی سلسلہ میں حضرت قبلہ کا میں نے اسم گرامی لیا۔ جیسے ہی مہاراجہ نے سُنا چونک پڑے اور فرمائے : یہ تو اس پایہ کے بزرگ تھے کہ اب ان کی نظیر نہیں ہے"
اس کے بعد از خود حضرت غفران مکاں کے مذاکرات بہ تعلق عقیدت جو حضرت قبلہ سے تھے فرمانے لگے کہ : سرکار کو اس درجہ عقیدت تھی کہ طغیانی رود موسیٰ کے بعد سرکار نے حضرت کو فلک نما پر مقیم فرما لیا۔ صاحبزادگان نواب صلابت جاہ بہادر اور نواب بسالت جاہ بہادر کی ولادت[لے] حضرت کے دعاؤں کی بدولت ہوئی ہیشہ۔ یہ سرکار فرمایا کرتے تھے۔
ایک دفعہ محبوب منشن میں نیاز تھی اتفاق سے ان دنوں سرکار کے مزاج مبارک پر کچھ بار تھا بموقعہ نیاز جب فاتحہ کے لئے حضرت کو بلوایا گیا تو

---

لے حضرت اجالا بیگم صاحبہ اور حضرت راحت بیگم صاحبہ کا خطبہ نکاح حضرت نے پڑھا اور قبل از قبل ارشاد فرمایا کہ نمبر ۱ کے بطن سے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی نمبر ۲ کے بطن سے ایک صاحبزادہ اللہ پاک عطا فرمائے گا۔
چنانچہ جب ولادت ہوئی تو ہر موقعہ ولادت پر سرکار نے پہلا نو مولود کو حضرت کی آغوش میں دیا اور حضرت نے اذان دی درود کشائی فرمائی اور بسم اللہ بھی پڑھائی۔

سرکار وضو کرکے ملاقات فرمائے۔ حضرت کی واپسی کے بعد آبدارخانہ کو آگ لگ گئی
اس کے بعد سرکار غسل کیئے بغیر حضرت سے نہ ملتے تھے۔ چنانچہ پہاڑی شریف پر جس
زمانہ میں حضرت فروکش تھے۔ سرکار بھی پہاڑی شریف کے باغ میں مقیم رہے ہم
سب مصاحبین کو حکم ملا سب نے وہیں اقامت اختیار کی۔ روزانہ دو دفعہ
سرکار حضرت سے ملنے اوپر تشریف لیجاتے حتیٰ کہ سرکار کے سیدھے پاؤں کے
گھٹنے میں درد ہوگیا۔ سب نے باصرار عرض کیا کہ چند دنوں سرکار آرام لیں یا
میانہ یا ڈولی میں اوپر تشریف لے چلیں، لیکن سرکار نے یہ فرما کر نامنظور فرمایا؛
حضرت بابا صاحب قبلہ اور میرے پیرومرشد قبلہ کی زیارت کو میں اس طرح
نہیں جا سکتا۔ اکثر پہاڑی شریف پر نیازات[1] دلوائے جاتے اور فاتحہ کیلئے
سرکار خود جاکر حضرت سے فرما آتے۔

ایک وقت کا ذکر ہے کہ ہم سرکار کے انتظار میں نیچے بیٹھے ہوئے تھے
سواری مبارک کے آنے میں دیر تھی اس عرصہ میں حضرت تشریف فرما ہوئے
اور اوپر تشریف لے گئے، سیڑھیوں پر آپ نے نعلین اتار دیئے خدام لینے آگے
بڑھے آپ نے منع فرمایا۔ اس کے بعد کسی کی جرأت نہ ہوسکی۔ الغرض سرکار
تشریف لائے اور سب اوپر ساتھ گئے۔ اسی طرح بوقت واپسی ہمرکابی کا
شرف حاصل تھا۔ حضرت سامنے اور پیچھے سرکار، آپ کے پیچھے سب لوگ تھے،
جب سیڑھیوں پر آگئے تو حضرت کے خادم نے آگے بڑھ کر نعلین کی تلاش
شروع کی جو دوسرے جوتوں میں مل کر منتشر تھی۔ ایک نعلین ملی جس کو سرکار نے

[1] ہر دیگ کے لیئے گیارہ اشرفی اور شیرینی کے ہر چنگیر کے لیئے ۵ اشرفی نذرانہ فاتحہ مقرر تھی خواہ تعداد کچھ بھی ہو۔ حضرت اس کو قبول نہ فرماتے تھے۔

اٹھا کر اپنے دست مبارک سے حضرت کے سامنے رکھا' اس کے بعد اپنی تلوار سے جوتوں کو ہٹا کر تلاش فرمانے لگے' دوسری نعلین ملتے ہی اس کو بھی سامنے لا رکھا یہ تو ایک معمولی بات تھی اس سے اہم جوبلی مبارک کا واقعہ ہے۔ سرکار نے حضرت کو تشریف لانے خود جا کر فرمائے اس کے بعد اپنے خاصہ کی گاڑی روانہ فرما کر طلب فرمایا اور یہ حکم دیا کہ: "سب لوگ باب الداخلہ سے پا پیادہ اندر داخل ہوں' صرف حضرت کی گاڑی اندر آوےگی' چنانچہ سرکار کی سواری اور حضرت کی گاڑی کے سوا سب باہر ہی سے پیادہ پا اندر داخل ہوئے۔ جب حضرت تشریف لائے تو سرکار بے ساختہ دوڑ کر آپ کا طواف فرمانے اور قدموں پر گرنے لگے' حضرت روکتے اور اٹھاتے رہے' کوئی پانچ منٹ یہی عمل رہا۔ اس پر بہ شکل اعتراض ایک بزرگ نے بعد میں مجھ سے فرمایا: مہاراج کیا سرکار حالت نشہ میں تھے' جو حضرت بغدادی صاحب کو سجدہ کر دیئے' میں نے عرض کیا۔ ایسی حالت میں سرکار کسی بزرگ سے نہیں ملتے خصوصاً حضرت سے تو بغیر غسل ملاقات نہیں فرماتے' خواہ دن میں دو دفعہ ملنے کا موقعہ کیوں نہ ہو۔ اب رہا سرکار کا یہ عمل شوق عقیدت کا والہانہ طریق پر تھا جیسی کہ سرکار کو حضرت سے ہے سرکار نے سجدہ نہ کیا بلکہ ذوق ارادت میں غیر اختیاری طور پر فرط عقیدت میں جھکتے رہے' اس پر وہ ذرا برہمی سے سخت انداز میں فرمائے۔ "مہاراج تم اپنے مالک کی اتنی تبلیغ نہ کرو" یہ سن کر مجھ سے رہا نہ گیا

میں اپنے مالک مجازی کے خلاف کوئی بات برداشت کروں۔ جب میں نے یہ جواب دیا تب وہ خاموش رہے۔ میں نے عرض کیا اگر سرکار کی حالت غیر تھی تو آپ بھی قریب تھے پھر آپ سے ایسا عمل کیوں ہوا۔ مہاراجہ سے یہ واقعات سننے کے بعد میں نے اس موقعہ کو غنیمت جانا کیونکہ مہاراجہ مصاحب و مقرب خاص تھے اپنے والد مرحوم کے بیان کردہ واقعات سنا کر اس بارے میں تصدیقی طور پر استفسار کیا۔ مجھ سے سب سننے کے بعد مہاراجہ نے فرمایا: میری توثیق حقائق کے لئے کیا ضروری ہو سکتی ہے۔ یہ سب باتیں امر واقعہ تھیں جن سے ملک کا ہر فرد واقف ہے۔ آپ نے اپنے والد سے جو سنا اور میں نے جو کچھ عرض کیا اس سے ایک اندازہ ہو سکتا ہے لیکن جو عقیدت سرکار کو تھی اس کا حقیقی اندازہ سرکار ہی کو تھا یہ ظاہر ہے قریب رہنے والے بیٹھ کر تھوڑا بہت سمجھ سکے البتہ مہاراجہ کشن پرشاد نے جو نذر دیا وہ تو ہمارے بھی علم میں ہے اور آپ کو بھی معلوم ہو گیا لیکن سرکار کے سوا جن لوگوں نے نذر کیا وہ آپ کو معلوم نہ ہو سکا اب وہ مجھ سے سن لیجئے:۔ ہر امیر پائیگاہ نے ۳۵ ہزار کی جاگیر اور بارہ سو منصب کا نذرانہ پیش کیا۔ اسی طرح راجہ شیوراج بہادر نے ۶ لاکھ نقد اور ۲۰ ہزار کی جاگیر پیش چاہی۔ راجہ رائے رایاں اور میں نے بھی گزرانا اور میرے توسط سے مہاراجہ میسور نے بھی!! نذرانہ داخل کرنا چاہا مگر حضرت نے کسی چیز کو قبول نہیں فرمایا۔ غوثیہ بیگم حضرت سے بیعت ہونا چاہتی تھیں

اس کے لئے میں ہر چند سعی کیا مگر کامیابی نہ ہو سکی۔ ان واقعات کو حاضرین سُن کر دنگ رہ گئے اور سب نے یک زبان کہا وہ دور شاہ پرستی جن کی مصاحبت پر فخر اور قربت کی تمنا کی جاتی تو نصیب نہ ہوتی۔
جب فرماں روا کی عقیدت کا یہ عالم تھا تو امراء و حکام اور عوام کی عقیدت کا کیا حال ہوگا۔ اب اس دور میں وہ سابقہ اعتقادات رہے نہ ایسے کامل بزرگ رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسی مقدس ہستی کا ہونا فی زمانہ بہت مشکل ہے۔

## حضور آصف جاہ سابع کی عقیدت

یہ کل کی بات سنی سنائی نہیں بلکہ ہمارے آنکھوں دیکھی ہے کہ حضرت غفراں مکاں کی حیات ہی میں سرکار کے تعلق سے حضرت قبلہ نے ڈاکٹر شاہ میر جنگ مرحوم سے فرمایا تھا کہ اب یہ بادشاہ ہوں گے اس کا علم خود سرکار کو ہے۔" اعلیٰ حضرت حضور نظام آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ سریر آرائی سلطنت ہونے کے بعد حضرت پیر و مرشد کے نام ایک ہزار ماہوار خزانہ صرف خاص مبارک سے اجراء فرمائے اور مینہ خانہ شاہی سے سلامتی سرکار کے ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو پانچ خوان مقرر فرمائے جو حضرت کے لنگر پر صرف ہوتے تھے۔ نیز سرکار نے نظم جمعیت سرکار عالی و صرف خاص مبارک اور جمعیت نظام محبوب سے پہرہ جات مقرر کئے اور سواری کیلئے گاڑی ہوا خوری کے لئے شاہی باغات کی اجازت مرحمت فرمائی کیونکہ

حضرت قبلہ بطور تفریح اکثر بیرون شہر سرونگر پہاڑی حضرت بابا شرف الدین صاحبؒ اور شمس آباد تشریف لیجا کر سکونت فرمایا کرتے۔ حضرت کا سرکار کو اس درجہ خیال تھا کہ ہر وقت اپنے خاصہ کے نام پر بطور خاص خامہ بھجواتے اور دیگر اوقات میں خشک و تر میوہ بھی بکثرت حضرت کے ملاحظہ کے لئے آتا تھا۔ علیا حضرت ملکہ دکن مادر والاشان بہادر بعد تولد حضرت قبلہ کی آغوش میں دی گئی تھیں جو بعد سلسلہ میں بھی داخل ہوئیں۔ دیگر شاہی محلات بھی بیعت ہوئیں۔ والاشان سینیر و جونیر پرنس کی ولادت کے وقت بھی حضرت نے شہد و کھجور اور لعاب مبارک سے روزہ کشائی فرمائی اور اذاں دی۔ میری ہمشیرہ محترمہ حضرت انور بیگم صاحبہ (محل دوم حضور پر نور) نے بھی سرکار سے بارادہ بیعت اجازت طلب کی اس پر سرکار نے فرمایا تم میرے ساتھ ہونا۔ یہ تقدیر کی بات تھی کہ اس اثناء میں حضرت قبلہ کا وصال ہو گیا۔

ایک وقت کا واقعہ ہے کہ حضرت کی ملاقات کے لئے سرکار تشریف لائے ان دنوں آپ سرونگر کے شاہی باغ میں فروکش تھے جب بطور ضیافت چائے پیش ہوئی تو سرکار خود اٹھ کر پیالہ حضرت کے سامنے پیش کر کے فرمائے: "حضرت اپنا لب لگا کر سرفراز فرما دیں"۔ چنانچہ حضرت قبلہ نے لب مبارک لگا کر عنایت فرمایا۔ بمسرت تمام سرکار نے نوش فرمالیا جس کے برکات ہمیشہ سرکار کے شامل حال رہے۔ سرکار دام اقبالہ کو

ہوئے ہیں حضرت قبلہ اپنا دست مبارک سرکار کی پشت پر پھیر کر فرما رہے ہیں :-
" تو مت گھبرائیں تیرے لئے دعا کر رہا ہوں "

اِن بشارتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا سے مادی علاقہ ٹوٹ جانے کے بعد بھی روحانی تعلق برابر باقی رہتا ہے ۔ یہ روایت مشہور ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت آصف جاہ اول کو سات روٹیاں عنایت فرمائی تھیں اور وہ ختم ہوگئیں ۔ لیکن اب یہ دوسرا رشتہ روحانیت کچھ مزید سرفراز کر رہا ہے ۔ دعائیں ایسی لافانی چیز ہے کہ اس کو دوام حاصل ہے ۔ یقیناً حضرت قبلہ کی عظیم روحانیت اور دعائیں جو سرکار کے ساتھ ہیں نہ صرف سرکار کی حد تک بلکہ اس خاندان کی اولوالعزمی و کامرانی کا پیش خیمہ و ضمانت ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے وقت پر ظاہر ہو کر رہینگی ۔

## مہاراجہ کشمیر کی عقیدت

حضرت عبدالحی شاہ صاحب تمیمی سجادہ حضرت نورالدین شاہ صاحبؒ قادری جو اپنے آپ کو فخر سے حضرت قبلہ کا فرزند اً غوشی فرماتے تھے ایک دن ذکر کرنے لگے کہ میں نے مہاراجہ کشمیر سے حضرت کا ذکر خیر کیا ۔ اس کو سنکر مہاراجہ نے کہا : میں نے بہت کچھ شہرہ سنا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ مرحوم نظام کے علاوہ حال حضور نظام بہت زیادہ اعتقاد رکھتے ہیں ۔ میں نے اس سلسلہ میں کئی واقعات حضرت کے مزید سنائے وہ سن کر زیارت کے متمنی ہو گئے اور مجھ سے خواہش کی کہ کسی طرح حضرت کو کشمیر لاؤں ۔ مہاراجہ نے آمد و رفت کے انتظامات

اور اسپیشل طور پر قیام وغیرہ کے بندوبست کا ذمہ لے کر کہا کہ: میں پوری طرح اس کو کروں گا کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی میں نے وعدہ کر لیا کہ بطور تفریح آپ کو یہاں لے کر آؤں گا۔ جب میں نے تفصیل سے حضرت کو سنایا اور مہاراجہ کا اشتیاق قدم بوسی تبلایا اور چلنے عرض کیا تو فرمائے: یہ مجھ کو پسند نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر دو تین مرتبہ ملاقاتوں میں اصرار سے عرض کرتا رہا مگر آپ انکار ہی فرماتے رہے۔

**رزیڈنٹ حیدرآباد کی عقیدت**

ایک اور واقعہ موصوف فرماتے تھے کہ میرے ذریعہ رزیڈنٹ حیدرآباد نے حضرت کی خدمت اقدس میں درخواست دعا کروائی کہ حضرت ان کے لئے دعا کریں۔ غالباً ان دنوں رزیڈنٹ اور والئے سرا کے تعلقات قدرے کشیدہ ہو رہے تھے' میں نے حضرت سے عرض کیا آپ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائے۔ چنانچہ اس وقت میں خود شریک دعا رہا۔ پھر جب رزیڈنٹ سے ملاقات ہوئی تو دعا کا قصہ سنایا وہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ: پادری لوگ خاص ہوتے ہیں' خواہ کسی قوم کے ہوں ان کی دعا مقبول ہوا کرتی ہے' میں نے حضرت کی دعا کا اثر دیکھ لیا ہے' اس کے بعد از قسم میوہ مجھ کو دے کر کہا: اسکو آپ لیجا کر میری طرف سے پہنچا دیجئے میں برٹش امپائر کو لکھ کر حکومت برطانیہ کی طرف سے حضرت کے لئے (ہز ہولی نس) کا

خطاب منگواتا ہوں جب وہ آجائے گا تو لے کر خود حاضر ہو کر لوں گا' اور پیش کروں گا۔ میوہ لے کر جب میں حاضر ہوا تو آپ باہر ہی تشریف فرما تھے میوہ پیش کیا اور قریب ہو کر مختصر الفاظ میں متذکرہ منشاء رزیڈنٹ عرض کیا۔ آپ نے میوہ حاضرین پر تقسیم کر دینے حکم دیکر مجھ سے فرمائے' عبدیت کا خطاب مجھ کو بس ہے تم جا کر اس کو روک دو میں نے اسی وقت سیدھے کوٹھی آیا اور حضرت کی ناراضی کا ذکر کرکے تحریک کو رکوا دیا۔

## نواب آسمان جاہ کی عقیدت

### معین الدولہ مرحوم کا بیان

میرے والد مرحوم سرور نگر میں رہتے تھے چنانچہ مرحوم کے بعد عرصہ تک میں بھی رہا۔ موروثی تعلقات کی وجہ اکثر نواب معین الدولہ بہادر سے میل ملت رہا کرتی تھی' میں از خود چلا جاتا یا ممدوح یاد فرما لیا کرتے۔ اکثر نواب سلیمان علیخاں صاحب جاگیردار میرے ساتھ ہوتے جو میرے بچپن کے ساتھی تھے جو ہفتہ میں ایک دو دن میرے ہاں آ کر رہا کرتے تھے۔ ایک دفعہ نواب سلیمان علی خاں صاحب میرے ہاں حسب عادت رات ٹھیرے اور سویرے اٹھ کر کہا' رات خواب میں مجھ کو حضرت قبلہ کی

زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ ناشتہ کے بعد میں نے کہا چلو آج آپ ہم مل کر خلد آباد جا کر آئیں۔ اس قرارداد کے بموجب ۸ بجے صبح زیارت کو نکل گئے دس بجے واپس لوٹے، مکان آنے پر معلوم ہوا دو دفعہ نواب معین الدولہ بہادر یہاں سے آدمی آ کر گیا ہے، ممدوح نے یاد فرمایا ہے۔ یہ سن کر بلا تاخیر میں حاضر ہوا اس وقت نواب سالار جنگ بہادر بھی تشریف فرما تھے۔ مجھ کو دیکھتے ہی نواب صاحب نے فرمایا یہاں انتظار ہو رہا ہے آج صبح سے کدھر غائب تھے۔ میں سارا ماجرائے خواب اور حاضری درگاہ شریف کا واقعہ سنایا۔ یہ سنکر ہر دو نے فرمایا: پھر تو ہم خوش نصیب ہیں آپ جا کر زیارت سے مشرف ہو کر آئے اور ہم کو آپ کی زیارت ہو گئی۔ اس کے بعد نواب صاحب نے نواب سالار جنگ بہادر سے مخاطب ہو کر فرمایا میرے والد (نواب سر آسماں جاہ بہادر) کو حضرت سے بڑی خاص عقیدت تھی۔ چنانچہ مرتے دم وصیت کئے کہ میری نماز جنازہ حضرت سے پڑھوائی جائے۔ تادم زیست یہ عمل رہا کہ اگر کہیں باہر شکار یا سفر کو جانا ہوتا یا مجھ کو پانی نیلوانا ہوتا تو حضرت سے دریافت کرواتے اور اجازت لے کر عمل کیا کرتے تھے اکثر فرماتے تھے کہ معین الدین خاں کی ولادت حضرت قبلہ کی دعا کی برکت ہے۔ میں یہ بھی مرحوم کو کہتے سنا کہ جب میں تولد ہوا تو اس زمانہ میں حضرت حج کے لئے گئے تھے۔ ذریعہ ٹیلی گرام حضرت کو میرے تولد کی اطلاع کی گئی تھی۔ جب کبھی حاضر ہوتا آپ بے حد شفقت

فرماتے اور دعائیں دیتے تھے۔ وصال شریف کی اطلاع جیسے ہی ملی میں نے مرغ بن کے قریب (۵۰) ایکر کا رقبہ تدفین و خانقاہ کی تعمیر کے لئے منتخب ومختص کر کے تہیہ کر لیا تھا کہ: بہ صرفہ کثیر درگاہ شریف کی تعمیر کرادوں جب یہ خبر ملی کہ سرکار نے اس کا انتظام فرما دیا ہے تو اپنی جگہ چپ ہو رہا۔

## نواب خورشید جاہ مرحوم کی عقیدت

حضرت پیرو مرشد سے نواب خورشید جاہ مرحوم کو بھی خاص عقیدت تھی، ہر وقت حضرت کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے اور حضرت پیرو مرشد کی توجہ سے ایمان و عقاید حقایق و معارف سے مستفید اور سرفراز ہوتے رہتے تھے۔ کہیں جانا ہو یا کوئی کام کرنا ہو تو بغیر حضرت کے حکم و اجازت کے نہ کرتے تھے۔

### حضرت پیرو مرشد سے نواب سالار جنگ کی عقیدت

نواب سالار جنگ بہادر نے فرمایا: مجھ کو بھی تو موروثی نیازمندی حصہ میں ملی تھی، حضرت کی دعائیں میرے بھی شامل حال ہیں۔ ایک موقع پر اسی ضمن میں اپنا ایک واقعہ اس طرح سنایا کہ: میں عین عالم شباب میں علیل ہوا اور کمر ضائع ہو گئی، مرض سمجھ میں نہ آسکا۔ ڈاکٹر و حکما نے مختلف معالجے کئے، جوں جوں علاج ہوتا مرض بڑھتا ہی جاتا یہاں تک کہ میں خود اپنی صحت سے مایوس ہو گیا تھا اب تو یہ نوبت آگئی کہ ہلنا مشکل ہو گیا۔ میری

والدہ نے حضرت سے عرض کروا دیا: سب علاج موقوف کرکے آپ سے رجوع ہوگئے۔ آپ نے دعا توجہ فرمائی پانی دم کرکے عنایت ہوا مجھ پر دم بھی فرمایا۔ پہلے ہی روز چار بجے اُٹھ بیٹھا دوسرے روز گاڑی میں سوار باغ کی تفریح کیا۔ تیسرے روز جاکر حضرت سے ملا۔ تین دن میں مرض ایسا زائل ہوگیا کہ یہ تھی نہیں۔ اس کے بعد آب دیدہ ہوکر فرمایا: اگر حضرت کی دعا و کرم نہ ہوتی تو اولی زندگی محال دوسرے زندہ رہتا بھی تو اپاہج ہوکر رہ جاتا۔ جینا عذاب رہتا آپکی بدولت نئی زندگی ملی ہے۔ آپ کے وصال کے وقت مصر میں تھا۔ قاری عبدالکریم حسینی نے مجھ کو رحلت کی اطلاع دی۔ اظہار غم میں وہ اور میں دونوں ماتمی لباس (سیاہ) پہنے رہے کئی دنوں طبیعت پر بار رہا۔ حیدر آباد واپسی کے بعد میں نے زیارت کی اس کے بعد بھی دو مرتبہ حاضری دے چکا ہوں۔ نواب صاحب نے جب علالت کا واقعہ سنایا تو میں نے عرض کیا اسکو بہت پہلے مولوی سید عنایت حسین صاحب مددگار نظم جمعیت سے بالتفصیل سن چکا ہوں۔ اس پر نواب صاحب نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے عنایت حسین صاحب واقف ہیں وہ ان دنوں میرے ہاں تھے بلکہ حضرت ان ہی کے درمیان کی وجہ تشریف لائے تھے۔

مولوی سید محبوب حسین صاحب قادری حضرت قبلہ کے خاص وابستگان سے ور سرور نگر کے مشہور لوگوں سے تھے فرماتے تھے نواب عماد السلطنۃ سالار جنگ ثانی بھی حضرت کے بے حد معتقد تھے۔ آپ کے اقامت کے لئے سرور نگر میں

مکان و لنگر خانہ کی تعمیر کروائی' سدی عنبر خانساماں جو حضرت کے خاص خادموں میں سے تھے مصارف لنگر برداشت کرتے تھے۔ حضرت نے جب سرور نگر کی سکونت ترک کردی تو یہ سب اسٹیٹ کے حوالہ فرما دیا گیا۔ منجانب اسٹیٹ باورچی خانہ بھی اج ہوکر اس جگہ اب منجانب حکیم نارائین داس صاحب مدرسہ تعمیر ہوا ہے۔

**نواب سلطان نواز جنگ سلطان ملکہ کی عقیدت**

نواب سلطان نواز جنگ سلطان ملکہ اور ان کا پورا خاندان حضرت کا معتقد تھا۔ اعتقاد کا عالم یہ تھا کہ حضرت نے سدی عنبر خانساماں کی لڑکی کو سیف نواز جنگ سے منسوب کرنے ارشاد فرمایا: جس کو بخوشی سلطان ملکہ نے قبول کر کے تعمیل حکم کر لیا۔ حضرت کی سفارش پر سلطان ملکہ نے غربا و مساکین کو بے شمار روپیہ خیرات دیا۔

**سر علی امام کی عقیدت مندی کشی**

نواب نثار یار جنگ میرے ہم محلہ برکت پورہ میں رہتے تھے۔ نواب صاحب اپنا ذاتی مکان تعمیر کروا رہے تھے اکثر اس سلسلہ میں مشورہ و مدد کے لئے مجھ کو یاد فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ بر سبیل تذکرہ حضرت قبلہ کا میں نے ذکر خیر کیا۔ نواب صاحب نے فرمایا آپ حضرت سے ملے ہیں' میں نے عرض کیا غلاموں میں شامل ہوں' اس پر موصوف نے اپنی اور سر علی امام صدر اعظم حیدر آباد کی ملاقات کا واقعہ سنایا' پھر فرمایا' صدارت عظمیٰ کے بعد سر علی امام نے مجھ سے

اور نواب معشوق یار جنگ سے خواہش ظاہر کی کہ اس ہفتہ ہم دونوں ان کے ہمراہ حضرت کے ہاں چلیں۔ مجھ سے کہا ایسی کوئی چیز بتادو کہ نذر پیش کی جائے کیونکہ بزرگوں کے پاس خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے۔ میں نے کہا حضرت تو کوئی نذر قبول فرماتے نہیں۔ البتہ تجویز ایسی ہو کہ وہ قبول کے قابل بھی رہے اور یادگار بھی رہے۔ کہا وہ کیا ہے۔ میں نے بتلایا: فلک نما کے قریب ایک وسیع جگہ فارغ القبضہ سرکاری ہے اس پر کئی عمارت خانقاہ نما ہیں ویران ہیں۔ اس کی حالت خستہ ہے۔ مرمت کے بعد اس کو معہ زمین نذر کیا جائے اگر ایک مسجد و مکان بھی بنوا دیا جائے تو بہتر ہے، قابل رہائش جگہ ہے اور اہل سلسلہ کی یہاں تدفین بھی ہو سکتی ہے۔ میری اس تجویز سے نواب معشوق یار جنگ نے بھی اتفاق کر لیا تب تو سر علی امام نے کہا: یہ سب مرحلے تم ہی سر کر لو۔ ہفتہ بھر میں ضروری امور کی تکمیل اور زمین و مسجد و مکان کا نقشہ مرمت خانقاہ کی بر آورد سب بنا کر لائی جائے۔ چنانچہ میں نے حسب ہدایت کاغذات و نقشہ بنوائے اور لاگت کا اندازہ (۳) لاکھ بتلایا، یہ سب سر علی امام نے اپنے ہاں رکھ لیا اور طے پایا کہ جمعہ کے دن ۵ بجے شام چلیں گے حسب قرار داد سب مل کر حضرت کے ہاں حاضر ہوئے اور بہت لوگ موجود تھے تلاوت کلام مجید کا سلسلہ تھا اس کے بعد نعت شریف پڑھی گئی۔ سب کی چائے سے تواضع ہوئی پون گھنٹہ سر علی امام ٹھہرے اس کے بعد قریب جا کر رخصت کی اجازت طلب کرتے ہوئے ادب سے لفافہ پیش کیا جس میں

وہ چیزیں رکھی تھیں۔ حضرت نے دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ سر علی امام نے عرض کیا: "حضرت کے لئے مسجد و خانقاہ اور متوسلین کے لئے مکان مرید وغیرہ کی تدفین کے لئے اراضی کا نقشہ و دستاویزات ہیں اور یہ جگہ بہت مناسب مقام پر ہے جس کو حضرت بھی پسند فرمائیں گے۔ جواباً حضرت نے ارشاد فرمایا: "تکیہ داری پسند نہیں، فکر بعد الموت عبث ہے"

ہم دونوں نے بھی سر علی امام کا ساتھ دیا بہتیرا ہاں میں ہاں ملائے اور زور دیا کہ حضرت اس کو قبول فرمالیں، لیکن ساری منت و سماجت رائگاں رہی، آپ نے کسی کی ایک نہ سنی۔ جب باہر نکلے تو سر علی امام نے کہا: میں سنا تھا حضرت کو عطر مرغوب ہے، اگر ہم وہ لالیتے تو اچھا ہوتا۔ میں نے کہا اب کی دفعہ ایسا ہی کریں گے، اس پر علی امام نے کہا: یہ تو آپ کی تجویز تھی جو ادھوری رہ گئی اس کو میں اپنے لئے شگون بد سمجھتا ہوں حضرت نے بجائے قبول کے انکار فرمادیا اور بار بار وہ یہی ذکر کرتے رہے۔ لیکن دوسری دفعہ حاضری کی ہمت نہ پڑی اور فی الواقعی ایسا ہی ہوا کہ وہ شگون بد ثابت ہوا چند زمانہ بعد سر علی امام حیدرآباد سے رخصت ہو گئے۔

## حرمین شریفین کا سفر

حضرت پیر و مرشد نے سب سے پہلے ۱۳۰۲ھ میں بغداد سے اپنے بھائی پیر سید محمد بغدادی کے ساتھ سفر حجاز کا ارادہ فرمایا۔ حج سے فارغ ہو کر مدینہ پاک میں حاضری دی،

پھر چند روز کے قیام کے بعد حسب ارشاد نبوی ہندوستان تشریف لائے۔
اجمیر شریف میں چند دن قیام کرکے ۵ محرم ۱۳۰۵ھ حیدرآباد آئے یہاں سے بھی
۱۳۰۸ھ میں پھر آپ نے حجاز مقدس کا ارادہ فرمایا۔ معتقدین کی ایک کثیر
جماعت کے ساتھ چل کھڑے ہوئے۔ جن میں نامور علمائے فرنگی محل بھی
شامل تھے۔ شریف مکہ نے حضرت کی ضیافت اور بہت خاطر مدارات فرمائی اور
شاہی مہمان کی حیثیت سے آپکو مقیم رکھا اور جب آپ حج سے فارغ ہوئے تو
مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ دیار رسول کی محبت نے بغداد اور حیدرآباد کی
یاد بھلادی۔ باطنی بشارت کی بنا پر قطب مدینہ حضرت سید امین صاحب سے سلسلہ قادریہ
اور خلوتیہ میں بیعت و خرقہ خلافت حاصل فرمائے۔ بیعت خلوتیہ اُن اصحاب کو ملتی ہے جو اکابر
اولیاء ہوتے ہیں کامل دو سال تک مدینہ طیبہ میں رہے پھر باتمثال امر نبوی ۱۳۲۱ھ میں مراجعت فرما حیدرآباد ہوئے۔

## حاجی امداد اللہ صاحب اور علمائے ہند کی عقیدت

مکہ معظمہ میں حضرت حاجی امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر مکی نے آپ سے ملاقات فرما کر اجازت بیعت مصافحہ حاصل فرمائی
کیوں کہ اس سلسلہ میں حضور نبی کریم تک حضرت قبلہ سے صرف تین واسطے
درمیان تھے۔ واپسی حج و زیارت کے عرصہ بعد آپ دہلی تشریف فرما ہوئے
اس سفر میں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب نقشبندی سجادہ نشین بارگاہ
حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے کئی مرتبہ آپ سے ملاقات فرمائی۔ نیز
ہندوستان کے مشہور و مقدس بزرگ حضرت میاں اللہ بخش صاحب تونسوی

سجادہ نشین حضرت شاہ سلیمان صاحبؒ بھی دو مرتبہ ملاقات فرمائے۔ ہر دفعہ دیر تک تشریف فرما رہے اور اشتیاقِ بے حد و مسرتِ بے پایاں کا اظہار فرماتے رہے اس کے علاوہ مولانا شاہ عبدالحق صاحب تفسیر حقانی جو سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ گنج مرادآبادی سے بیعت تھے سلسلہ قادریہ میں حضرت قبلہ سے بیعت ہو کر اپنے تمام خانوادہ کو شریک سلسلہ کر دایا۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب اور حضرت مولٰنا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بھی پیام ملاقات خدمت اقدس کیا روانہ فرمایا لیکن زیادہ دنوں دہلی میں حضرت کا قیام نہ رہا۔ اس سبب سے ان ہر دو بزرگوں کو ملاقات کا موقعہ دستیاب نہ ہو سکا۔

**اجمیر شریف** دہلی سے حضرت اجمیر شریف تشریف فرما ہوئے حیدرآباد کے علاوہ دہلی کے کثیر معتقدین کی جماعت شرف ہمرکابی کی سعادت حاصل کر رہی تھی یہ وہ زمانہ تھا کہ عرس شریف ختم ہو کر تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ دیوان جی اور متولی صاحب کو اطلاع دینے پر ہر دو اصحاب کی طرف سے انتظامات رہایش کیے گئے مگر سب کو یہ فکر تھی کہ حضرت سماع نہیں سنتے درگاہ شریف کے عریض و طویل احاطہ میں جا بجا قوال ہر وقت گاتے رہیں گے کس طرح حضرت کو لیجایا سکے۔ چنانچہ یہ مسئلہ متولی صاحب پاس رکھا گیا تو موصوف نے کہا اوقات زیارت وراستہ مقرر کر دیا جائیگا۔ لیکن یہ دونوں باتیں حضرت کے علم و اجازت کے بغیر ممکن نہ تھیں بنا بریں

سب واقعات عرض کئے گئے۔ سن کر آپ نے فرمایا: تم فکر نہ کرو میزبان کو خیال ہے، پوری مہمان داری ہو گی۔

## ایک کرامت

ایک ہفتہ آپ قیام فرما رہے وقت بے وقت درگاہ شریف جاتے بلا تعین راستہ آپ جس طرف چاہے نکل جاتے ایسا معلوم ہوتا کہ کوئی رُکانے والا اس وقت یہاں موجود نہیں ہے مولوی سید عنایت حسین صاحب قادری فرماتے ہیں کہ: دوسروں کی طرح میرے نانا صاحب بھی ساتھ تھے نہ صرف وہ بلکہ اور بہت لوگ تھے۔ نانا صاحب یہ فرماتے تھے: خدا گواہ ہے کہ زمانہ قیام میں ہم نے اس کو آزما کر دیکھا ہے جب کبھی حضرت درگاہ شریف گئے کوئی رُکانے کی آواز ہمارے کانوں میں نہ پڑی، حضرت کے ساتھ دو مرتبہ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی آپ اندر گنبد میں تشریف نہ لے گئے بلکہ باہر رہے جو کیفیت اس وقت طاری رہی وہ ناقابل اظہار و بیان ہے کہ مجھ پر کیا گزری۔؟

## مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا بیان

حضرت مولانا سید ہاشم صاحب جمل الليل فرماتے تھے کہ: حضرت قبلہ کا نام نامی پہلی دفعہ میں نے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب سے سنا وہ اس طرح کہ ایک روز میری موجودگی میں حیدر آباد کے امیر کبیر نواب خورشید جاہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے طالب دعا ہوئے کہ ان کے لئے دعا فرمائی جائے کہ عہدہ وزارت عظمیٰ انہیں مل جائے۔ اس پر حضرت نے فرمایا: میرے ہاں

کیا دھرا ہے، یہاں تک آیا کیوں لوٹ کر پیر عبدالرحمٰن سے دعا کرواؤ اگر وہ اس
بات کی دعا کر دیں تو فضل رحمٰن ہو جائے گا۔ مولنا ہاشم صاحب فرماتے تھے
کہ جب میں نے ایک زبردست و معروف بزرگ کو حضرت کا اسم گرامی لیکر
تعریف فرماتے سنا تو جذبہ شوق بڑھا، پھر بے تاب کرنے لگا میں نے نواب
صاحب کے ہمراہ مولوی عبدالغفار خاں صاحب تھے اُن سے حضرت کے
حالات و مقام دریافت کیا، انہوں نے پورا نام و پتہ دیا اور کہا میں بھی
حضرت کے خداموں میں داخل ہوں اس کے بعد میں وہاں دو ہی دن
بمشکل رہ سکا حضرت شاہ صاحب سے اجازت حاصل کرکے چل پڑا اور سیدھے
حیدرآباد آن کر حضرت قبلہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، پھر تو تا دم زیست
قدموں سے جدا نہ ہوا۔

## آستانہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے نقیب الاشراف

### حضرت پیر عبدالرحمٰن کا ارشاد مبارک

مولوی محمد زین الدین صاحب صدیقی مہتمم محلات شاہی نے مجھ سے کہا
کہ میں اپنی والدہ کو لے کر سنہ ۱۳۳۰ھ میں بغداد شریف حاضر ہوا۔ میں اور میری
والدہ حضرت پیر عبدالرحمٰن صاحب نقیب الاشراف سے بیعت ہوئے ایک ہفتہ
مہمان رہے۔ حضرت نے خاص کرم و مہمان داری فرمائی بارگاہ میں اپنے ہمراہ
حاضری کا موقع دیا اور دعا فرمائے۔ اثنار قیام میں ایک دن بعد مغرب

میں حاضر تھا حضرت نے دریافت فرمایا: تم سید عبدالرحمٰن بغدادی سے حیدرآباد ملنا وہ خیریت اچھا ہے؟" میں نے عرض کیا آپ کے تقدس کا شہرہ اتنا ہے کہ سب ہی حاضر ہوتے ہیں میں بھی حاضر ہوتا رہتا ہوں الحمدللہ حضرت بخیریت ہیں چنانچہ پورا حیدرآباد آپ کو مانتا ہے۔ یہ سن کر حضرت کے ریش مبارک کے بال کھڑے ہو گئے اور میری طرف گھور کے دیکھے اور فرمانے لگے: تم جانتا سید عبدالرحمٰن اعظم الرجال نائب الغوث فی الھند وہ فرس الغوث الاعظم جس وقت حضرت یہ فرما رہے تھے میرے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے پھر فرمایا: تم حیدرآباد جانا انشاء اللہ ضرور ملاقات ہیں۔ نے عرض کیا بہت خوب۔ ہماری رخصتی کے وقت حضرت نقیب صاحب قبلہ نے ایک رقعہ اور تحائف دے کر فرمائے: سید عبدالرحمٰن کو ہمارا سلام بولو اور یہ اس کو دینا۔ بصد ادب میں نے وہ لے لیا اور واپسی کے بعد حضرت قبلہ کی خدمت گرامی میں حاضر ہوا سلام پہنچا کر رقعہ و تحفہ پیش کیا۔ حضرت نے بھی دیر تک نقیب صاحب قبلہ کی خیریت اور حالات سفر دریافت فرمائے۔

**حضرت بابا تاج الدین ناگپوری کا ارشاد**

حضرت بابا تاج الدین صاحب ناگپوری نے بھی تحفہ عطر روانہ فرمایا تھا۔ مولوی محمد عطاء اللہ خاں صاحب منتظم محکمہ سیاسیات سرکار عالی (برادر مولوی غوث خاں صاحب مہتمم شکارگاہ پائیگاہ آسماں جاہی) جو بہت متقی تھے جنہوں نے وظیفہ حسن خدمت کے بعد اپنی عمر کا بقیہ حصہ حضرت قبلہ کی

خدمت میں گزار دیا۔ بیان کرتے تھے کہ: ناظر جمعدار صاحب کے اصرار پر حضرت قبلہ سے اجازت لے کر وہ جمعدار صاحب کے ہمراہ ناگپور گئے اور حضرت بابا صاحب سے نیاز حاصل کیا۔ حضرت بابا صاحب فوراً خاں صاحب پر بطور خاص متوجہ و مہربان ہوئے اور ایک بیڑی دے کر فرمایا: اس کو سلگا دے" اسکے بعد دریافت فرمایا: بڑے باباکیسے ہیں؟ انہوں نے جواباً کہا خدا کا شکر ہے اچھے ہیں۔ لیکن اس سوال کو بروقت سمجھ نہ سکے۔ مقام مسکونہ لوٹنے کے بعد جمعدار صاحب سے کہنے کہ بابا صاحب قبلہ نے بڑے بابا کہہ کر کس کو پوچھا؟ آپ کیا سمجھے؟ جمعدار صاحب نے کہا: آپ کے بڑے فرزند کو۔ اس پر خاں صاحب نے کہا: میری تو خیریت دریافت نہ ہوئی میرے بچے کی کیوں ہونے چلی۔ اس معمہ کو کوشش کے بعد بھی ہم سمجھ نہ سکے۔ دوسرے دن جب گئے تو تھوڑی دیر بعد بابا صاحب قبلہ نے فرمایا: "واپس جا یاد ہو رہی ہے"۔ خاں صاحب نے عرض کیا: کل قصد واپسی ہے یہ سنکر حضرت خاموش ہو رہے۔ تیسرے دن یہ ہم ہر دو رخصتی سلام کو گئے کئی لوگ گھیرے ہوئے تھے' ان میں ایک نے عطر سہاگ دس بارہ تولہ کی شیشی حضرت کے نذر دی وہ اٹھا کر حضرت نے خاں صاحب کو دیا اور فرمائے: یہ لے بڑے بابا کو دینا' اس کے بعد خاں صاحب پوری طرح سمجھ گئے کہ بڑے بابا سے مراد حضرت قبلہ ہیں۔ چنانچہ یہ عرض کئے جاتے ہی حضرت قبلہ کی خدمت میں پیش کرنا پہلا کام ہوگا۔ اس پر بابا صاحب قبلہ نے زور سے

ایک چیخ کے ساتھ فرمایا۔ "ارے وہ ایک تیر اکیا رب کا قبلہ ہے جا جا جا"
خان صاحب ناگپور سے واپسی پر حضرت قبلہ کی خدمت عالی میں تحفہ پیش کرکے
بابا صاحب قبلہ کے گرجدار الفاظ بھی سنائے۔ آپ نے سُن کر مسکرایا اور
فرمائے "جذب آدمی کو ایک حال پر قائم نہیں رکھتا۔"

**حضرت خضر علیہ السلام کی تشریف فرمائی**

حضرت مخدوم حسینی صاحب مشائخ ایچرانی فرماتے تھے کہ موصوف نے ملاقات حضرت خضر کا عمل کیا تھا۔ ۲۱ دن بعد خواب میں زیارت کا موقع ملا۔ ایک مدت بعد وہی صورت کے بزرگ کو حضرت قبلہ کے پاس بیٹھے دیکھا۔ تنہائی میں حضرت قبلہ سے عرض کئے یہ کون بزرگ تھے آپ نے فرمایا جس کو تم خود جانتے ہو۔ یہ سُن کر فرط مسرت سے مکرر عرض کئے حضرت خضر تھے آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر سوال کیا: یہ کب تشریف لایا کرتے ہیں فرمایا جمعہ کے روز۔ اس کے بعد موصوف فرماتے تھے تمام عمر میں نے جمعہ کے دن رہ کر دیکھا مگر مجھ کو نظر نہ آئے۔ ممکن ہے اندر با وقات خاص ملاقات ہوا کرتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت خضر سے بھی آپ کو شرف ملاقات حاصل تھا۔

**اجنا کا بیعت کرنا**

اسی طرح اجنہ کا آپ سے بیعت کرنا نماز میں شریک ہونا اور بزمانہ علالت عیادت کو آنا بھی تواتر سے سنا گیا ہے، وہ اس طرح کہ بھائی محمد خواجہ عنا فرماتے تھے

سرور نگر کے شاہی باغ میں آپ مقیم تھے قریب میں کنواں تھا وہ راتوں میں
اس سے پانی نکالنے کی آواز سنا کرتے تھے ایک دن وہ حضرت سے یہ عرض
کرنے کا تہیہ کرکے حاضر ہوئے، آپ نے انہیں دیکھتے ہی عرض حال سے
پہلے ارشاد فرمایا وہ جن ہے میرا محب (مرید) ہے نمازی ہے جماعت
میں شریک رہتا ہے، اس کو شکایت ہے کہ "جھوٹے برتن وہاں رکھے
جاتے ہیں، آئندہ وہاں کوئی چیز نہ رکھی جائے۔ ایک دفعہ (۳۵ھ)
سرور نگر ہی میں حضرت کو عارضہ فالج لاحق ہوا بیس یوم کے بعد افاقہ
ہونے لگا چالیس یوم اندھیرے میں رہے، اس اثنا میں ایک سانپ
حجرے میں آکر لحاف میں چلا گیا سب لوگ پریشان ہوکر اسکی تلاش
میں مصروف ہو گئے، آپ کو اس کا علم نہ ہونے دیا مگر آپ نے از خود
فرمایا پریشان کیوں ہوتے ہو وہ سانپ نہیں فرخ جنی وزیر ہے میری
عیادت کو آیا تھا، چلا گیا۔

# حضرت پیر و مرشد سے علماء اور مشائخ کی محبت

حضرت پیر و مرشد کے حالات پر جہاں تک میں نے غور کیا بجز اس کے کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ عمل کے ساتھ فضل الٰہی بھی شامل تھا۔ فضل کو اس لئے ماننا پڑتا ہے جب ہم یہ غور کرتے ہیں کہ عین عالم شباب میں وطن سے آپ راضی برضا نکل پڑے، غریب الوطنی ملی، حکومت کا سہارا لائے نہ دولت پاس تھی اور نہ یہاں کوئی رشتہ دار اور شناسا تھا، نہ مرید و طالب بلکہ بے یار و مددگار باوجود اس کے دنیاوی اعزاز وہ حاصل تھا کہ قابل رشک کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ دینی حیثیت سے ہر طرح آپ کی زندگی پاکیزہ و بے لوث تھی تقرب الی اللہ کی جہت سے اہل دنیا و دین آپ کے موصل الی اللہ ہونے پر متفق ہیں یہ سب مراتب عالیہ بجز فضل کردگار کسی کو ملنا محال ہے جو کسی ایک کے لئے پروردگار مختص فرما دیتا ہے۔ آپ پاس ایک مافوق الفطرت قوت روحانی تھی جو آپ کو عطا ہوئی تھی جس کی وجہ رئیس وقت، والیان پائیگاہ و سمستان و راجگان، امراء و اعیان سلطنت، علماء و مشائخ اور عوام سب آپ کے بدل معتقد و معترف تھے اہل دکن کے قلوب پے آپ کے تقدس و تورع کا سکہ مرتسم تھا۔ چنانچہ ہندوستان کے مشاہیر علماء اور صوفیا جب کبھی حیدرآباد آتے تو حضرت پیر و مرشد سے ملاقات فرماتے، تحفہ تحایف پیش کرتے اور

مختلف مسائل اور شکوک و شبہات پر گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ وہ علماء و مشائخ جنہوں نے حضرت پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے یہ ہیں:—

۱۔ حضرت شاہ عبدالوہاب صاحب (فرنگی محل)
۲۔ حضرت شاہ عبدالباری صاحب ״
۳۔ حضرت جماعت علی شاہ صاحب۔ علی پوری
۴۔ حضرت مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب۔ بھوپال
۵۔ حضرت شاہ منتجب الدین صاحب سجادہ نقشبندی۔ بالاپور برار
۶۔ حضرت نثار احمد صاحب متولی آستانہ اجمیر شریف
۷۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی
۸۔ حضرت شاہ عبدالعلیم صاحب میرٹھی

مذکورۂ بالا علماء کرام کے علاوہ حیدرآباد کے مشاہیر صوفیا اور بزرگان کرام سالک اور مجذوب ہر قسم کے بزرگ آپ پاس تشریف لاتے اور ہر ایک سے حضرت پیرو مرشد حسن خلق و تواضع سے پیش آتے، چائے اور طعام ما حضر سے خاطر فرمائی جاتی تھی۔ ہر بزرگ یہی سمجھتا کہ حضرت ہم سے ہی زیادہ محبت فرماتے ہیں۔ قابل ذکر یہ اصحاب ہیں:—

۱۔ حضرت سید پیر صاحب امام پورہ اور آپ کے صاحبزادگان
۲۔ حضرت مسکین شاہ صاحب
۳۔ حضرت مرزا سردار بیگ صاحب

۴ ۔ حضرت آغا داؤد صاحب ابوالعلائیؒ
۵ ۔ حضرت شاہ سرور بیابانی صاحب (قاضی پیٹھ)
۶ ۔ حضرت محمد شاہ صاحب خاموشی
۷ ۔ حضرت عبدالرحیم شاہ صاحب قمیصی
۸ ۔ حضرت حبیب العیدروس صاحب
۹ ۔ حضرت شیخ السادات حبیب احمد صاحب بافقیہ مکی
۱۰ ۔ حضرت مولانا احمد خیرالدین صاحب
۱۱ ۔ حضرت مولانا خیرالمبین صاحب
۱۲ ۔ حضرت بخاری شاہ صاحب (سعید آباد)
۱۳ ۔ حضرت شرف الدین صاحب رضوی کرنولی (شرقی چمن)
۱۴ ۔ حضرت مرتضیٰ شاہ صاحب قادری موسوی
۱۵ ۔ حضرت افتخار علی شاہ صاحب وطن
۱۶ ۔ حضرت خواجہ حبیب علی شاہ صاحب حافظی
۱۷ ۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب اورنگ آبادی
۱۸ ۔ حضرت محمد صدیق خواجہ میاں صاحب (قاضی پورہ)
۱۹ ۔ حضرت عمر میاں صاحب (قادری چمن)
۲۰ ۔ حضرت کمال اشرف شاہ صاحب (مچھلی والے)
۲۱ ۔ حضرت غنی شاہ صاحب

۲۲ ۔ حضرت منشی اسمٰعیل شاہ صاحب

۲۳ ۔ حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب

۲۴ ۔ حضرت مولانا مظفر الدین صاحب معلی

۲۵ ۔ حضرت قاری تونسی صاحب مدنی

۲۶ ۔ حضرت شاہ محمد حسن صاحب فخری کلیمی

۲۷ ۔ حضرت چنداشاہ صاحب قادری گنج نشین

حضرت شیخ السادات صاحب ملی، حضرت قاری تونسی صاحب مدنی حضرت عبد العلیم شاہ صاحب میرٹھی نے بھی حضرت پیر و مرشد سے سلسلہ قادریہ میں اجازت حاصل فرمائی تھی۔

حضرت قاری تونسی صاحب مدنی عرصہ دراز تک حضرت پیر و مرشد کے پاس آ کر مقیم رہے تھے اور حضرت پیر و مرشد نے موصوف کے ذریعہ حیدرآباد میں علم تجوید و قرأت کی ترویج فرمائی چنانچہ حضرت قاری صاحب ملکی کی وجہ دکن میں تجوید قرأت کی کثیر اشاعت ہوئی اور ہو رہی ہے۔

---

ؑ حضرت منشی اسمٰعیل شاہ صاحب پندرہ یوم حالت جذب اور پندرہ یوم حالت سلوک میں رہا کرتے تھے۔ بحالت سلوک حضرت کے پاس تشریف لاتے اور دن بھر قیام کرتے جو بھی حضرت سے ملنے آتا اس سے فرماتے، تم نہیں جانتے حضرت بہت بڑے پایہ کے بزرگ ہیں، یہ ادب کا مقام ہے۔ ادب کرو ورنہ مارے جاؤ گے۔

# حضرت مولانا حافظ محمد انوار اللہ خاںؒ

حضرت پیرو مرشد سے حضرت مولانا محمد انوار اللہ خاں فضیلت جنگ[عہ] علیہ الرحمہ صدرالصدور معین المہام مذہبی کے خاص تعلقات تھے۔ باطنی سلوک میں علم و عمل کی نوعیت اور اس کی اہمیت پر گھنٹوں گفتگو رہتی اس طرح حضرت موصوف بھی پیرو مرشد کے حلقہ عقیدت مندوں میں شامل رہے اور تعلیم سلوک حضرت سے پائے۔ سرورنگر میں ایک ایک ہفتہ قیام فرماتے۔ بزمانہ قیام بلدہ صبح یا شام ایک دفعہ حضرت پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے اور فیوض روحانی سے مستفید ہوتے تھے۔

**جامعہ نظامیہ** | جامعہ نظامیہ حیدرآباد کا ایک قدیم تعلیمی اور مذہبی ادارہ ہے۔ اس دینی ادارے کو حضرت فضیلت جنگ نے ۱۲۹۲ھ میں خاص درس نظامیہ کی تعلیم کے لئے قایم فرمایا۔ اس ادارے سے ہزارہا طلبہ علوم دینیہ سے فارغ ہوکر نکلے اس ادارے کی انتظامی کمیٹی میں حضرت پیرو مرشد علیہ الرحمہ کو بھی خیرو برکت کی غرض سے شریک فرمایا تھا

---

عہ حضرت فضیلت جنگؒ ۴ ربیع الثانی ۱۲۶۴ھ پیدا ہوئے۔ بڑے عالم فاضل، محدث، فقیہ اور صاحب فضل و کمال تھے۔ یکم جمادی الثانی ۱۳۳۶ھ فوت ہوئے (مطلع الانوار)

جس کی بنا پر حضرت پیرو مرشد بھی جامعہ نظامیہ میں تشریف لاتے، اساتذہ اور طلبہ سے مختلف مسائل پر گفتگو اور پند و نصائح فرماتے رہتے تھے۔

**حضرت معلّی صاحب** حضرت مولوی محمد مظفر الدین صاحب معلّی مرحوم سابق مددگار ناظم ۔۔۔ کو بھی حضرت پیرومرشد سے بیعت تھی۔ حضرت معلّی صاحب حیدرآباد کے مشہور علماء سے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی حضرت معلّی صاحب کے خاندان کے جملہ افراد حضرت پیرو مرشد کے حلقہ عقیدت مندوں میں شامل ہیں۔

**تعطیل عام برائے فاتحہ حضرت سیدنا امام حسن علیہ الصلوۃ والسلام** حضرت پیرو مرشد کے ارشاد پر اعلیحضرت ظل سبحانی نے فاتحہ حضرت سیدنا امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ایک یوم کی عام تعطیل منظور فرمائی۔

**مکہ مسجد میں نماز کے اوقات کا تعین** حیدرآباد میں مکہ مسجد کی زیادہ اہمیت ہے جمعہ کی نماز کے لئے شہر کے سارے مسلمان اس مسجد میں جمع رہتے ہیں۔ آج سے ۵ سال پہلے اس مسجد میں جمعہ کی نماز ۳ بجے ہوا کرتی تھی۔ حضرت پیرومرشد کی تحریک پر فرمان شاہی سے ایک بجے کا وقت معین ہوا۔

**میلاد شریف** اسی طرح ہمارے ملک میں میلاد کے موقع پر قصائد خوانی کا رواج تھا۔ حضرت پیرو مرشد نے اردو قصائد خوانی کے بجائے عربی مولود و بردہ شریف کا

رواج دیا۔ عوام اور امراء و عقیدت مندوں کو تاکید کی کہ عربی مولود و
بردہ شریف کو بموقع میلاد پڑھا جائے تاکہ اس کے برکات سے استفادہ
ہو سکے۔ اس طرح حضرت پیر و مرشد نے بردہ شریف کو ملک میں پھیلانے کی
سعی فرمائی۔

**حضرت پیر و مرشد کی تحریک پر علماء و مشایخ کے نام امداد کی منظوری**

اس کے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت
پیر و مرشد سے مسایل سلوک طے کرنے
اور علوم ظاہری و باطنی کے اسرار سے
واقفیت کے لئے بہت سے علماء و مشایخ بیرون ملک سے آیا کرتے اور حضرت
سے مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ ان میں سے بعض ایسے بھی ہوتے جن کو امداد کی
ضرورت ہوتی۔ ایسے بلند مرتبت اصحاب کے لئے ظل سبحانی میں تحریک
کی جاتی تو ان کے نام موقتی امداد اور ماہانہ تنخواہوں کی اجرائی عمل میں
آتی تھی۔ چنانچہ حضرت پیر و مرشد کے ارشاد پر حضرت غفران مکاں اور اعلیٰحضرت
ظل سبحانی نے بہ اوقات مختلف حضرت قاری تونسی صاحب مدنی، حضرت
شریف مساعد صاحب مکی، حضرت شیخ السادات حبیب احمد صاحب بافقیہ
مکی، حضرت سید حمزہ صاحب بافقیہ، حضرت نثار احمد صاحب متولی آستانہ عالیہ
اجمیر شریف کے نام فی کس تین تین سو روپیہ ماہوار اجرا فرمائے اور حضرت
حبیب ابوبکر صاحب بافقیہ مدنی، حضرت شریف زید صاحب مکی کے نام
ایک ایک صد ماہوار اجرا ہوئی اور خواجہ شمس الدین صاحب کے نام سالانہ روپیہ اجرا ہوئے۔

## حضرت حبیب العیدروس صاحب

سلطان الصوفیہ شیخ الشیوخ حضرت حسین حبیب العیدروس صاحب قدس سرہٗ

اپنے وقت کے عارف کامل اور بزرگ عامل تھے اور ہر وقت خلائق آپ کی خدمت میں حاضر ہوتی اور مستفید ہوتی رہتی تھی[1]۔

حضرت حبیب صاحب کو سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شاہ سعد اللہ صاحب حسرتؔ سے بیعت تھی اور حضرت پیر و مرشد سے ۱۳۰۴ھ میں سلسلہ قادریہ رفاعیہ میں اجازت ملی تھی۔

حضرت حبیب صاحب کو حضرت پیر و مرشد سے بڑی محبت تھی جیسا کہ اس نظم میں والہانہ عقیدت و ارادت کو ظاہر فرمایا ہے : ؎

| | |
|---|---|
| اقول بسم اللّٰہ فی بدء المشروع | بالحمد ثم الشکر من بعد الخضوع |
| کہتا ہوں بسم اللہ میں عین شروع[2] | حمد حق اور شکر رب کر کے ادا با صد خضوع |
| و بنور نور اللّٰہ بالتمجید | املأ بہ قلبی من التوحید |
| نور نور اللہ کی تمجید سے | بھر گیا ہے دل مرا توحید سے |
| ان کان فی الظن عیب قد ظہر | فالعفو قطعا شیمتہ فی مستطر |
| ظن میں گر ہے عیب کا خوف و خطر | بیگماں کرتا ہے پر رب خود درگزر |

---

[1] حضرت پیر و مرشد کے وصال کے بعد ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ آپ کا وصال ہوا۔ خطۂ صالحین میں مدفون ہیں [2] منظوم اردو ترجمہ بحر العلوم حضرت مفتی سید محمود صاحب کا ہے

رصّعتها بالدرّ والیاقوت — رأیتها فی اللوح والملکوت

ہے مرصع یہ نشیدہ گوہر و یاقوت سے — دیکھ کر میں نے لیا ہے لوح سے ملکوت سے

ورأیت انوار الحقیقة ظاہرا — مذ ذقت صافی الراح خمرا طاہرا

ہوں میں انوار حقیقت دیکھ پایا برملا — جب شراب صاف و طاہر کا مزہ میں چکھ لیا

من جادلی بالجود کاس المعرفہ — فعرفت ربی کیف کانت معرفہ

جب پلایا جود سے جام وصال معرفت — ہو گئی مجھکو عطا رب کی کمال معرفت

وعرفت اللّٰہ ربّا واحدا — فی کل شئی شاملا بل شاہدا

جس سے میں جانا کہ اللہ ایک ہے رب احد — سب میں شامل ہے مرا اللہ شاہد اور صمد

من اشہر الطریق للطلاب — القادری وسید الانجاب

طالب حق کیلئے ہے جو طریقہ سہل تر — قادریہ سید الانجاب کا ہے مشتہر

النجیب المشیخ سادات الوریٰ — الامام فی العراق ام القریٰ

اور کہے ہیں شیخ الطریقہ شیخ سادات جہاں — ہیں امام العراق ام القریٰ کے بیگیاں

فی بغداد وفی جمیع اقطار الحرم — وبالدکن فی الہند من قطر العجم

پیشوائے اہل بغداد و حرم ہیں بالیقیں — اور دکن میں ہند میں وہ مقتدائے اہل دین

الہاشمی من ینتمی لتعداد النسب — نحو علی المرتضی عالی الحسب

ہاشمی سادات سے ہیں حضرت عالی نسب — جد امجد انکے ہیں مولا علی والا حسب

ہم حبیبی سیدی شیخ البطل — شیخ سادات الانام من ازل

ہیں حبیب و سید و شیخ بطل — شیخ سادات جہاں ہیں از ازل

سیدی قطب الزمان المفرد — الغوث شیخ الوقت عالی المجد

سیدی قطب زماں ہیں اور فرد — غوث شیخ وقت عالی ان کا ہے فخر و مجد

اعنی الرفاعی الوجیہ المحترم — عبد رحمن الوری نور الظلم

وہ رفاعی ہیں وجیہ محترم نیکو شیم — عبد رحمن اسم سامی ہیں مصباح ہدیٰ نور ظلم

شیخنا و قطبنا و غوثنا — شیخ الطریقہ خضرنا مل ذخرنا

وہ ہمارے پیر ہیں او قطب غوث رہنما — خضر رہ شیخ الطریقہ ذخر و ماوی مقتدی

واحفظ مریدیھم بلطف لم یزل — والطف بھم یا سیدی فیما نزل

کر حفاظت تو مریدوں کی بہ لطف لم یزل — لطف فرما ان پہ اے مولائے من فیما نزل

واسبل علینا الستر فی الحیاۃ — فضلا و بعد الموت بالنجاۃ

لے چھپا رحمت کے پردہ میں ہمیں حین حیات — فضل سے اور بعد مرگ ملجائے ہمسکو نجات

ارجو کموا باللہ یا اھل الادب — وبحق طٰہٰ سیدی فخر العرب

فضل رب ملتمس ہوں تم سے اے اہل ادب — اور بحق سیدی طٰہٰ جو ہیں فخر عرب

ما زال شوقی للمدینۃ والصفا — سیرو بیت اللہ ثم المصطفیٰ

دل میں میرے ہو بسا شوق مدینہ و صفا — حج بیت اللہ کروں اور پھر زیارت مصطفیٰ

والی صراط الحق یا الٰہی دلہ — الحسین العیدروسی کن لہ

یا الٰہی فضل سے بتلا مجھے راہ ہدیٰ — میں حسین عیدروسی اور تو میرا خدا

عیدِ رحمٰن سیدی قطبِ دکن
قبلہ گاہِ عارفاں غوثِ زمن

یومِ عشرہ کردہ عزمِ لامکاں
شد ورائے عرشِ ربِّ ذوالمنن

(از)

حضرت مولانا سید پاشاہ محی الدینؒ جودی

# وصال

یوں تو اوائل ذی الحجہ میں آپ نے غیر محسوس طور پر یہ فرمایا تھا کہ :۔
اللہ تعالیٰ کی طرف سے آج فرشتۂ رحمت نے مجھ کو سلام اور شہادت کی خبر پہنچائی ہے اور فرشتۂ رحمت کا پیام لانا تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ کی شان ظاہر کرتا ہے کہ خدا کس طرح اپنے خاص مومن بندوں سے خطاب فرماتا ہے۔ بروز وصال دن کے بارہ بجے بعد خلاف عادت حجرہ شریف سے برآمد ہو کر باہر مردانہ حصہ میں تشریف لائے جہاں ابھی لوگ ادائی نماز ظہر کے لئے جمع ہو رہے تھے آپ کو دیکھتے ہی سب دوڑے اور دست بوسی کرنے لگے۔ آپ نے مولانا ابراہیم خاں صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا: اگر کسی کی اجل آجاوے اور اس کی آرزو مدینہ کی ہے اللہ کی طرف سے اسکو اختیار ہے وہ جس کو پسند کرے ایسے حال میں بندہ کیا کرے؟ مولانا نے سن کر عرض کیا: ماہ محرم تسلیم و رضا کی تعلیم دیتا ہے' یہ مقام بندگی ہے بندے کو چاہیئے کہ رضائے الٰہی کے تابع ہو جائے۔ چنانچہ یہی عمل امام حسینؑ کا رہا ہے۔ حدیث شریف کے مطابق قبور سے میت منتقل ہوتی ہے قبول امر الٰہی میں تکمیل تمنا ہو جاتی ہے۔ اس کو بغور سماعت فرما کر آپ نے "جزاک اللہ" فرمایا۔ اور اندر کی جانب پھرنے لگے۔ جناب خان صاحب فیض یافتہ صحبت تھے

وہ سمجھ گئے۔" یہ استفسار خود سے متعلق حضرت نے فرمایا ہے۔ سب لوگ کھڑے رہے، صرف خان صاحب آگے بڑھے اور دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اپنے اور سب کے لئے طالب دعائے مغفرت کی استدعا کی، حضرت نے دعا فرمائی اور اندر حجرہ مبارک میں واپس آکر دروازہ کو بھیڑ دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد آیت لَقَدْ جَاءَكُمْ بہ آواز بلند تلاوت فرمانے لگے۔ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ پر اعلیٰ علیین تشریف فرمائی ہوئی۔

باہر جو لوگ نماز کے منتظر تھے ان کو وصال شریف کی اطلاع ملی۔ اس کے ساتھ ہی بجلی کی طرح سارے شہر میں اس کی تشہیر ہوگئی۔ سرکار میں اطلاع دی گئی مگر مغرب تک سب کو یہی گمان تھا کہ آپ کو سکتہ ہوگیا ہے کیونکہ ریش مبارک کے بال کھڑے ہوئے اور پیشانی انور پر ہین پسینہ آرہا تھا۔ نیز آنکھوں میں جوت اور چہرہ مبارک پر مسکراہٹ تھی، حوالی قلب میں گرمی و خفیف سی حرکت تھی۔

**مسجد افضل گنج میں نماز**

رات کے دس بجے غسل دیا گیا۔ بعد غسل آپ کو پسینہ آنا شروع ہوا، الغرض مسجد افضل گنج میں آپ کے منجھلے بھائی حضرت سید محمد صاحب بغدادی نے نماز پڑھائی اس کے ساتھ ہی بغیر آثار باران رحمت کا نزول ہونے لگا۔ مسلسل پون گھنٹہ موسلادھار بارش ہوتی رہی۔ سڑک پر آدمیوں کا چلنا دشوار ہوگیا تھا۔ جب پانی فرا تھا تو جنازہ ½ ۱ بجے شب بمقام نام پلی پہونچا۔

جنازے پر جو کپڑا اُڑائے تھے وہ خانہ کعبہ کا غلاف تھا جس کو ظل سبحانی نے
روانہ فرمایا تھا۔ صرف غلاف پر پانی کے اثرات تھے باقی میت پر کسی قسم کا پانی
کا اثر نہ تھا۔ قبر میں بھی پانی کا ایک قطرہ نہ تھا۔ جب اس آفتاب علم و عمل کو
قبر میں اتارا گیا اور صورت دکھائی گئی تو چہرہ انور ماہتاب کو ماند کر رہا
تھا، ریش مبارک منقش کے تار کے مانند دکھائی دے رہی تھی۔ ایسے موقع پر
حضرت پیر سید محمد صاحب بغدادی نے "کالقمر لیلۃ البدر" فرمایا۔
اس وقت جو لوگ بھی موجود تھے سبھوں نے دیکھا کہ قبر شریف منور اور روشن
معلوم ہو رہی تھی۔ ٹھیک (۳) بجے شب اس ماہتاب فضل و کمال کو بتاریخ
۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۲ھ روز شنبہ ۶۳ سال کی عمر میں بمقام خطۂ صالحین[1]
آسودۂ خواب کیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

**نیاز مندانہ عقیدت** جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا سید شاہ
مخدوم حسینی صاحب قادری سجادہ درگاہ حضرت
بندگی مخدوم برہنہ شمشیر رحمۃ اللہ (واقع الجیرانی) نے حضور شیخ الامام
پیر و مرشد قدس سرہ کی پیشگاہ عالی میں جو سلام عرض کیا وہ یہ ہے:-

---

۱؎ یہ جس مقام میں حضرت کو آسودہ خواب کیا گیا ہے وہ پہلے باغ نگینہ بانی محل نواب افضل الدولہ
واقع نامپلی سے موسوم تھا جو حضرت پیر و مرشد کی مریدہ تھیں۔ حضرت سے پہلے اس باغ میں
چند قبور تھے آپ کے آسودہ خواب ہونے کے بعد حسب فرمان خسروی الوانات شاہی سے
درگاہ شریف کی تعمیر ہوئی چنانچہ باب الداخلہ پر سنہ تعمیر ۱۳۴۲ھ کندہ ہے۔

# سلام بہ حضور شیخ الانام

السلام اے رہنمائے سالکاں — السلام اے پیشوائے عارفاں
السلام اے مطلعِ انوارِ حق — السلام اے شیخ اسرارِ حق
السلام اے واقفِ اسرارِ ذات — السلام اے مرکزِ انوارِ ذات
السلام اے حامیِ دینِ متیں — السلام اے سالکِ راہِ مبیں
السلام اے پیکرِ صدق و صفا — السلام اے قبلۂ شاہ و گدا
السلام اے شمعِ بزمِ اولیاء — السلام اے سجدہ گاہِ اذکیاء
السلام اے آفتابِ علمِ دیں — السلام اے نورِ ختم المرسلین
السلام اے رونقِ بزمِ جہاں — السلام اے رازدارِ کن فکاں
السلام اے وارثِ خیر الوریٰ — السلام اے نائبِ غوث الوریٰ
السلام اے سید والا نژاد — السلام اے گوہرِ بحرِ مراد
السلام اے حضرتِ عالی مقام — عبدرحمٰنؒ مرشدِ ذی احتشام
من چہ گویم مدحتِ عالی جناب — ایکہ ذاتِ تو فضیلت انتساب
ایں غلام چوں سگان کوئے تو — آمدہ افتاں و خیزاں سوئے تو
نیست جز درگاہِ تو ملجائے من — آستانِ پاکِ تو ماوائے من
در غمِ تو بے قرار و مضمحل — زار گشتم از بلائے متصل
قلبِ من افسردہ جانم بے قرار — آمدم بر درگہت زار و نزار

سخت حیرانم زجور آسماں رحم فرما اے شہ جنت مکاں

تشنہ کاماں را فضائے نیلگوں میکند خوار و حزیں زار و زبوں

رحم فرما بر غلام بے نوا اے طبیب درد مندلا دوا

بہر حضرت شہ امینؒ باصفا از طفیل پنجتنؑ آلؑ عبا

ہم بحق شیخ عثمانؒ بے ریا وزبرائے تاج دار اولیاؒ

المدد اے ہادی گم گشتگاں آشکارا بر تو راز آسماں

ایں سخن شد داخل ایمان ما مرشد کامل کند ردِّ بلا

گر تو خواہی اے ولی کردگار سرنہ پیچد بر نتابد روزگار

بس ز آسیب زماں فریاد ہست دستگیری کن کہ وقت داد ہست

دستگیر و حامی درماندگاں کن دعائے از برائے بندگاں

دستگیر بے کساں او چارہ ساز ناخدائے خادماں عاجز نواز

بخت من شد واژگوں حالم تباہ یک عنایت یک توجہ یک نگاہ

یک نظر فرما شہ عالی وقار روح من بیتاب قلب من فگار

اے امام اولیا رنگگوں قبا جانِ جانِ عاشقان باصفا

سر تصدق جان قرباں دل نثار روح من گرداں طوافت بر مزار

ایں غلام با ادب عرض و سلام میرساند بر شہ عالی مقام

صد دلم قرباں فدائے پیر ما

گر قبول افتد زہے تقدیر ما

## حضرت پیرومرشد پر سیدنا امام ہمام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عنایت

مولوی شہاب الدین صاحب مجاور الاوہ علم بی بی، شدتِ درد گردہ کی وجہ علیل تھے۔

عاشورہ کے دن ذرا سلون ملا تو یہ صبح سے سوگئے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا: حضرت امام ہمام سیدنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ڈاک گیاڑی نما سواری میں سوار ہیں جس کا گھوڑا سبز تھا۔ یہ گاڑی آسمان سے الاوہ شریف میں اتری۔ حضرت پیرومرشد بھی وہاں موجود ہیں۔ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا کہ یہ حضرت سیدنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یہ سن کر انہوں نے ادب سے قدمبوسی کی اور عرض کیجے: "مدت سے خدمت گزاری کرتا ہوں۔ آج حضور کی رونق افروزی ہوئی ہے"۔ جواب میں حضرت سیدنا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو نہیں جانتا میں اپنے بچے (حضرت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) کو لینے آیا ہوں۔ اس کے بعد حضرت کو گاڑی میں پشت کی طرف سوار کرلیا۔ جب روانہ ہونے لگے تو انہوں نے عرض کیا کہ کچھ علاج نذرانی فرمائی جائے۔ حضرت امام ہمامؑ نے حضرت کو کچھ فرمایا۔ آپ نے گاڑی میں سے ایک توشہ دان کا ذیہ مرحمت فرمایا۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ سنہرا صحن تیلی ڈیوں سے بھر گیا ہے۔ پھر حضرت امام نے حضرت کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: اب چلو وقت ہو گیا۔ آپ نے سر جھکایا۔ فرمایا: بہت خوب۔ گاڑی

سیدھے زمین سے آسمان کی طرف بلند ہونے لگی یہاں تک کہ نظر سے غائب ہوگئی۔ اس کے بعد ان کی آنکھ کھلی تو اثر مرض کو زائل پایا۔ اور سیدنا امام ہمام کی زیارت سے مشرف ہونے پر مسرور ہوئے۔ دوسرے دن حضرت پیرو مرشد کے وصال کی انھیں اطلاع ملی تو بہت متاسف ہوئے۔ چوتھے دن حضرت پیرو مرشد کے منجھلے بھائی حضرت پیر سید محمد صاحب بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوکر مذکورہ بالا خواب بیان کیا۔

**تاریخ وصال** حضرت پیرو مرشد کے تاریخ وصال پر بہت سے شعراء نے جو تاثرات ظاہر کئے ہیں اُن کا منتخب مجموعہ اسی کتاب کے ایک حصے میں جمع کیا گیا ہے۔ فرمان شاہی سے جو کتبہ حضرت پیرو مرشد کے مزار پر کندہ و نصب ہے وہ امام الفن استاذ السلاطین نواب فصاحت جنگ جلیل کا ہے۔ وہ یہ ہے :-

عبدرحمٰن شیخ بغدادی سراج عارفاں ... روز عاشورہ شد وصل بخلاق جہاں

بود یوم شنبہ و بعد زوال آفتاب ... کان مہ برج کرامت شد ز چشم ما نہاں

پاک باطن پاک طینت پاک سیرت پاک باز ... ہمچناں دیگر شود پیدا نہ زیر آسماں

بہر تاریخ وصال آں ملک صورت جلیل

قطب دیں پیر طریقت کعبۂ عالم بخواں

۱۳ ھ ۴۴

# ازدواج ــ اولاد

آخر زمانے میں حضرت پیرو مرشد نے ازدواج فرمایا اس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ "حضرت مخدوم خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ کی طرف سے آپ کو یہ بشارت ملی کہ: آپ حضرت خواجہ بندہ نواز کے خاندان میں رشتۂ مناکحت فرماویں۔" اس ارشاد کی تعمیل میں آپ آمادہ ہوگئے اور ادھر آپ کے خسر حضرت سید شاہ ندیم اللہ حسینی صاحب عم حقیقی سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ حسین شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حکم ہوا کہ: اپنی صاحبزادی کو حضرت کے عقد میں دے دیں۔

**ازدواج** حضرت پیرو مرشد نے بتاریخ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۰ھ بروز جمعہ عقد فرمایا۔ محفل عقد میں حضرت ظل سبحانی یعنی حضرت سے اجازت حاصل فرماکر بنفس نفیس تشریف فرما تھے۔

**حضرت پیرانی ماں صاحبہ کا زہد و اتقا و وفات** حضرت پیرانی ماں صاحبہ جن کا اسم گرامی "بی بی فاطمہ" ہے انکی ولادت ۱۳۱۱ھ میں ہوئی۔ بین الزوجین زندگی کے تعلقات ۱۴ سال رہے۔

حضرت پیرانی ماں صاحبہ حافظہ قرآن، عابدہ، خلق و مروۃ

اور بردِ احسان میں ممتاز تھیں، معتقدین، مریدین اور اعزاء اقربا میں کوئی
ایسا نہیں جو آپ کے محاسن اخلاق کا مداح نہ ہو۔

۱۳۳۲ھ میں حضرت پیر و مرشد مرض فالج میں مبتلا تھے اس وقت
کسی نے حضرت پیر و مرشد کو سنا دیا کہ: پیرانی ماں صاحبہ بہت فکر مند
ہیں۔ آپ نے طلب فرما کر ارشاد فرمایا: میرا وقت ابھی نہیں آیا۔ آپ
اور میں ایک دن جائیں گے۔ ایک دفعہ پھر بروز وصال حضرت نے
فرمایا: تم ابھی تیس[30] سال بچوں کے ساتھ رہو گے[1]

خاندانی نجابت اور شرافت کے ساتھ ساتھ حضرت پیر و مرشد کے
فیضانِ صحبت کے برکات نے ان کو معراجِ کمال پر پہنچا دیا تھا آج بھی اپنے
اور پرائے سب کے سب حضرت پیرانی ماں صاحبہ کے حسن سلوک، تقدس
اور زہد و تقویٰ کے معترف ہیں۔ یہ باکمال خاتون بھی اپنے مجاہد و
پیر کامل شوہر کی طرح ۶۳ سال کی عمر میں ۱۰ محرم ۱۳۷۵ھ بروز دوشنبہ
۸ بجے صبح بروز عاشورہ حضرت سیدۃ النساء عالمین کی روح پاک کے
سایہ میں قافلۂ شہدائے حق سے جا ملیں۔

---

۱؎ حضرت پیر و مرشد کی یہ پیشین گوئی اس طرح پوری ہوئی کہ: حضرت پیر و مرشد کے بعد آپ
تیس[30] سال تک بقید حیات رہے اور حضرت پیر و مرشد کے یوم وصال کے دن پیرانی ماں صاحبہ کا بھی
وصال ہوا۔ اس طرح حضرت کی پیشنگوئی: آپ اور میں ایک دن جائینگے پوری ہوئی:

مولانا مولوی سید شاہ محمد معین الدین حسین صاحب قادری سجادہ نے اس طرح تاریخ رحلت لکھی ہے :

سیدہ فاطمہ بی بی ہوئیں واصل بہ اللہ — اس گھرانے سے جو وابستہ ہیں سب ہیں محزون
ایک مصرع میں معین سال ہے ہجری و مسیح — فاطمہ حافظ قرآن ۔ خردمند خاتون

۱۳۷۵ھ — ۱۹۵۵ء

**اولاد** حضرت مرحومہ کے بطن سے حضرت پیر و مرشد کے تین جگر گوشے ہیں پہلے حضرت مولانا پیر سید شاہ عبدالکریم حسینی صاحب[1]
دوسرے حضرت مولانا پیر سید شاہ محمد صادق حسینی صاحب عرف غوث پیر صاحب[2]
تیسرے حضرت مولانا پیر سید شاہ محمد عبدالسلام حسینی صاحب[3] مدظلہم العالی
الحمدللہ یہ سب بقید حیات موجود ہیں۔

---

**حضرت کا حلیہ** حضرت پیر و مرشد کا قد میانہ، موزوں و متناسب، چشم بادامی، باریک ابرو، بلند پیشانی، فراخ سینہ، رنگ سرخ و سفید، گھنی ریش، چہرہ مبارک درخشاں، خوب صورت، ہاتھ پیر سڈول اور مضبوط، کلائیاں پتلی، لانبی انگلیاں، ہاتھ بہت ہی نرم و ملایم ۔ خوش گفتار و متین تھے ۔ چہرۂ انور سے نورانیت اور فطری جاذبیت ہویدا تھی جو آپ کو دیکھا وہ آپ کا ہو گیا۔

[1] المولود ۵ صفر ۱۳۳۲ھ [2] المولود ۱۳ صفر ۱۳۳۵ھ [3] المولود ۷ جعفر ۱۳۴۴ھ

# حضرت کی نعش مبارک اور بقیع میں منتقلی
# اور
# مسجد نبوی کی امامت کا اعزاز

مولنا صبغۃ اللہ صاحب فاضل (نظامیہ) پروفیسر جامعہ عثمانیہ حضرت پیرو مرشد کے مرید اور خاص فیض یافتہ تھے فرماتے تھے: "ایک دفعہ میں حضرت کو فرماتے سنا تھا: "دفن کیلئے بقیع بہتر جگہ ہے"۔ جس وقت وصال شریف کی خبر ملی تو میں نے دل میں خیال کیا: حضرت تو تمنائے بقیع رکھتے تھے۔ برگزیدہ بندہ حق کی یہ تمنا پوری ہوئی۔" دوسرے دن میں نے خواب دیکھا: مسجد افضل گنج کی سیڑھیوں سے حضرت اتر رہے ہیں، میں نیچے کھڑا ہوں، آپ کو دیکھ کر بڑھا، اور دست بوسی کیا، آپ نے مخاطب ہو کر فرمایا: مولوی صاحب میں مزار اور لیا، اللہ آکر مجھ کو مع الجسد مدینۃ الرسول لے گئے۔ مجھ کو مسجد نبوی کی امامت عطا ہوئی ہے۔"

حضرت پیرو مرشد کے محل محترمہ اور حضرت حبیب عیدروس صاحب نے شب وصال ہی عالم رویا میں آپ کو یہ فرماتے سنا کہ: سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے مجھ کو عمامۂ امامتِ مسجد النبی باندھنے والے ہیں، اعزاز امامت سرفراز ہو رہا ہے۔
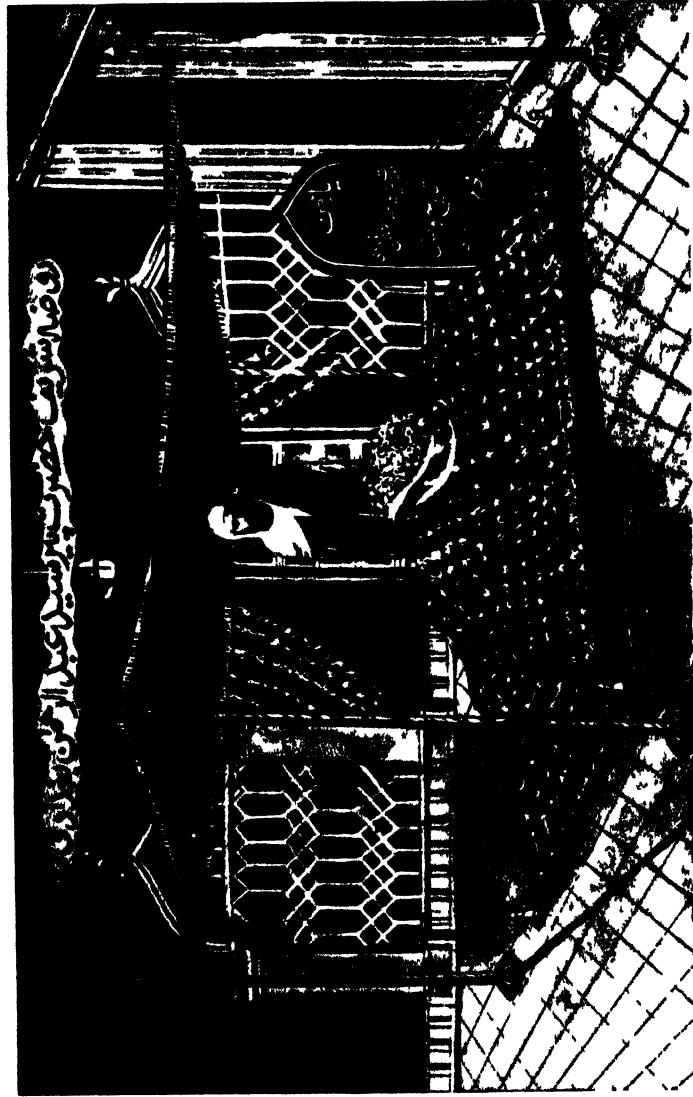
حضرت پیر سید عبد الکریم بغدادی سجادہ نشین پیر و مرشد کے حضور میں فاتحہ پیش کر رہے ہیں۔

# حضرت پیر و مرشد قدس سرہ سے خطاب

اے مظہرِ ذاتِ خُدا اے منبعِ لُطف و عطا
باید نگاہِ فیضِ تو ہر ذرہ گردد آفتاب

حالِ پریشانیِ من آں غیرت پنہا ذاتِ تو
باشد کہ از بہرِ خُدا ایں دُور گردد اضطراب

از

شمس العلماء مولٰنا سید ہاشم قادری جمل اللیل کانپوری

**مشاغل روزانہ**

حضرت پیرو مرشد عابد و زاہد اور گوشہ نشین بزرگ تھے، شبانہ روز مصروف عبادت رہتے، مریدین اور معتقدین کے ساتھ نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ ادا فرماتے تھے جمعہ کی نماز پابندی سے مکہ مسجد میں ادا فرماتے۔ بجز خاص صورتوں کے آپ کہیں باہر تشریف نہ لیجاتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد اپنے حجرے میں دلائل الخیرات اور وظائف میں مصروف تلاوت رہتے تھے (۱۰) بجے کے بعد خاصہ کے لئے تشریف لاتے۔ ۱۱ سے ایک بجے تک آرام فرماتے، پھر نماز ظہر سے عصر تک مصروف تلاوت رہتے اور عصر سے مغرب تک باہر تشریف رکھتے تھے، قرأت اور نعت کی محفل منعقد ہوتی، جس میں مریدین اور معتقدین حاضر و شریک رہتے تھے اس طرح دور دور سے مشتاقان جمال جوق در جوق آتے اور حضرت پیرو مرشد کے دیدار سے منور و مشرف ہوتے تھے ان میں اہل حاجت بھی ہوا کرتے تھے جن کی ضرورت کو دعاے، درمے، قلمے، سخنے پورا فرماتے تھے، اس کا اکثر تجربہ ہوا ہے کہ اہل حاجت اپنے مقصد کو بحضور دعا قطرہ قلبی سے پالیتے تھے، سوال کر کے جواب لینے کا کم موقع ملا کرتا تھا۔

مغرب اور عشاء کے بعد ساری رات ذکر الٰہی، تلاوت قرآن میں مصروف رہتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ حضرت پیرو مرشد کو کسی نے دنیاوی امور میں بات کرتے نہیں دیکھا۔ البتہ آپ کو تلاوت کلام اللہ میں مصروف

دیکھا، یا بحالت گریہ پایا، یا بحالت خاموشی یا ذکر و فکر، مراقبہ و مکاشفہ میں دیکھا۔

**غذا، لباس** حضرت پیرومرشد صوم[1] داودی کے پابند تھے۔ ایک گھونٹ پانی سے افطار فرماتے تھے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ غذا تناول فرماتے تھے۔ آپ کی غذا بالکل سادہ، طاہر اور مختصر ہوتی تھی۔ ایک یا دو پھلکے، یا ان دونوں کو ملا کر سرید بنا کر استعمال کرتے تھے۔ چونکہ اکثر آپ پر استغراقی کیفیات غالب رہا کرتی تھیں اسلئے آپ اپنے دست مبارک سے خاصہ تناول نہ فرماتے بلکہ دوسرے کھلا دیا کرتے تھے۔

اعلیحضرت ظل سبحانی، امراء اور خوشحالوں کے ہاں سے جو کبھی تحفے تحائف وصول ہوتے وہ سب کے سب تقسیم کر دیے جاتے تھے۔

حضرت پیرومرشد کی قدیم سے یہ عادت رہی کہ ہفتہ میں ایک مرتبہ غذا اکا استعمال کریں۔ اس کی وجہ سے آنتوں میں خشکی پیدا ہو کر سوء ہضم کا عارضہ پیدا ہو گیا تھا جس کے بعد سیال غذا نوش فرمانے لگے۔ جب مرض فالج لاحق ہوا تو روزہ کو ترک فرما دیا۔ آپ کیلئے حجاز مقدس

---

[1] صوم داودی۔ ایک دن روزہ رکھنے اور دوسرے دن نہ رکھنے کو کہتے ہیں۔ احادیث میں صوم داودی کی بڑی فضیلت آئی ہے۔

بغداد شریف اور استنبول سے چائے بشکر۔ شہد۔ کھجور اور صابون تحفے میں وصول ہوتے رہتے تھے۔

آپ کا لباس بھی بالکل سادہ اور پاک وصاف رہتا تھا سفید ململ کا کرتہ۔ پائجامہ۔ سدری۔ شایہ زیب تن فرماتے تھے۔ سر پر ترکی ٹوپی اس پر عربی وضع کا سفید عمامہ بندھا ہوتا تھا جس پر باریک رِدا (چادر) اوڑھتے تھے اور جب کبھی بھی باہر یا اعلیحضرت ظل سبحانی کے ہاں تشریف لیجاتے تو اسی لباس میں جاتے تھے اور جب یہ کنگ کوٹھی پونچتے تو حضرت اقدس و اعلیٰ سواری کے پاس تشریف لاتے۔ دروازہ کھولتے اور حضرت پیر و مرشد کو لیجاتے تھے اور اسی طرح واپسی کے وقت بھی عمل ہوتا تھا۔ بہرحال حضرت پیر و مرشد اس لباس میں بہت خوب صورت نظر آتے تھے گویا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک نور ہے جو چمک رہا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ حضرت پیر و مرشد غذا اور لباس کے استعمال کے وقت آپ کے تقوی کا یہ حال تھا کہ: دھوبی کا دھویا ہوا یا استری کیا ہوا لباس کبھی بھی استعمال نہیں فرمایا۔ ہمیشہ باطہارت غذا استعمال ہوتی۔ غیر طاہر شخص اور غیر طاہر شئے سے احتیاط کی جاتی تھی۔ اگر سہواً کوئی شئے غیر طاہر استعمال میں آجاتی تو فوراً استفراغ ہوجاتا تھا اسی لئے شاہی ضیافتوں میں آپ کے استعمالی غذا پر طعام طہارت لکھا جاتا تھا۔

اسی طرح حضرت پیرو مرشد غذا اور لباس میں اکابر دین کی سنت پر عمل کرنے کو اچھا سمجھتے تھے۔

**مہماں نوازی** حضرت پیرو مرشد کی مہماں نوازی کا یہ عالم تھا کہ ہمیشہ آپ کے دسترخوان پر عرب، ہندوستان اور مختلف مقامات کے اصحاب ضرور موجود ہوتے تھے۔ آپ مہمانوں کی بڑی خاطر مدارات کرتے تھے۔ گو آپ کی غذا سادہ تھی لیکن مہمانوں کیلئے اچھی غذائیں پکتی تھیں۔ رمضان المبارک میں آپ کا دسترخوان اور زیادہ وسیع ہوتا تھا۔

پیشی سرکار، والیان ریاست پائگاہ آسمانجاہی و خورشید جاہی سالار جنگ بہادر اور دیگر امرائے عظام و اعیان سلطنت کے ہاں سے بڑے اہتمام سے "توریے"[1] آیا کرتے تھے۔ ہزاروں اشخاص کا ہجوم رہتا تھا بلا تخصیص سب کو ایک ساتھ کھلادیا جاتا تھا۔ لوگ بلا روک ٹوک کھایا کرتے تھے۔ دور دور سے لوگ آتے اور آپ کے ساتھ نماز تراویح میں شریک رہتے تھے۔ آپ نے کبھی بھی کسی مہمان کی خاطر شکنی نہیں کی اور نہ ان کی خاطر تواضع میں کمی کی بلکہ ضرورت پر آپ نے ان کی مدد دل کھول کر فرمائی۔

---

[1] تحفوں کے حصے۔

## اخلاق و عادات

حضرت پیر و مرشد خلیق۔ متواضع۔ نہایت حلیم، کریم۔ خوش گفتار۔ نرم رفتار اور کم سخن تھے۔
امیر و غریب سے ایک برتاؤ اور سب سے حسن سلوک سے پیش آتے تھے جس کی وجہ سے ہر شخص آپ سے خوش رہتا اور آپ کی خدمت اور حصول فیض سے محروم نہیں ہوتا تھا۔

حضرت پیر و مرشد کس طرح مقام فنا فی الرسول پر فائز تھے اور کیسے اتباع نبی کے سچے نمونہ تھے کہ حکومت تو کیا تخت و تاج بھی سجدہ ریز رہنے کے بعد دنیاوی جاہ و حشم کو اختیار نہ فرمایا اور مقام فقر کو کبھی نہیں چھوڑا۔ رہنے کے لیے ذاتی مکان بنایا اور نہ بعد وصال دفن کے لئے جگہ منتخب و مختص فرمائی۔ اپنا ہر کام خدا کے حوالے فرماکر اُفوض الی اللہ کے مسلک پر قائم رہے۔ جو بھی آتا راہ خدا میں لٹا یا جاتا اپنے لئے کچھ نہیں رکھا جاتا۔ غربا و یتامی اور بیوگان کی ہر طرح امداد کرتے اور دوسروں کو ان کے امداد کی تاکید فرماتے۔ کسی طرح سائل کے سوال کو رد نہ کرتے تھے اس طرح آپ مجسمۂ خلق محمدی تھے۔

ایک روز کا واقعہ ہے آپ سرور نگر میں تشریف فرما تھے بعد نماز جمعہ نواب صاحب سلطان ملکہ حاضر ہوئے، قدم بوسی کے بعد دو ہزار روپے نذر گزرانے۔ آپ نے اس نذر کو تمام حاجتمندوں میں

تقسیم فرما دیا۔ نواب صاحب بیٹھے دیکھتے رہے آخر اُن سے رہا نہ گیا۔ اتنا عرض کیا: حضرت یہ آپ کی ضروریات کے لئے تھا۔ آپنے فرمایا سب خدا پوری کرتے رہتا ہے جس کو ضرورت ہے دے رہا ہوں۔ مستحق کی امداد موجب خوشنودی خدا و رسول ہے اور مستحق کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

مولانا سید شاہ محمد صاحب شطاری صدر مدرس جامعہ نظامیہ فرماتے تھے کہ ایک دن یہ اپنے چچا کے ہمراہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت سے لوگ آپ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے' اتنے میں کسی جگہ سے آپ کے پاس ہدیۃً سدریوں سے بھرا صندوق آیا۔ آپ نے وہیں سب کو تقسیم فرما دیا۔ میرے اور چچا صاحب کے حصے میں بھی ایک ایک آئی، اور اپنے لئے کچھ نہ رکھا سبحان اللہ کیا شان کے لوگ تھے یہی خاصان ومردان حق ہیں' بجز دولت ایمان وایقان کے ان کے ہاں کچھ سرمایہ نہ تھا۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ حضرت پیرو مرشد کو چار دفعہ مرض فالج اور تین دفعہ لقوہ کا حملہ ہوا۔ جس زمانے میں مرض کا شدید حملہ ہوتا آپ آرام لیتے۔ جب مرض زائل ہو جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ پر کسی مرض کا اثر نہیں۔ ایک دفعہ مکہ مسجد میں ذکر آیا کہ دلائل الخیرات میں متشابہات زیادہ ہیں جس کی وجہ سے اس کے حافظ بہت کم ہوتے ہیں۔ دوسرے جمعہ میں حضرت پیرو مرشد نے پورا دلائل الخیرات حفظ کرکے سنا دیا۔

خلاصہ یہ کہ حضرت پیر و مرشد اسوہ حسنہ کے حامل اور دین محمدی کے سچے پرستار برگزیدہ بندہ مومن اور محبوب الخلائق بزرگ تھے۔ رحمۃ اللہ

**زہد و تقویٰ** حیدرآباد میں آپ کا تقویٰ ضرب المثل ہے، صوم وصال اور صوم داودی رکھتے تھے، ہفتہ میں ایک مرتبہ غذا تناول فرماتے اور ایک وقت (۴۰) روز مسلسل غذا تناول نہیں فرمایا اور حجرے میں چلہ کش رہے، آخری زمانہ میں ۲۴ گھنٹوں میں ایک وقت بہت ہی قلیل غذا نوش فرماتے تھے۔ احتیاط کا تقاضہ اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ غیر مسلم کے پاس کا دودھ یا دہی استعمال نہیں فرماتے، احیاناً اگر غلطی سے کھا لیتے تو استفراغ ہو جایا کرتا تھا۔

غیر شرعی مجالس[1] میں خواہ وہ کسی کے پاس کیوں نہ ہو شریک نہ ہوتے تھے۔ حُبّ نبی کا جذبہ بدرجہ اتم تھا، قدموں کو چھونے نہ دیتے اور غیر محرم کو سامنے آنے نہ دیتے تھے۔ جب اناث کو داخل سلسلہ کرنا ہوتا تو پہلے اجازت شوہر کی شرط عاید کرتے پھر پردہ باندھ کر آپ اپنا ردا دے دیتے اور خود پردہ سے باہر تشریف رکھتے۔ تعلیم و تلقین کی نسبت ارشاد ہوتا آپکے شوہر سے کہہ دیا جائیگا ان سے طریقہ تعلیم معلوم کرکے عمل کیجے۔

---

[1] جن مجلسوں اور محفلوں میں سہرا، جوڑا، نوبت نقارہ یا گانا اور تصویر کشی ہوتی اس میں تشریف نہ لیجاتے تھے۔

نماز پنجگانہ چھ سال کی عمر سے شروع کی، ۱۴ سال کی عمر سے تہجد
کے پابند رہے، بکثرت نوافل پڑھتے رہتے تھے، ہر فرض نماز غسل سے
پڑھا کرتے تھے، کثرت مجاہدہ و ریاضت کے سبب آپ کی عمر زیادہ نہ ہونے
کے باوجود بہت ضعیف معلوم ہوتے، ایثار وللّٰہیت کا عالم یہ تھا کہ
آپ اپنے جسم سے کپڑے اتار کر سائل کو دے دیا کرتے، اگر کسی وقت کھانا پر
ہوتے اور سائل کی آواز آتی تو فوراً خود اٹھ جاتے اور سائل کو بلا کر
بٹھا دیتے اور اس کو پیٹ بھر کھلاتے تھے۔

## فیض روحانی

حضرت پیر و مرشد نہ حاکم وقت تھے اور نہ مالدار تھے بلکہ فقیر تھے زہد و
ورع میں ممتاز تھے، فنا فی الرسول کے مرتبہ پر پہنچے ہوئے تھے، وطن
چھوڑ، عزیزو اقارب چھوڑ دین اسلام کی خدمت کے لئے بغداد سے
حیدرآباد آئے اور اپنے حسن اخلاق اور موعظت حسنہ کے ذریعہ صد
ہا خلائق کے قلوب کے حکمراں بنے بلکہ امرا اور بادشاہ وقت بھی سجدہ ریز
رہے لیکن کسی وقت بھی دنیاوی جاہ و حشم کو اختیار نہ فرمایا اور نہ مقام
فقر کو چھوڑا۔

آپ عالم بے بدل، صوفی اکمل، فقیر روشن ضمیر، صاحب کشف و کرامات
مستجاب الدعوات اور صاحب حکومت و تصرف باطنی تھے اسلئے باوصف

اپنے آپ کو حقیر و کمتر تصور فرماتے تھے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات نہایت مرتاعن و ممتاز اور ہمعصر صوفیا میں نمایاں تھی۔

حضرت پیر و مرشد کے ہاں نہ قال تھا اور نہ کوئی عمل تھا۔ صرف حال ہی حال تھا۔ فیضان صحبت اثرِ کیمیا رکھتا تھا۔ بے شمار اصحاب صاحب حال بن گئے۔ آپ کی سب سے بڑی کرامت کتاب و سنت کی کامل طور پر پابندی اور بے مثل زہد و تقوی تھا۔ آپ لوگوں کے اصرار پر مٹی کے جو گھڑے پانی سے بھر کر رکھ دیئے جاتے تھے اُس پر دَم فرما دیا کرتے۔ لوگ روزمرہ وہ پانی لیجایا کرتے۔ مایوس العلاج مریضوں اور مایوس الاولاد عورتوں کو دیا جاتا جس کے پینے سے شفا اور اولاد نصیب ہوتی تھی۔ اکثر سرکش اجنّہ جن پر وارد ہوا کرتے اُن کے مُنہ پر چھڑکنے یا پلانے سے فوراً صحتیاب ہو جاتے تھے۔ آپ صرف دعا فرمایا کرتے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے اکثر بے روزگار۔ روزگار پاتے۔ ترقی۔ تبادلے اور کامیابی مقدمات کیلئے بہت سے لوگ حاجت لے کر آیا کرتے۔ برکت دعا سے اہل حاجت کامیاب ہوتے۔ فریقین آ کر استمداد و طلب دعا کی درخواست کرتے۔ ہر وقت آپ حق فتح کی دعا فرماتے تھے۔ ایسے صدہا واقعات ہیں جس میں اہل حاجت کو حضرت پیر و مرشد کے توسل سے مدد پہنچی جن میں سے چند لکھے جاتے ہیں۔ جس سے اندازہ قائم ہو سکتا ہے کہ حضرت فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کے بلند مرتبے پر فائز تھے۔

حضرت پیرو مرشد میں اور ایک خاص خصوصیت یہ بھی تھی کہ حضرت آلِ نبیؐ اور وارثِ علم علیؑ بھی تھے۔ میرا اپنا یہ عقیدہ ہے کہ جو آپ سے محبت رکھتے ہیں اور آپ سے بیعت کئے ہیں اُن کی مغفرت یقینی ہے کیوں کہ آل کی محبت کو ہم پر خدا نے ضروری قرار دیا ہے' آل سے محبت کرنا رسولِ پاک سے محبت کرنا ہے۔ رسول کی محبت خدا کی محبت ہے۔ دوسرے آپ مومن کامل' عبد مکمل تھے۔ مومن کا ہاتھ تو خدا کا ہاتھ بن جاتا ہے۔ آپ کا دست حق پرست جب خدا کا ہاتھ تھا تو پھر خدا کے ہاتھ پر بیعت و توبہ تکمیل ایمان کی دلیل ہے اس سے دریائے رحمت خداوندی کو جوش آکر غفرانِ عصیاں ضروری ہو جاتا ہے۔ آپ اور آپ کے محل محترم نے یوم شہادت وصال فرماکر اپنی بزرگی و بڑائی اہل دنیا کو بتلا دیئے' اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت پیرو مرشد اعاظم اولیا' مجدد زمانہ' امام وقت اور غوث دکن تھے جن کی ذرا سی توجہ سے بہت سے لوگ مقام انسانیت پر پہنچ گئے۔ اس سرمست بادۂ توحید کے دست حق پرست پر ہزاروں تائب اور بے شمار مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۱۔ ایک مرتبہ نواب سلطان نواز جنگ سلطان مکلہ حاضر ہوئے اور اپنے پوتے سیف نواز جنگ کو رجوع کیا جو عرصہ سے علیل اور لاعلاج ہو گئے تھے۔ حضرت پیرو مرشد کی دُعا و توجہ سے صحت ہو گئی۔

۲۔ مولوی محمد فیض اللہ صاحب کمندان گہرا ایک ایسے مرض سخت اور مشکل میں

مبتلا تھے کہ باوصف ہر جگہ جستجو و علاج کے وہ اچھے نہ ہو سکے جب حضرت پیر و مرشد کے خداموں میں شامل ہوئے تو خود بخود مرض لاحقہ زائل ہو گیا۔ موصوف نے اپنی نظم میں ان واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ایک عرصہ کے بعد موصوف کو خواہش ہوئی کہ حضرت سے کوئی ذکر پوچھ لوں چنانچہ وہ حاضر ہوئے، معروضہ کیا۔ آپ نے فرمایا: بولو: "اللہ" یہ ارشاد کے ساتھ ہی موصوف کو ایسا محسوس ہونے لگا کہ ہر بن مو سے اللہ اللہ کی آواز نکل رہی ہے۔ سلطان الاذکار جاری ہو گیا، چکرائے اور بیہوش ہو گئے۔ ۲۴ گھنٹے بے ہوش پڑے رہے، پھر حضرت پیر و مرشد نے توجہ فرمائی وہ کیفیات بتمام قلب میں منتقل ہو گئیں اور قلب ذاکر و جاری ہو گیا۔

**قطبیت کی بحالی و منتقلی**

۳ ـ حضرت ہلال شاہ صاحب تشریف لایا کرتے تھے وہ اکثر یہی فرماتے: حضرت پیر و مرشد مقام قطبیت کبریٰ پر فائز ہیں کسی کی کیا مجال جو کچھ بول سکے، آپ جو فرما دیں وہی چیز قائم ہو جاتی ہے۔ محمد مولانا صاحب قطب بمبئی۔ بمبئی کی قطبیت سے موقوف ہو گئے تھے۔ حضرت کی توجہ سے پھر بحال کر دیے گئے۔

۴ ـ حضرت سید شاہ مخدوم حسینی صاحب بندہ نوازی عم سجادہ درگاہ حضرت خواجہ حسین شاہ ولی رحمۃ اللہ نے یہ واقعہ اپنا چشم دید بتایا کہ:- ۷ر محرم کو ایک شخص اجنبی حضرت پیر و مرشد کے پاس حاضر ہوا۔ دس بجے

دن کا وقت تھا۔ آپ نے بلا اطلاع از خود ان کو اندر بلوایا اور تھوڑی دیر بعد خود باہر ہمراہ لاکر رخصت فرمائے۔ جاتے وقت اپنی نعلین[1] مبارک بھی ان کے حوالہ فرما دیا۔ وہ شخص چلے جانے کے بعد حضرت پیرومرشد سے موصوف نے دریافت فرمایا: یہ کون شخص اجنب تھا؟ آپ نے فرمایا: بلقان سے آیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا: حضرت کی کلاہ مبارک اسکے سر پر تھی، شاید خلافت سے سرفراز ہو کر گئے ہیں لیکن نعلین کے عطا کا بالکل نیا دستور رہے۔ آپ نے فرمایا: تخت و فوق سب اس کا حق تھا لے گیا۔ پھر میں نے عرض کیا: حضرت کیا ایک اجنبی کو بے مانگے ایسی خلافت دی جا سکتی ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا کہ: "امر رب" پھر خاموش ہو گئے۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ کی یہ حالت دیکھکر میں بھی خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد دسلس محرم کو آپ پردہ فرما گئے۔

**حضرت کا عمومی فیض**

۵ ۔ نواب میر یوسف علی خاں سالار جنگ ثالث کو ذلبج کمر کا شدید عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔ مختلف علاجات سود مند ثابت نہوئے۔ کئی دن فریش رہے، بالآخر

---

[1] آپ کے بہت سے مریدین اور معتقدین نے حضرت پیرومرشد کے نعلین لیکر سانپ اور زہریلے جانور کے اثرات پر پھیرتے تو وہ اثرات فوری ختم ہو جاتے تھے۔ اسی طرح جن مردوں اور عورتوں پر اجنّہ و اُم الصبیان کے اثرات ہوتے وہ بھی اس نعلین سے زائل ہو جاتے تھے۔

حضرت سے عرض کروایا آپ نے دعا فرمائی۔ صحت و شفا نصیب ہوگئی۔

۶۔ شمالی ہند سے ایک تاجر کئی مقامات سے ہوتا ہوا حیدرآباد بھی آیا۔ حضرت کی شہرت سُنی، حاضر ہوا۔ اختلاج قلب کے عارضہ میں مبتلا تھا، علاج اتنے کیے کہ آخر میں مایوس ہو چکا تھا۔ آپ نماز عصر سے فارغ ہوکر تشریف فرما تھے، اردگرد بہت سے لوگ حاضر مجلس تھے، یہ بھی بعد دست بوسی بیٹھ گیا، بلا عرض آپ نے اس کو سامنے بلوایا اور اپنا دست مبارک اسکے قلب پر پھیر دیا، اختلاج کافور ہوگیا ۔۔ تاجر کا بیان ہے کہ: اس کو ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے اس کے سینہ میں برف کی سل رکھ دی۔

۷۔ اکثر لوگ جب بچے پیدا ہوتے، خیر و برکت کے خیال سے آپ کے آغوش میں دیتے۔ جس میں قابل ذکر علیا ملکہ دکن بھی ہیں۔ اس کے سوا آپکے جسم کا کپڑا لوگ بکثرت لے جاکر نومولود بچوں کو پہناتے جس سے تقریباً بچے ضائع ہونے سے بچے رہتے اور عمر دراز پاتے۔

۸۔ مولوی سید محب حسین صاحب قادری بیان کرتے ہیں کہ: ربیع المنور کی نیاز آپکے پاس بہت تکلف سے ہوا کرتی تھی، ایک سال نیاز شریف کا انتظام مولوی صاحب موصوف کے سپرد تھا۔ صبح سے شام تک لوگ کھانا کھاتے رہے۔ اتفاق سے آخر میں ایک دیگ کا نصف حصہ بچ گیا اور لوگ ابھی بہت باقی تھے، موصوف نے حضرت سے عرض حال کیا۔ آپ نے اپنا رومال دیکر فرمایا: اس کو دیگ پر ڈال دو اور دیتے جاؤ۔ اسکو کھول کر نہ دیکھو۔

یہاں تک کہ سب فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد وہ مکرر عرض کیے: "اب سب کھا چکے ہیں۔ حکم ہو اور رومال لاؤں" وہ کہتے تھے: جب انہوں نے رومال نکالا تو کھانا جتنے کا اتنا ہی تھا۔" وہ دیکھ کر بے حد حیران ہوئے اور اس کو مساکین پر تقسیم کر دیا گیا۔

۹۔ مولوی سید اسد اللہ حسینی صاحب قادری پنشنر مددگار صدر المہام فوج کہا کرتے تھے کہ: ایک دفعہ حضرت کے سفارشی کرم نامے دس بارہ کی تعداد میں آ گئے۔ جن میں فریقین کی آپ نے سفارش فرمائی تھی۔ موصوف نے خیال کیا کہ آج حاضر ہو کر عرض کروں گا کہ ان میں کس حکم کی تعمیل کی جائے۔ بعد مغرب جب وہ حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ حضرت نے سفارش لکھنے والے صاحب سے آئندہ موصوف کے نام سفارشی رقعہ[1] لکھنے منع فرمایا۔ جب انہوں نے دریافت کیا تو ٹھیک وہی وقت تھا جس وقت انہوں نے خیال کیا تھا۔ جب یہ ملاقات کیے تو فرمایا: میرے پاس جو آئے اس کو واپس نہیں کرتا۔ جو مستحق ہے اس کی تائید کرو۔

مولوی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت پیر و مرشد کے وصال سے چند دن پہلے یہ بمبئی جا رہے تھے، رخصتی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: جلد واپس آجاؤ۔" بہرحال یہ چلا گئے۔ ۸ محرم سے ان کو ایک قسم کی دہشت ہونے لگی، یہ بلدہ کا قصد کیے، راستہ میں گلبرگہ شریف اتر کر اپنے قلب کو سکون دینا چاہا، پھر بلدہ روانہ ہو گئے۔ جب اسٹیشن آئے انکی گاڑی اور

---

[1] حضرت کے ہاں رقعے اور خطوط لکھنے کے لئے دو منشی مامور تھے

ملازم کو موجود پایا۔ بلا اطلاع آنے کے وجوہ دریافت کئے تو کہا کہ آپ کے پیر و مرشد نے آج گاڑی روانہ کرنے ارشاد فرمایا تھا جو آج ہی وصال فرما گئے اسٹیشن سے وہ سیدھے آپ کے مکان پر آگئے اور میت میں شریک رہے۔

**تصرفات**

حضرت پیر و مرشد کے وصال کے بعد کرامات کے ہزاروں واقعات مشہور ہیں جن میں اکثر زبان زد خاص و عام ہیں اور بعض اُن میں بہت ہی محیر العقول ہیں جس کے سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت پیر و مرشد میں حکومت باطنی ہونے کی وجہ وہ تصرف کا سلسلہ برابر جاری ہے:

۱۔ مولوی سید نور الرسول صاحب قادری جاگیردار نے بعد وصال حضرت کو دیکھا کہ حضرت پیر و مرشد ایک وسیع میدان میں موجود ہیں، بہت سارے بزرگ جمع ہیں، آپ کے سر پر ایک بڑا زبردست الماس کا چتر ہے اور آپ دُعا فرما رہے ہیں۔

۲۔ آپ کے ایک مرید محمد علی ساکن ورقلہ آباد مرض وبا میں مبتلا ہوئے بحالت مرض خواب میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے جس کو حضرت نے اپنے دست مبارک سے پانی پلایا اس کے بعد وہ بیدار ہوئے اور اس کے ساتھ ہی اپنے میں آثار صحت محسوس کرنے لگے۔

**حضرت پیر و مرشد کی روحانی سیر**

دسٹس محرم کو یہاں حضرت قبلہ وصال فرمائے اسی دن نماز ظہر جامعہ مسجد دہلی میں ادا فرمائی اور حضرت مولانا عبد الحق تفسیر حقانی کے مکان تشریف لے گئے

ان کے صاحبزادے صاحب جو عالم متقی تھے آپ کو بٹھا کر ہمشیر کو آپکی رونق افروزی کی اطلاع کرنے اندر گئے۔ پھر باہر آکر دیکھا تو آپ کو موجود نہ پایا۔ بہت تلاش کیا مگر کچھ سراغ نہ ملا۔ جب وہ یہاں تار سے پوچھے تو جواباً وصال مبارک کی اطلاع دی گئی۔

۴۔ آپ کو مدینہ طیبہ مسجد النبیؐ میں ڈاکٹر عنایت علی صاحب اور حکیم بشیر احمد صاحب و بھائی محمد خواجہ صاحب نے بھی اپنے اپنے زمانہ حج و زیارت کے موقعہ پر مصروف عبادت دیکھا۔ ہر شخص نے فاصلہ سے دیکھا، جانے تک وہاں آپ بھیڑ میں غائب تھے۔

۵۔ وصال شریف کے پندرہ سال بعد حضرت عبدالحمید صاحب پٹیل دولت آبادی کو اویسیہ فیضان آپ سے ملا ہے۔ چنانچہ حضرت نے عالم بیداری میں ملاقات کر کے نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس وقت موصوف اورنگ آباد میں الحمدللہ بقید حیات ہیں اور بے شمار ہندو مسلم آپ کے معتقد ہیں۔ ہندوستان کے دور دراز مقامات سے لوگ آکر فیض پاتے ہیں۔ سالک مجذوب ہیں خاص کیفیات کے حامل ہیں۔ مولوی سید محمد مدنی صاحب[۱] ایک بزرگ ہیں جو عموماً ہر جمعہ کو مکہ مسجد میں اول وقت آتے ہیں اور صف اول ہی میں شریک رہتے ہیں

---

[۱] اکثر مذہبی تعلیم کا لوگوں کو شوق دلاتے اور مذہبی باتیں سناتے ہیں۔ ہر سال پہلی محرم سے ۲۰ صفر تک یہاں کی حضرت میر محمود صاحبؒ پر چلہ کشی کیا کرتے ہیں۔ یہ تحقیق کامل اور نیک نفس ہیں۔

وہ بیان کیئے یہ کوئی عمل کیے تھے جو ہاتھ آکر کچھ ہی دن بعد نکل گیا اسکی تلاش میں تیونس وغیرہ گئے۔ ملک مغرب کے ایک قطب سے ملاقات ہوئی انہوں نے کہا جو خدا کا محبوب اور قطب اکبر ہو وہ مکرر اس کو عطا کرسکتا ہے یا خدا سے دعا کرکے دلا سکتا ہے یہ کام میرے بس کا نہیں۔ اس پر انہوں نے نشاندہی کی خواہش کی۔ وہ بزرگ نے ہندوستان میں شہر حیدرآباد دکن کے ساتھ حضرت قبلہ کا اسم گرامی لے کر فرمائے یہ اگر ارادہ کرلیں تو تمہارا کام ہوسکتا ہے۔ موصوف یہ سنکر وہاں سے چل پڑے اور جب یہاں آئے تو اس روز حضرت قبلہ کی زیارت کا دن تھا کہ مسجد میں شریک ختم شریف رہے۔ اس کے بعد وہ یہیں رہ گئے۔

## حضرت پیر و مرشد قدس سرہ کے وصال پر ملک و قوم کے تاثرات

### ۱۔ حضرت پیر سید محمد صاحب بغدادی کا بیان

حضرت پیر و مرشد کے وصال کی اطلاع پاکر آپ کے بھائی حضرت پیر سید محمد صاحب بغدادی المعروف حضرت منجھلے بغدادی صاحب تشریف لائے۔ اس وقت بہت سے لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت پیر و مرشد کو سکتہ ہوگیا ہے مگر حضرت منجلے بغدادی صاحب نے بھائی کے دیدار سے مشرف ہوکر فرمایا: آپ کا وصال ہوچکا ہے یہ علامات اہل بہشت کی ہیں

جس سے نظر میں نظر ملی آنکھوں میں وہ نور رہ گیا اور دل میں اللہ اللہ کی حرارت باقی رہی۔ پھر فرمایا: ۴۵ سال میرا اور آپ کا ساتھ رہا خلاف شریعت آپ سے کوئی کام سرزد ہوتے نہ دیکھا اور نہ قہقہہ لگاتے دیکھا دنیا میں مثل مسافر مقیم رہے فقیرانہ شان سے زندگی بسر کی بالآخر موروثی ورثہ بروز عاشورہ وصال پائے۔

## ۲۔ حضرت ظل سبحانی کا ارشاد

حضرت ظل سبحانی [illegible] اعلیحضرت بندگانعالی [illegible] حضرت پیرو مرشد کے وصال کی اطلاع ملی جبکہ حضور پرانی حویلی میں تشریف فرما تھے۔ بہت ہی رنج وملال کا اظہار فرمایا اور بہت دیر تک اپنے مصاحبوں سے حضرت پیرومرشد کے اخلاق وعادات اور زہد وورع کے حالات بیان فرماتے رہے اور یہ بھی فرمایا کہ کیا حضرت بیمار تھے؟ جواب میں عرض کیا گیا حضرت پیر ومرشد وصال تک علیل نہ تھے اچھے اور صحت مند تھے۔ نماز ظہر کی تیاری میں تھے کہ وصال ہوگیا۔ پھر ظل سبحانی نے ڈاکٹر شاہ میر جنگ اور نواب اظہر جنگ کو تفصیلی حالات معلوم کرنے کی غرض سے بھجوائے اور حکم فرمایا کہ: تجہیز وتکفین اور اربعین تک جملہ انتظامات صرف خاص کی جانب سے ادا کیئے جائیں۔

## ۳۔ مدیر اخبار صحیفہ

مدیر اخبار صحیفہ مولوی محمد اکبر علی صاحب نے حضرت پیرومرشد کے وصال کو ملک وقوم کا نقصان بتلاتے ہوئے اس امر کو ظاہر فرمایا کہ حضرت پیرومرشد عالم فاضل اور عارف کامل تھے

اسرار حقائق کے کاشف و انور معارف کے واقف تھے اور صاحب کرامت و خارق عادت تھے۔ یہ اپنے عہد کے غوث دکن تھے۔

# جذبات عقیدت

(از)

صوفی بے نظیر عارف روشنضمیر حضرت شاہ صوفی میر تیمور علی صاحب قادری

عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة

نیکوں کے ذکر پر خدا کی رحمت پیہم نازل ہوتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؁

شروع کرتا ہوں خدا کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے

(۱) الحمد للہ الذی خلق الخلائق من عدم

سب تعریف اُس خدا کے لئے ہے جس نے مخلوقات کو عدم سے وجود میں لایا

ثم الصلوٰة مع السلام علی النبی المحترم

پھر صلوٰة و سلام نازل ہو نبی محترم و مکرم پر

(۲) وعلی جمیع الآل والاصحاب ھم شہید الظفر

اور اُن کی تمام آل و اصحاب پر جو فتحمندی کے شہباز ہیں

وعلی تمام التابعین و تبعھم اھل الکرم

اور جملہ تابعین و تبع التابعین پر جو کرم والے ہیں

(۳) غب الثناء والصلوٰة مع السلام احبتی

خدا کی تعریف اور صلوۃ و سلام کے بعد اے محبو

فتذکروا شیخا مضی فی الھند من ارض العجم

تم اُس شیخ کا ذکر کرو جو سرزمین عجم کے ملک ہند میں گزرے ہیں

(۴) قد تنزل الرحمات والبرکات جاء فی الخبر

کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ نیک ۔ متقی

عند ذکر الصالحین الاتقیاء ذوی الھمم

نکوکاروں کے ذکر پر خدا کی رحمتیں اور برکتیں پیہم نازل ہوتی ہیں

(۵) نائب الغوث وشیخ الھند کان مرشدی

میرے یہ مرشد غوث پاک کے نائب اور شیخ الہند تھے

عبد رحمٰن و برذوا لمتقی مولی الکرم

جن کا نام نامی اسم گرامی سید عبدالرحمٰن تھا جو بڑے متقی اور سخی تھے

(۶) من ذا تہ علین الھدی من کفہ بحر الندی

جن کی ذات اقدس سرچشمۂ ہدایت جن کا دست کرم دریائے سخاوت

من وجھہ بدرالدجی من قلبہ کنز الحکم

جن کا چہرۂ مبارک چودھویں رات کا چاند اور جن کا قلب اطہر حکمتوں کا خزانہ تھا

(۷) من قدرہ قدر عظیم جاھہ جاہ فخیم

جن کی قدر و منزلت بہت بڑی اور جن کا مرتبہ بہت بلند تھا

لیت شعری کیف یحصی باللسان والقلم

مجھے نہیں معلوم کہ اُس کا احصاء و شمار زبان و قلم سے کس طرح ہو سکے

(۸) مرجع الآفاق طراً مشرقاً و مغرباً
مشرق و مغرب اور جنوب شمال سارے آفاق کے
و جنوباً و شمالاً شیخنا عالی الہمم
ہمارے بلند ہمتوں والے شیخ مرجع تھے

(۹) فی الدکن امسی ملاذ اللانام و ملجأً
دکن میں لوگوں کے پناہ کی جگہ تھے اور پشتی بان
عم الوریٰ فیضانہ فیض السحاب والدیم
جن کا فیضان سارے جہاں پر مثل ابر و باراں برستا تھا

(۱۰) حالہ حال عجیب امرہ امر غریب
جن کا حال بہت عجیب اور جن کا معاملہ بالکل نادر ہے
اذ ھو فرد فرید فی الولایۃ مغتنم
کیونکہ وہ ولایت کے فرد فرید اور مغتنمات سے تھے

(۱۱) نبّہ المسترشدین حال کونہ سالماً
جنہوں نے اپنے مریدوں کو اپنی زندگی میں خبر دے دیا تھا
قد کان شیخی ملھماً من ربہ باری النسم
بے شک ہمارے شیخ جانوں کے پیدا کرنیوالے کی طرف سے الہام کئے جاتے

(۱۲) یأتنی امر الالٰہ یا مریدی بالیقین
اے میرے مرید و خدا کا حکم مجھے ملے گا بالیقین
یوم عاشورآ و من شھر الحرام المحترم

دسویں محرم الحرام یوم عاشورا کو

(۱۳) فتوفی مرشدی فی حیدر آباد الدکن

پس میرے مرشد کی وفات حیدر آباد دکن میں ہوئی

قبرہ فی خطۃ الصلحا یزار کالحرم

جن کے قبر کی خطہ صالحین میں مثل حرم کعبہ کے زیارت ہوتی ہے

(۱۴) قدس اللہ العزیز سرہ السامی کما

خدائے برتر اُن کے بلند سر کو پاک کرے جس طرح

نور القبر الشریف من دیاجی الظلم

منور کیا ہے اُن کی قبر شریف کو اندھیروں کی تاریکیوں سے

(۱۵) نور المولی الجلیل قبرہ من نورہ

بزرگ خدا نے اُن کی قبر کو اپنے نور سے منور کیا ہے

ما اشرق انوارہ للزائرین فی الظلم

جب تک اُن کے انوار زیارت کرنیوالوں پر اندھیریوں میں درخشاں ہوں

(۱۶) یا ربنا یا المصطفیٰ خلدہ فی دار النعیم

اے ہمارے رب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں انکو جنت میں ہمیشہ رکھ

واسکنہ فی دار الخلود بالنبی المحترم

اور نبی محترم کے صدقہ میں ہمیشگی کے گھر میں اُنکو سکونت عطا فرما

(۱۷) انظر الی احوالنا یا قطب اقطاب الدکن

اے دکن کے قطب الاقطاب ہمارے حال پر نظر الطاف مبذول ہو۔

محروقة اكبادنا من نار هجرك مضطرم

آپ کے فرقت کی جلانے والی آگ سے ہمارے دل و جگر جل چکے ہیں

(۱۸) خابت امانی وساء الحال مذ فارقتنی

تمنائیں مٹ چکی ہیں اور حال برا ہے جب سے آپ مجھسے جدا ہوئے ہیں

شیئا لله مرشدی تشفی السامة والسقم

لِلّٰہ میرے پیر ایک نظر کرم جس سے کہ یہ مرض غم سے شفا ہو

(۱۹) من فضلك الجم المغفیر اشفع لنا عند الکریم

اپنے بے نہایت فضل و کرم سے خدائے کریم کے پاس ہماری سفارش فرمائیے

یا غوثنا یا قطبنا یا شیخنا کنز الکرم

اے ہمارے غوث اے ہمارے قطب اے ہمارے پیر جو جود و کرم کا خزانہ ہیں

(۲۰) وبجدك غوث الوری الق علینا نظرہ

اپنے جد امجد غوث الوری کے صدقہ میں ایک دفعہ چشم کرم ہو

تمحوا الذنوب الموبقات والمعاصی واللمم

جس سے ہلاک کرنے والے گناہ اور جملہ قصور و خطائیں محو ہوں

(۲۱) عبدك الصوفی جاءك راجیا

آپ کا خادم صوفی خدمت اقدس میں حاضر ہے

اذن منامن ثمار العفو جنا من کرم

بایں امید کہ عفو و کرم کے فاکہات کے خوشوں سے دامن بھر دیا جائیگا

## (۱) عالیجناب استاذ العلماء مفتی نواب ضیا یار جنگ بہادر ضیاء

قدوۂ دیں سید والا گہر     عبد رحمٰن قبلۂ اہل نظر

شیخ بغدادی کہ بغداد از دمش     فیضیاب و شادکام از مقدمش

رخت بست و بر در غفراں رسید     در جوار رحمت یزداں رسید

بود قرب حق تعالیٰ حاصلش     واصل حق گشت و حق شد واصلش

روم و شام از ذرۂ اکرام او     پہن ہر جا سفرۂ انعام او

تا چہ خوان نعمتش بگشادہ بود     طرفہ او وسعت خود دادہ بود

زیں جہاں بگذشت و عالم را گذاشت     بہر ما صد حسرت و غم را گذاشت

بود چوں ناکارہ ایں دار غرور     کرد روئی خود بسوئے دار السرور

شنبہ و بعد از زوال آفتاب     خوش بحق پیوست آں عالیجناب

روز عاشورہ کہ بود آں سینہ شق     شد شہید کربلا واصل بحق

در چنیں ایام ازیں عالم شتافت     عزت پیوستن اجداد یافت

بود فرخندہ سیر آگاہ حق     شد خراماں جانب درگاہ حق

چوں ضیاء کردہ بہ سالش جستجوئے
سوئے جنت رفت حق آگاہ گوئے

۴۴ ـــ ھ ۱۳

## (۲) امیر کبیر عالیجناب نواب معین الدولہ بہادر والی پائیگاہ آسمانجاہی

برگزیدہ بندۂ حق نائب غوث الوریٰ — عبد رحمٰن عاشق احمد محب چار یار

یوم شنبہ روز عاشورہ بوقت ظہر آہ — روح پاک از جسم خاکی رخت سوئے کردگار

در ارم از فضل خالق قصر گوہر یافتی — بہر استقبال تو آمد ملایک بے شمار

اے معین گرم فغاں سال الٰہی ذد رقم

ماتم او در ہزار و سی صد و چہل و چہار (۱۳۴۴ ہجری)

۱۳ ف ۴۴

## (۳) امیر کبیر عالیجناب نواب لطف الدولہ بہادر والی پائیگاہ خورشید جاہی

پیر روشن ضمیر خلق پناہ — شمع ایماں جہان کے ہادی

عبد رحمانؒ مرشد کامل — درس حق در دکن تو ہی دادی

موت پر آپکی تھا موت کو ناز — زندگانی اگرچہ تھی سادی

ہنس ہنس محرم کو روح پاک چلی — اپنے قالب سے پاکے آزادی

روز ہفتہ کا ایک ساعت تھی — جان حق کے حوالہ فرمادی

آپ کے در پہ بادشاہ و گدا — حاضری کے تھے رات دن عادی

اب بھی فریاد لے کے آتے ہیں — درگہ قادری میں فریادی

خطہ صالحین منور ہے — ذات اقدس سے پاکے آبادی

ذکر اوصاف اب بھی رہتا ہے — بزم غم ہو کہ محفل شادی
آپ کے مرتے حشر سے پہلے — کیا ہوں بیدار مٹنے ہے میعادی

سال کہہ دے۔ یہ لطف رحلت کا
چل بسے آہ پیر بغدادی

۱۳ — ۴۴ ھ

۴) جناب مولنا سید شاہ نور الرسول صاحب قادری سجادہ درگاہ صفیاباغ

عبد رحمٰن نائب غوث الوریٰ — نور چشم مصطفےٰ و مرتضیٰ
پیر بغدادی امام اولیاء — مظہر اوصاف ذات کبریا
(تو نجیب الجانبین عالی وقار — جلوۂ انوار نور کردگار)
بارک اللہ پیشوائے ما توئی — خضر برحق ناخدائے ما توئی
رہبر و مشکل کشائے ما توئی — بالیقین حاجت روائے ما توئی
(بر تو نازد دین ما ایمان ما — جان ما ایقان ما عرفان ما)
دستگیر طالبان بے نوا — چارہ ساز عاجزان لا دوا
در دل چشم بصیرت کن عطا — تا شود مکشوف اسرار خدا
(پیر کامل رہنما و راہبر — ایکہ خاک آستاں کحل البصر)
معدن صدق و صفا جود و سخا — منبع لطف و عطا صبر و رضا
مخزن حلم و حیا سر ہدا — مطلع ابر کرم نور خدا

( مرکز جود و سخا فیض اتم    مصدر رحم و کرم و الا ہمم )
تا بہ کے آقا غلامت در بدر    تا بہ کے فریاد و آہم بے اثر
بردر آمد خادم خستہ جگر    بہر غوث پاک بر من یک نظر
از رہ لطف و کرم دستم بگیر
پیر کامل مرشد روشن ضمیر

## (۵) حضرت مولانا سید قادر علی شاہ صاحب قادری

پیر و مرشد میرے خدا کے دوست    بوئے ریحان روضہ ہمہ اوست
قطب دوراں و فانی فی اللہ    مقصد لا الہ الا اللہ
کبھی لب بند گفتگو دل سے    میں زباں سے تھا اور تو دل سے
گاہ بیخود تھے گاہ باخود تھے    گاہ سیمرغ گاہ ہدہد تھے
گاہ پر کیف گاہ مستی میں    تھے غرض وہ خدا پرستی میں
ظاہر و باطن ایک تھا اللہ    پیر کامل تھے عارف باللہ
کثرت و وحدت ان کا گھر آنگن    مسند لامکان تھا مسکن
دیکھتے تھے جدھر ادھر انکو    نور دکھتا تھا جلوہ گر ان کو
آپ آئینۂ صفائی تھے    مردم چشم حق نمائی تھے
سمک بحر کبریائی تھے    نمک خوان آشنائی تھے
سیم میں زر تھے زر میں جوہر تھے    خشک میں تر تھے تر میں بہتر تھے

جنبشِ لب جو ذکرِ رب میں تھی — روشنی دیدۂ ادب میں تھی

ثم وجہ اللہ انکی آنکھوں میں — ایک موتی ہیں ایسے لاکھوں میں

صورت فقر معنی شاہی — خسرو تخت ملک آگاہی

ہو سکے کیا بھلا بیاں ان کا — لامکاں جبکہ ہو مکاں ان کا

دل میں اللہ زباں میں اللہ — پیر و مرشد کی شان میں اللہ

روئے انور تھا آپ کا پر نور — پیر بغداد ہی ہر طرف مشہور

صوفیا اور جو مشائخ تھے — فیض پاتے تھے آپ سے ملکے

خضر کہتے تھے اولیا سارے — چاند تھے آپ اولیا تارے

مظہرِ حق تھے فی الحقیقت آپ — مختصر یہ کہ آپ اپنا جواب

آپکے فیض کی وہ کثرت تھی — ہر طرف آپ ہی کی شہرت تھی

دس محرم کو آپ پائے وفات — آپ کا ہے وسیلہ راہ نجات

خطہ صالحین میں ہے مدفن — نام لیں بن گیا گلشن

جانتے ہیں وہ کن کے خاص عام — عبدالرحمانؒ ہے مقدس نام

معتقد آپکے تھے سر بہ سجود — اہل اسلام اور اہل ہنود

آپ ایسے تھے پیر فخر زمن — تھے مریدوں میں خاص شاہ دکن

آپ کا خوشنما جو مرقد ہے

سایۂ روضۂ محمدؐ ہے

## (۶) جناب مولوی محمد عبدالغفور خانصاحب نامی ناظم امور مذہبی پائیگاہ خورشید جاہی

انقلاب آیا ہوا ویران باغ قادری ‏ ‏ ہوگیا باد خزاں سے گل چراغ قادری

تھی بہار خلد بھی اسکی بہار دل پر فدا ‏ ‏ دیکھتا تھا رشک سے رضوان بھی باغ قادری

عبدالرحمٰن پیر و مرشد صاحب صدق و صفا ‏ ‏ دم قدم سے جن کے تھا سرسبز باغ قادری

آپ سے پائے تھے مل کر صاحب فضل و کمال ‏ ‏ راز مخفی رفاعی اور سراغ قادری

میکدہ آباد تھا پیتے تھے سارے بادہ کش ‏ ‏ بادۂ بغداد سے بھر کر ایاغ قادری

فقر میں بھی کیا کہوں جبروت کی کیا شان تھی ‏ ‏ کار فرما تھا فلک پر بھی دماغ قادری

ہائے کیا دم بھر میں پنہاں ہوگیا یہ آفتاب ‏ ‏ اوج پر جسکی بدولت تھا فراغ قادری

کیوں اندھیرا چھا نجائے رفاعی بزم میں ‏ ‏ جگمگاتا تھا یہ لعل شب چراغ قادری

مبتلائے درد فرقت ہے مرا اک حلقہ بگوش ‏ ‏ قلب میں ہے صورت ناسور داغ قادری

ہو الم کے سر سے نامی عیسوی سال وصال

بزم برہم ہو چکی گل ہے چراغ قادری

۲۵ ۶ ۱۹

## (۷) جناب مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب قادری سلامی مدرس

عبدالرحمٰن حامی و مشکل کشائے ما توئی ‏ ‏ دستگیر ما توئی حاجت روائے ما توئی

ایکہ ذات پاک تو منزلگہ و منزل رسا ‏ ‏ قبلہ گاہ ما توئی قبلہ نمائے ما توئی

ما مریضانیم سوئے آستانہ آمدیم
چارہ ساز ناتوئی آقا دوائے ما توئی

کشتی مارا چہ بیم از موج گرداب بلا
رہنمائے ما توئی ہم ناخدائے ما توئی

یک نگاہ لطف تو یا شیخ اکبر مردہ ایم
زندگی ما توئی وجہ بقائے ما توئی

خاک پایت سرمہ چشم دل شوریدگاں
نور نگاہ ما توئی قلب صفائے ما توئی

نیست ماوی اے سلامی جز در گہ ذیشان او
اے پناہ بیکساں ظل خدائے ما توئی

## (۸) جناب مولوی ماہر القادری صاحب

مرکز اہل طریقت بارگاہ قادری
منبع سوز محبت بارگاہ قادری

اے دل مشتاق از چشم بصیرت یک نظر
بزم عرفان و طریقت بارگاہ قادری

عبد رحمٰن چوں فنا فی الغوث شد از سوز جذب
می فروشد جذب الفت بارگاہ قادری

## (۹) جناب مولوی محمد شفیع اللہ عنا قادری کندان گہرا (سنگاریڈی)

دل نادیدۂ دیدار یہ کیا حیف ہوا
طالب واقف اسرار یہ کیا حیف ہوا

دیدۂ جلوہ طلبگار یہ کیا حیف ہوا
ذوق وارفتہ انوار یہ کیا حیف ہوا

وائے قسمت ہوا محروم نظارہ افسوس
پیر و مرشد تھے مری آنکھوں کا تارہ افسوس

میرے حق میں تھا یہ دم مظہر انوار احد ان کی آواز پراز لذت صوت سرمد
جو ہدایت تھی وہ میرے لئے ایماں کی سند انتہا فیض رسانی کی تھی کچھ اور نہ حد

حق شناسی کی تجلی تھی عیاں آنکھوں سے
دیکھنے والوں نے دیکھا وہ جہاں آنکھوں سے

۱۰ ایں جو خطرہ کوئی آ گیا بے وہم و گمان کہا بے ساختہ یا سیدی عبدالرحمٰن
دستگیری ہوئی تھی راہ نمائی کی یہ شان مشکلیں راہ طلب میں مری سب ساری آسان

لطف دیدار ملا ذوق بھی وہ چند ہوا
سر جھکا دید سے دل ربط کا پابند ہوا

نفس سرکش کا جھکا سر جو جھکائی گردن پیر آنکھوں میں تھے اور ہاتھ میں ان کا دامن
کیا کہوں جلوہ فزا کیا تھا سوئے روشن دل من داند و من دانم و داند دل من

دل وارفتہ مرا تاب نظر لا نہ سکا
ہوش کچھ ایسے اڑے ہوش میں پھر آ نہ سکا

پیر بن ادقات سے تھی جدو جہد ناممکن راتیں بھیں زیست کی آفت تو غضب زیست کے دن
نہ کوئی رہبر و منزل نہ کفیل و ضامن قابوئے نفس سے مشکل تھی رہائی لیکن

میرے مولا نے جو کی راہ نمائی میری
آرزو دیدہ و دل کی نکل آئی میری

حیف یہ سر در اقدس پہ جھکایا نہ گیا ہاتھ قدموں کو کبھی آ کے لگایا نہ گیا
دل کا ارمان کوئی سامنے لایا نہ گیا یہ بھی اک بخت کا لکھا تھا مٹایا نہ گیا

جیتے جی حیف ہے قدموں سے بہت دور رہا

ہائے آنکھوں سے نہاں چہرۂ پر نور رہا

رُوئیے بخت کو کیا پھوٹ چکے دیدۂ تر ۔۔۔ دل کہاں جائے اڑائے ہوئے اب خاک بسر

حیف اس جلوۂ حق بیں سے ہے محروم نظر ۔۔۔ ہے تو یہ آرزوئے دل ہے یہ ہے عرض گہر

رو برو آپ ہوں اور کوئی نہ دل خواہ رہے

دم جو آخر ہو تو لب پر مرے اللہ رہے

## (۱۰) جناب سعد صاحب حیدر آبادی

پیر جیلان و امیر اولیاء ۔۔۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ صدر بزم اصفیا

غوث اعظم آنکہ احمد مصطفٰے ۔۔۔ کرد از خاصان وے را برملا

گرچہ بغدادی است آں شیخ با خدا ۔۔۔ نسبتے دارد ز شاہ کربلا

گرچہ در پیراہن انساں شدہ است ۔۔۔ ہر گز انساں ہم بہ زیں تیاں شدہ است

(آنکہ حیرت زندگی عاشقاں ۔۔۔ آنکہ یادت دارو ے خستہ دلاں)

اے لباِ انساں ز نورت مستنیر ۔۔۔ اے لبا اندک ز فیضت شد کثیر

روئے نیکو راحت روح رواں ۔۔۔ گفتگویت کاشف سر نہاں

یک نگاہ قہر آگینت بہ حق ۔۔۔ دیو و دو را کرد در گرداب غرق

گر نہ تو بودی ترجمان معرفت ۔۔۔ بے ملیحے بود خوان معرفت

(ہر کسے از ذات تو منکر شود ۔۔۔ ہمچو صنعا در جہاں محقر شود)

عبدرحمانے کہ مشہور زمن | گر نہ بودی کے رسیدایں در دکن
تو چتان ایں زیب چمن | تو یکے جوہریت ایں ماہ زمن
تو شہنشاہ جہاں بارعب داب | نور چشمت عبدرحمنؒ فتح باب
من چہ گویم وصف تو اے ذات پاک | کے شناسد ذات تو ایں مشت خاک

پس از خاصان خود وصف خودت
سعدؔ خستہ دل چہ داند مدحت

## (۱۱) جناب مولوی مرزا مسعود صاحب

سجدہ گاہ ماہ و اختر بارگاہ قادری | نور بخش مہر انور بارگاہ قادری
شب چراغ علم حیدر بارگاہ قادری | سینہ سلمانؓ و بوذر بارگاہ قادری
گمرہاں را ہست رہبر بارگاہ قادری | فیض بخش مہ وکہتر بارگاہ قادری
صدر ایں بزم است غوث اعظم عالیمقام | نائب او عبدرحمنؒ در زماں پیرانام

## (۱۲) نیر برج ولایت علامۃ العصر حضرت مولانا ابراہیم خان صاحب نائی دہلوی

قرۃ العین نبیؐ پابند احکام رسول | شاہ عبدالرحمنؒ صوفی صاحب جاہ و قبول
سرو بستان ولایت نونہال باغ فقر | یافت از صدق و ولا در یک قدم عز و حصول ۱
منبع فیض النبی مصدر خیر کثیر | صاحب کشف و کرامت عارف روشن ضمیر
شاہ عبدالرحمنؒ فاعی قادری رفعت پناہ | سالکاں را رہنما و کاملاں را دستگیر ۲

مطلع شمس ہدایت مظہر نور قدم ۔۔۔ واقف اسرار وحدت مورد فیض اتم
جانب فانی نظر فرمود از لطف و کرم ۔۔۔ شد خیال ماسوا از لوح خاطر کالعدم ۳

شمع بزم اہل عرفاں معراج عز و جاہ ۔۔۔ سیدنا و الامناقب عارف عالی پناہ
شاہ عبدالرحمٰنؒ صدر محفل خاصان حق ۔۔۔ دائماً میداشت پاس خاطر فانی نگاہ ۴

## (۱۳) جناب مولوی سید خواجہ امین الدین صاحب ملتانی

عبدرحمٰنؒ پیر بغدادی ۔۔۔ دید تو بہر عارفاں شادی
حیدرآباد فیض یاب از تو ۔۔۔ طرفہ ایں ماجرا کہ بغدادی
تو ولی الہ و غوث دکن ۔۔۔ بہر گم کردگاں توئی ہادی
از تو پر نور گشت ہر دو جہاں ۔۔۔ مہر و ماہ را ضیا توئی دادی
بارگاہ تو سجدہ گاہ ملک ۔۔۔ تو کہ از خاک پاک بغدادی

## (۱۴) جناب مولوی ریاض الدین صاحب قادری ریاضؔ خلف حضرت معلی صاحب مرحوم

خطۃ الصالحین ملک دکن ۔۔۔ اہل جنت کے ٹھہرنے کا چمن
حیدرآباد نام پلی میں ۔۔۔ ہے وہ بغداد زیر چرخ کہن
نور دیں شاہ قادری کے قریب ۔۔۔ خطۂ صالحین کا گلشن
کیسے کیسے ہیں زیر خاک وہاں ۔۔۔ گل رخ و گلعذار و غنچہ دہن
کہ وہیں جنت المعلّٰی ہے ۔۔۔ شہر خاموشاں ہے اہل سخن

بڑھتا ہے وہاں کی روح افزا — وہ چمن ہے بہار کا مسکن
حیدرآباد میں بہار افزا — کربلائے معلّے کا گلشن
حق تعالیٰ کا گنبد گردوں — اپنی رحمت سے جس پہ سایہ فگن
قدرت کاملہ کے فیضاں سے — روز و شب مہر و ماہ ضیا افگن
کیا تجلی ہے آج نورانی — دیکھو تارے فلک پہ ہیں روشن
عرش اعلیٰ پہ اس زمیں کا دماغ — ہے اگرچہ وہ زیر چرخ کہن
سچ تو یہ ہے بنام شیر خدا — حیدرآباد ہے یہ ملک دکن
عرس حضرت رفاعی بغدادی — ہے مبارک ترین یہ اہل وطن
نو محرم کو آپ کا صندل — دس محرم چراغ ہیں روشن
ختم ہے گیارھویں محرم کو — ہے سخن آفریں کلام سخن
در درگاہ کبریائی ہے — غنچہ غنچہ وہاں کا ہے مدفن
پھول باد صبا کے دوش پہ ہیں — گل بدامن ہے کربلا کا چمن
بڑے حضرت سرونگر والے — شیخ کامل ہیں آپ حضرت من
تشنہ کاموں کے حق میں آبحیات — سیدی آپ کا لعاب دہن
آپ بردیمانی والے ہیں — سب سے اونچا ہے نیچا یہ دامن
اس قدر خواب کا ہے مجھکو خیال — تھے وہ محو نماز حضرت من
یک نگاہ فیض ہو یا مرشدی — یک توجہ بہر غوث و پنجتن
سید احمد کبیر کا صدقہ — چاہتا ہے ریاض اہل دکن

## (۱۵) جناب مولوی مرزا حشمت علی صاحب ضیا افسر قادری رقم

قطب عالم شیخ دیں غوث دکن
فی الحقیقت پیر بغدادی کی ذات پاک ہے

عبدالرحمٰن اس جہاں سے چل کے عاشورے کے دن
خلد میں ہیں قربت سبط رسول پاک سے

درد و فرقت سے عقیدتمند سب بے چین ہیں
دل ہر اک غمناک ہے اور آنکھ بھی نمناک ہے

جب سے پنہاں ہو گیا ہے یہ چمکتا آفتاب
ماہ ٹھنڈا پڑ گیا خورشید سینہ چاک ہے

سرِ قلم اعداء کا بہرِ سال ۲ افسر کیجئے
آج گنج قادری صد آہ زیر خاک ہے

۱۳ ھ ۴۴

## (۱۶) مولوی خواجہ احمد اللہ صاحب اثر شمسی

مدعائے خاص لایا ہے اثر
بندہ پرور کیجئے اس پر نظر

عبدالرحمٰن سیدی بھیجے خبر
نائب غوث الوریٰ ہو سربسر

فیض تیرا ہے شہ بغداد کا
پیر بغدادیؒ شہ والا گہر

فیض پاتے ہیں سب ہی جن و ملک
سر سے آتے ہیں یہاں چل کر بشر

جبہ سائی کرتے ہیں در کی ترے
فخر سے آتے ہیں سب اہل نظر

خواجہ شمس الدین میرے پیر ہیں
آپ کے ہیں جو مرید باخبر

حکم سے آیا ہے اپنے پیر کے
جائے گا خالی نہ در سے اب اثر

لاج میری صرف تیرے ہاتھ ہے　　آپ کا ہو کر پھروں کیوں دربدر
یک توجہ پار بیڑا کر مرا　　خاک در اکسیر کافی عمر بھر
ہم غلاموں کا وسیلہ آپ ہیں　　المدد اے سید عالی قدر

التجا ئے اثر میں دیجے اثر
اثر کے خواہاں کو کیجے بااثر

## (۱۷) جناب مولوی سید ضیاء الدین صاحب قادری عالی

عبدرحمٰنؒ پیر بغدادی شہ روشن ضمیر　　برگزیدہ ذات او بُد در جہان قادری
یوم عاشورہ ز تخت واصل شد آں بحر کرم　　بود تازہ از فیوضش گلستان قادری
سیل اشک خوں رواں پیہم شد مجروح شد　　از غم فرقت دل وابستگان قادری
بارگاہش دکن شد کعبۂ اہل صفا　　آستانش سجدہ گاہ سالکان قادری
سید عالی حسب عالی نسب ذی مرتبت　　مرأۃ رب العلا تصویر شان قادری
جبہہ سا شاہ و گدا بر آستانت ہر زماں　　نائب غوث الوریٰ غوث زمان قادری
باد رحمت بر تو اے خورشید چرخ معرفت　　عالم آرا کردہ نام و نشان قادری
جانشین او است حضرت سید عبد الکریم　　جان جان قادری روح روان قادری
سید صادق و ہم عبد السلام نیک خو　　صاحب کردار و الا دودمان قادری
عمر ایشاں طول باد ا یا الٰہ العالمیں　　کن قبول اینک دعائے خادمان قادری
خاتمہ بالخیر و با ایمان بگرداں آرزو است　　جان سپرد حق کنم بر آستان قادری

عالیؔ غمگین قسم زد سال تاریخ وصال
شد نہاں ہیہات ماہ آسمان قادری

۴۴ ھ ۱۳

## (دیگر)

روز عاشورہ بدرگاہ الٰہ — جان جان صاحب تطہیر رفت
گفت عالیؔ مصرعۂ سال وصال — آہ ز دنیا عبدالرحمٰنؒ پیر رفت

۴۴ ھ ۱۳

## (۱۸) جناب مولوی سید کلاں حسینی صاحب قادری ڈلیکہ منگول

باغ رضواں سے چل کر نسیم سن سن — کہتی ہوئی یہ آئی جنت کا ہے وہ گلشن
دیکھا تھا خواب میں جو آتا خیال ہے بس — میں بھی ہوں رو بہ قبلہ دست دعا بہ دامن
تھے قبلہ گاہ عالم جو میرے پیر و مرشد — درگاہ صالحین میں ہے خاص انکا مسکن
عبدالرحمٰنؒ حضرت بغدادی الرفاعی — در جنت المعلیٰ ہوں کیوں نہ گل بدامن
دسویں محرم اچھا یوم وصال پایا — عشرہ مبشرہ ہے آل نبیؐ کا دامن

یک حرف وصل الف کا آل نبیؐ سے لیکر
(جنت نصیب یوم عاشورہ میں) کہا سن

-۴۴ ھ ۱۳

## (۱۹) حضرت مولوی امام علی شاہ صاحب قادری

عبدالرحمٰنؒ صاحب حضرت　　از اسم گرامی بامسمّیٰ
درخطۂ صالحین مدفون　　دیدم بہ خواب رو بہ قبلہ
بغدادی رفاعی قادری پیر　　مشغول نماز بر مصلیٰ
تاریخ وصال مصرعہ آمد
رفتند بہ جنت معلّیٰ

۱۳۴۴ھ

## (۲۰) حضرت محب اللہ شاہ صاحب قادری امجد

تاجدار ازکیا صدر بزم اصفیا　　خاصۂ خاصان حق سالار و میر اوصیا
پیشوائے عارفاں رہنما و مقتدا　　عبدِ حمٰن دین و ایماں قبلۂ شاہ و گدا
ناخدائے خادماں غوثِ دکن
رہبر و مشکل کشا پیر زمن
نازشِ فخرِ زمانی تاجِ عالم　　خسروِ حسنُ تبانی جانِ عالم
مالکِ ملک و لاینت قطب عالم　　رازدار لامکانی خضر عالم
جانشین مصطفائی مرتضائی
نور چشم حضرت غوث الوریٰ

زہے دیدار تو دید خدا بود — تجلیات جمال مصطفیٰ بود
بہ صورت شکل و شان مرتضیٰ بود — بہ سیرت جلوہ غوث الوریٰ بود

مثالت بے مثالے کافریدہ
تو مقبول خدائی حق گزیدہ

چہ گویم لذت معجز بیانت — خدا گویا مدامی در زبانت
پیام حق رسانیدن پیامت — مسیحائے زمانہ فیض عامت

ہمہ جن و بشر خلق زمانہ
ملایک جبہ سائے آستانہ

غلام خستہ جان و بے نوایت — غبار کفش پا و خاک پایت
امجد عاجز بیاں مدح سرایت — نمائی تا جمال جاں فزایت

ز مہجوری بر آمد جان برلب
خدارا جرعۂ دیدار امشب

## (۲۱) جناب مولوی محمد عبدالوحید صاحب قادری وفا

عبد رحمٰن شیخ عالم پیر بود — شاہ اقلیم ولایت صاحب توقیر بود
منبع فیض الٰہی مرجع ہر خاص و عام — خاک پایش سرمہ و اکسیر بود
مردہ دل زندہ ز فیض عام او — در نظرہا محققٔ تقدیر بود
حق بہ قرآں داد او بیا مرا چوں بگفت — مو بہ مو سر بہ سر تفسیر بود

باد قربان دل نثارت جان و تن بر تو صادق آیت تطہیر بود
روز عاشورہ کہ رفتی از جہاں بہر وصل حق چنیں تدبیر بود
رشتۂ نسبت وفادر گردنت
اے خوشا در قسمت ایں تحریر بود

## (۲۲) جناب مولوی منشی غلام علی صاحب دیوانہ امرتسری شاعر پنجاب

بیا ساقی بیا ساقی عطا کن جام مئے ایں دم ولے آں مئے نباشد ہمچوں وسکی و برانڈی و رم
فقط یک جام از تو بادۂ طیب چنیں خواہم کہ از نوشید نش طیب شود دل ہم زباں باہم
زباں طیب شود چوں او بگوید مدحت سید
ہر آنکو بشنود آں خوش شود از عظمت سید
ولے آں در زبان فارسی مدحت نمی باشد چرا کہ اہل ہر دو ناداں ازاں رغبت نمی باشد
اگر رغبت نمی باشد دراں لذت نمی باشد اگر لذت نباشد بادکیفیت نمی باشد
لہذا خاص در اردو خیال مدحت کنم تحریر
کہ تا بر قلب خوانندہ شود یک مرتسم تاثیر
زہے ذات معلّٰی آں خداوند شہ ذی شاں
کہ لفظ کن سے پیدا کی ہے ہر شئے جس نے در اک آں
زمین و آسماں شجر و حجر جن و ملک انساں
کہ جن میں گبر و ترسا سکھ ہیں ہندو اور مسلماں

مگر انساں میں ہے سب سے بالا رتبہ سید کا
نرالا سب سے اعلیٰ ہے جہاں میں پایہ سید کا

میں ہوں مداح ان کا جو کہ سید خاص تھے ذیشاں
کہ فیض عام سے جن کے سب ہی پاتے ہیں فیض انساں
چہ کہتر پر چہ بہتر پر برابر تھی نظر یکساں
ہر اک مشکل توجہ سے کیا کرتے معاً آساں
خدا ان کی دعا پر فضل یوں رحمت سے کرتا تھا
دلِ مایوس کا دامن گل مقصد سے بھرتا تھا

وہ سید تھے ز اولادِ علیؑ آلِ شہ ابرار
جگر پیوند دل بند بتولؑ و حیدر کرار
سعادت وہ ہی پاتا تھا کیا کرتا تھا جو دیدار
تھے نائب غوث اعظمؒ کے ولایت کے علم بردار
صحیح النسب سید قادری تھے اور بغدادی
کہ اک مدت یہاں رہکر ہوئے تھے حیدرآبادی

بصد شان رفیع رہتے تھے چوں اہل سریر اس جا
زہے احسن خصال احسن جمال احسن ضمیر اس جا
قطب تھے غوث تھے اور زمانے کے تھے پیر اس جا
نہیں تھا ایک بھی انساں کوئی ان کا نظیر اس جا

جہاں جاتے تھے خلقت خود عقیدت سے تھی جھک جاتی
زیارت ہی سے حضرت کی طبیعت چین تھی پاتی

نہیں کہتا غلط میرا نہ ہے قول میرا لاف
بیاں کرتا ہوں جو میں وہ بیاں میرا ہے صادق صاف
انہیں اللہ نے بخشے تھے اعلیٰ تر جمیع اوصاف
گرامی اسم عالی عبد رحمٰن اشرف الاشراف
وہ تھے درویش پر تھی قلب شہ پر سلطنت ان کی
بڑے بغدادی صاحب ہر طرف تھی عرفیت انکی
ولایت پر انہیں اللہ نے فرمایا تھا قادر
وہ تھے زندہ ولی ہر سرِ حق سے بہتر ماہر
بیاں ان کے فضائل ہو نہیں سکتے جو تھے طاہر
کرامت ہر گھڑی ہر لحظہ ہر یک آن تھی ظاہر
ولایت سے مشرف عہد طفلی سے تھے آنحضرت
خدا سے لو لگی رہتی تھی ہر دم انکی ہر ساعت
محرم سن تیرہ سو پانچ ہجری یہاں تشریف لائے تھے
کرامت نے قدم پران کے لاکھوں سر جھکائے تھے
یہاں کے بادشاہ بھی ذوق سے آنے لگے ارادت دل سے لائے تھے
عقیدت سے جو مقصد لائے وہ سب حق سے پاتے تھے

ہدایت ایک کم چالیس برسوں تک یہاں پر کی
وصال آخر ہوا اس شہر میں از مرضئِ ربی
تھا تیرہ سو چوالیس سن ہجری مہینہ تھا محرم کا
بروز عشرہ خلقت کو نیا اک تازہ غم پہنچا
وہ غم یہ ہی کہ حضرت کا وصال اس دن ہوا اس جا
الم سے حال بدتر تھا ہر اک کہتر کا مہتر کا
اُدھر خلقت حسینؓ ابن علیؓ کے غم میں روتی تھی
اِدھر بغدادی صاحبؒ کے الم میں جان کھوتی تھی
وصال حضرت بغدادی سے ہر فرد کو غم تھا
نہیں تھا ایسا دیدہ کوئی جو دیدہ نہیں نم تھا
حرم میں ان کے تو ان کا ضروری ہونا ماتم تھا
مگر اس روز غم غیروں کو بھی ان کا نہ کچھ کم تھا
الم میں شاعروں نے مرثیے لکھے تسلی کے
ہوئی تدفین خطۂ صالحیں میں نامپلی کے
دیوانے شاعر پنجاب نے اپنی نظم وہیں نہیں لکھی
یہاں آ کر زیارت جا کے جب کی ان کے روضہ کی
تجلی ان کے مرقد پر عجائب نور کی دیکھی
تو بالتشریح یہ لکھ دی ہے تاریخ وصال انکی

اسے فیضاں ہوا جلوہ نظر جب خواب میں آیا
تو الہامِ الٰہی سے مناقب اس نے یہ لکھا

## شیخ حمدان سالم المہری القادری[1]

نائب الغوث فی الهند والعجم — صاحب العز والمجد والكرم
عبد الرحمٰن فی بلدة الدكن — ان الخلائق بالطوف كالحرم
یا ذا الجود والفیض والمنعم — منبع العلم والحلم والحكم
حسن الخلق والقدر عظمته — اعلاه درجة باللوح والقلم
كيف ان الفضل بما شهدت — ليس له نطق الناس بالكلم
انت شيخ الكبار مرشدنا — سيد الاقطاب والعلم
وانظر لنا وارحم على حالنا — مهجور بالهجر والعجز بالندم
حاضر كل حضرة وادعو المغفرة — تائب لعصيان والاثم كاللمم
فی قلبی حبك حسن خاتمة — والقبری اشفع يمشی بالقدم
نرجوك الدعاء الخاص ملتمساً — ساكن العرش بالحول والعظم
مرحبا رحمةً دائمةً ابداً — الف صلواة الرحمٰن بالسلم

[1] شاعری سے چونکہ شغف نہیں اشعار جذبات عقیدت سے مملو ہیں اسلئے باحترام جذبات عقیدت لکھے گئے۔

پیرو مرشد حضرت پیر سید عبدالرحمن بغدادی

المعروف

# بڑے بغدادی صاحب قدس سرہٗ

کے

خاندانی حالات ــــ ولادت ــــ تعلیم و تربیت

اور

مشاہیر علم و فضل کے مختصر حالات

از ۵۶۱ھ تا ۱۳۶۰ھ

مرتبہ

رحمانیہ تصوف اکیڈیمی حیدرآباد دکن

۱۳۶۰

# عرضِ حال

مولوی محمد دستگیر خان صاحب نے حضرت پیرومرشد پیر سید عبدالرحمٰن بغدادی المعروف حضرت بڑے بغدادی صاحب قدس سرہ العزیز کے حالات آمد بغداد ۱۳۰۵ھ سے تاریخ وصال ۱۳۴۴ھ تک تحریر فرمائے ہیں ۔
اس کے اوپر کے حالات یعنی حضرت پیرومرشد کے خاندانی حالات، تاریخ ولادت تعلیم و تربیت اور آپ سے متعلق دیگر مشاہیر کے حالات کی اشاعت بھی ضروری تھی تاکہ ناظرین کے سامنے ایک باعظمت فقید المثال شخصیت کی مکمل تاریخ رہے کہ کس طرح حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہر وقت ایسے قدسی صفات برگزیدہ اصحاب پیدا ہوتے رہے جن کی وجہ سے محاسن اسلام کی اشاعت ہوتی رہی ۔ اس ضرورت کو رحمانیہ تصوف اکیڈیمی نے محسوس کر کے حضرت پیرومرشد کی مکمل سوانح حیات "فیوض رحمانی" سے حضرت پیرومرشد علیہ الرحمہ کے خاندانی حالات کا خلاصہ شائع کر رہی ہے ۔
اس مختصر مجموعہ حالات کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ حضرت پیرومرشد اور آپ کے اکابرین کی زاہدانہ زندگی ایک امتیازی درجہ رکھتی ہے اور اس خاندان کی اہم ترین خصوصیت یہ رہی ہے کہ یہ سب کے سب متبع سنت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ سب کے سب شیدائے

رسول پاک تھے اور ان سب کی داستان عشق ہم سب کے لئے موجب درس بھی ہے، ہدایت بھی، راہ بھی اور رہبر بھی۔ بہر حال اس جامع شریعت و طریقت اور اس شیدائے سراج منیر کے حالات کے مطالعہ سے آپ اپنے دل میں اسلامی زندگی کی برتری اور آج کی نمایشی زندگی کا نمایاں فرق محسوس کریں گے جو دین پر آپ کو مزید استقامت عطا کرے گا۔

خادم

شاہ ابوالخیر گنج نشیں

## یا رحمٰن

## (۱) سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ

آں شاہ سرافراز کہ غوث الثقلین ست | در اصل سیادت چہ صحیح النسبین ست
از سوئے پدر تا بہ حسنؑ سلسلۂ اوست | از جانب مادر مُدِ دریائے حسینؑ ست

---

حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث صمدانی سیدی و مولائی ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ حسنی اور حسینی تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام نامی اُم الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت ابی عبداللہ صومعی[1] تھا۔ آپ کے والد حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں ہیں اور والدہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی جگر گوشہ تھیں۔ اس طرح حضرت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہٗ حسنی اور حسینی تھے۔ نسب نامہ یہ ہے :—

شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح موسیٰ بن ابی عبداللہ بن یحییٰ الزاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون بن عبداللہ

---

[1] ام الخیر بی بی فاطمہ بنت عبداللہ صومعی الزاہد بن ابو الجمال بن محمد بن ابو محمود طاہر بن ابو عطا عبداللہ بن ابو الکمال عیسیٰ بن علاء الدین بن علی العریض بن سیدنا امام جعفر صادق بن سیدنا امام محمد باقر بن امام سیدنا زین العابدین بن سیدنا امام حسین علیہم السلام۔

المحض بن الحسین المثنی بن امیر المومنین سیدنا ابی محمد الحسن بن امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضوان اللہ علیہم۔ عہ

حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ولادت شب اول ماہ رمضان ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں ہوئی۔ آپکی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ: جب آپ پیدا ہوئے رمضان میں دن کو دودھ نوش نہیں فرمایا اور یہی حال ہر رمضان میں رہا ہے۔ ایک مرتبہ آسمان پر غبار تھا، رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا، آپ نے اس روز دودھ نہیں پیا، پھر معلوم ہوا کہ چاند اسی روز ہوا تھا۔

حضرت غوث پاک کی ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے ہوئی پھر شہر بغداد کے باکمال علماء سے جملہ علوم کی تکمیل کی اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے وقت کے شیخ کبیر اور امام بے نظیر بنے۔

حضرت ابی سعید مصلح الدین مخزومی المتوفی ۵۶۳ھ سے علوم باطنی میں تعلیم پائی اور اس شعبہ میں اس قدر کمال پیدا کیا کہ قطب الاولیا اور مرجع خاص وعام ہوگئے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا سلسلہ عالیہ قادریہ چاروں اصحاب حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ اور سیدنا علی رضوان اللہ علیہم کی طرف منسوب ہے، یہی وجہ ہے کہ طریقہ قادریہ تمام نسبتوں سے افضل واعلیٰ ہے۔

---

عہ مراۃ الجنان یافعی جلد ۳ صفحہ ۳۵۰۔

کہتے ہیں کہ ایک بڑھیا آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے لڑکے کو آپ کے حضور میں لائی اور عرض کیا "میرا فرزند آپ کا معتقد ہے اسے آپ اپنی خدمت میں رکھیئے" حضرت رضی اللہ عنہ نے اس پیش کش کو قبول فرمایا۔ تھوڑے دنوں کے بعد بڑھیا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اپنے لڑکے کو جَو کی روٹی کھاتے دیکھ کر دُبلا پایا۔ پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ آپ کے سامنے رکابی میں مرغ کی ہڈیاں رکھی ہوئی ہیں۔ بڑھیا نے عرض کیا یا حضرت آپ مرغ کھاتے ہیں اور میرا لڑکا جَو کی روٹی کھاتا ہے۔ حضرت نے دست مبارک ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا:۔ باذن اللّٰہ الذی یحیی العظام وھی رمیم مرغ زندہ ہوگیا اور بولنے لگا۔ پھر آپ نے بڑھیا سے فرمایا اگر تیرا لڑکا ایسا ہو جائے تو جو چاہے کھاوے رضی اللہ عنہ۔

حضرت غوث پاک (۳۳) برس تک تدریس و فتویٰ میں مشغول رہے، چالیس برس تک ارشادات رہے۔ آپ کے وعظ میں ہزاروں اشخاص ہوتے تھے۔ چار سو آدمی دوات و قلم لیکر بیٹھے جو آپ فرماتے وہ لکھتے جاتے تھے۔ آپکا ارشاد ہے کہ:۔

وعظ کہنے سے پہلے میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ آپنے تکلم کا حکم فرمایا اور لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا جس کی وجہ سے فصاحت اور بلاغت میں کمال حاصل ہوا۔

حضرت غوث پاک کے وعظ میں جو لوگ شریک رہتے وہ وعظ سننے کے بعد اپنے اعمال کی اصلاح کر لیتے اور گمراہی سے راہ راست پر آتے اور کفر کے بجائے اسلام قبول کر لیتے تھے۔

حضرت شاہ بدیع الدین زندہ مدار المتوفی ۸۴۰ھ فرماتے ہیں کہ:۔ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو آپ نبی ہوتے۔ جو مرتبہ آپ کو ملا ہے وہ کسی اور ولی اور صاحب کمال کو نہیں ملا۔

**وصال مبارک** | آپ کا وصال ۱۶ یا ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو ۹۰ یا ۹۱ برس کی عمر میں ہوا۔ روضہ منورہ بغداد میں مرجع خاص و عام ہے۔

آپ کا عرس ہر سال بغداد میں ۱۷ ربیع الثانی کو اور ہندوستان میں ۱۱ ربیع الثانی کو ہوتا ہے۔

ہندوستان میں ۱۱ ربیع الثانی کو جو عرس ہوتا ہے اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضرت غوث پاک سے حضرت امام حسن تک درمیان میں (۱۱) واسطے ہیں شاید اسی وجہ سے سلسلہ قادریہ میں گیارہ کے عدد کو اختیار کیا گیا۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت غوث پاک اپنے جد امجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فاتحہ ہر ماہ کی گیارھویں کو کیا کرتے تھے۔ اسی واسطے آپکی فاتحہ بھی گیارھویں کو مقرر ہوئی۔

**حلیہ مبارک** | حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ حضرت

غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نازک جسم، میانہ قد، سینہ مبارک وسیع اور کشادہ پیشانی۔ ریش مبارک بہت گھنی، گندم رنگ، بھوئیں ملی ہوئیں، خوبصورت اور بلند آواز تھے۔

**اولاد** حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں کے اسماء مبارک لکھے جاتے ہیں، ان میں سے ہر ایک صاحب کمال اور صاحب اسرار ظاہری و باطنی کے مرتبہ سے فائز رہے۔

| سلسلہ | اسم مبارک | ولادت | وفات |
|---|---|---|---|
| ۱ | حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہابؒ | شعبان ۵۱۲ھ | ۲۵ شوال ۵۹۲ھ |
| ۲ | شیخ شرف الدین عیسیٰؒ | | ۵۷۳ھ |
| ۳ | شیخ شمس الدین عبدالعزیزؒ[1] | ۲۷ شوال ۵۳۲ھ | ۵۸۹ھ |
| ۴ | شیخ سراج الدین عبدالجبارؒ | | ۵۸۹ھ |
| ۵ | شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاقؒ | ۵۲۸ھ | ۶ شوال ۶۲۳ھ |
| ۶ | شیخ ابو اسحاق ابراہیمؒ | ۵۲۷ھ | ۱۱ شوال ۵۹۲ھ |
| ۷ | شیخ ابوالفضل محمدؒ | | ۲۵ ذوالقعدہ [illegible] |
| ۸ | شیخ عبدالرحمٰن عبداللہؒ | ۵۰۸ھ | ۲۷ صفر ۵۸۷ھ |
| ۹ | شیخ ابوزکریا یحییٰؒ | ۶ ربیع الثانی ۵۵۰ھ | ۱۵ شعبان ۶۰۰ھ |
| ۱۰ | شیخ ابونصر موسیٰؒ | سلخ ربیع الاول ۵۳۲ھ | شب غرہ جمادی الآخر ۶۱۸ھ |

[1] مقام جبال میں مدفون ہیں۔

## (۲) سیدی شیخ شمس الدین ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ

### ابن حضرت غوث صمدانی محبوب ربانی رضی اللہ عنہ

شیخ شمس الدین نام ابوبکر کنیت اور عبدالعزیز لقب ہے۔ یہ حضرت شیخ ابی محمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ ۲۷ شوال ۵۳۲ھ میں پیدا ہوئے، والد ماجد رضی اللہ عنہ سے علوم ظاہری باطنی میں تکمیل کر کے مشائخ صوفیہ کی صحبت اختیار کی، باکمال اور عارف طریقت ہوئے۔

اکثر فرماتے تھے: صالحوں کی صحبت میں دل نیک اور جاہلوں کی صحبت میں دل خراب ہوتا ہے، بندے کو چاہیئے کہ خدا پر اعتماد کرے، خلق سے طمع نہ کرے فراغت دائمی ترک دنیا میں ہے۔ ۵۸۹ھ میں بمقام "جبال" واصل بحق ہوئے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت ابوعبداللہ محمد (ہتاک) تھے۔

## (۳) حضرت ابوعبداللہ ہتاک اور آپ کی اولاد

م ۶۳۴ھ

حضرت ابوعبداللہ ہتاک حضرت شیخ شمس الدین کے صاحبزادے اور حضرت سیدی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ عالم، فاضل و عارف کامل اور عابد و زاہد تھے۔ ہمیشہ رشد و ہدایت درس و تدریس میں رہتے اسلام و ایمان کی دعوت دیتے تھے۔ ۶۳۴ھ میں وفات پائے۔

**اولاد** حضرت ھنّاک کے فرزند (۴) شیخ شمس الدین اور ان کے فرزند (۵) شیخ نورالدین اور ان کے فرزند (۶) شیخ ولی الدین اور ان کے فرزند (۷) شیخ شرف الدین اور ان کے فرزند (۸) شیخ حسام الدین اور ان کے فرزند (۹) یحییٰ اور ان کے فرزند (۱۰) شیخ ابوبکر اور ان کے فرزند (۱۱) شیخ عبدالرحیم اور ان کے فرزند (۱۲) عثمان اور ان کے فرزند (۱۳) شیخ عبدالفتاح اور ان کے فرزند پیر سید محمد رحمہم اللہ تھے۔

**(۱۴) حضرت پیر سید محمد شیخ الاسلام موصل م ۱۲۷۰ھ** آپ پیر حضرت عبدالفتاح کے صاحبزادے ہیں (۱۴) واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب سیدنا محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اس طرح منتہی ہوتا ہے:۔

سید محمد بن عبدالفتاح بن عثمان بن عبدالرحیم بن ابی بکر بن یحییٰ بن حسام الدین بن شرف الدین بن ولی الدین بن نورالدین بن شمس الدین بن ابوعبداللہ (ھنّاک) بن شیخ شمس الدین ابوبکر عبدالعزیز بن محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

**مادری سلسلہ نسب** حضرت پیر سید محمد کی والدہ ماجدہ سیدہ خدیجہ حضرت سید یحییٰ رفاعی کی صاحبزادی ہیں ان کا سلسلہ نسب (۲۱) واسطوں سے حضرت سید حازم جد بزرگوار ابوالعلمین غوث الشہیر حضرت سید احمد رفاعی الکبیر علیہ اور (۳۳) واسطوں سے حضرت امیر المومنین

---

عہ آپ کا وصال ۲۲ جمادی الثانی ۵۷۸ھ کو ہوا مزار بصرہ سے چند میل پر قصبہ ام عبیدہ میں ہے

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے اس طرح ملتا ہے :۔

سید یحییٰ بن احمد بن موسیٰ بن محمود بن حسین بن حازم بن احمد بن علی بن عبدالکریم بن ابراہیم بن مصلح الدین بن حیدر بن احمد بن مصلح اکبر بن احمد بن موسیٰ بن عزالدین احمد بن عبدالرحیم ممہدالدولہ[۲] بن شیخ سیف الدین عثمان بن حسن بن محمد عسلہ بن حازم بن علی بن حسن بن ابوالقاسم مہدی بن حسین بن موسیٰ بن ابراہیم المرتضی بالمجاب بن موسیٰ الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین بن امام الحسینؑ بن سیدنا علیؓ رضی اللہ عنہم۔

حضرت پیر سید محمد کی ولادت باسعادت بغداد میں ہوئی اور علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل بھی علمائے بغداد سے کی پھر آپ مدت تک عبادت و ریاضت میں مصروف رہے آخر درجۂ کمال کو پہنچے۔ ہدایت و تلقین و درس و تدریس کے سلسلے کو قائم رکھا بہت سے طلبہ خدمت میں حاضر ہوتے اور فیض نعمت سے

---

[۱] حضرت غوث الشہیر سید احمد الرفاعی الکبیرؒ کی دو صاحبزادیاں سیدہ زینب[۱] سیدہ فاطمہ[۲] سید سیف الدین عثمان کے دو صاحبزادگان سے منسوب تھیں۔ سید علی مہذب الدولہ سے سیدہ زینب اور سید عبدالرحیم ممہدالدولہ سے سیدہ فاطمہ۔ حضرت غوث الشہیر کے بعد سید علی جانشین خانقاہ ام عبیدہ ہوئے۔ آپ کے بعد سید عبدالرحیم جانشین ہوئے۔

[۲] سید سیف الدین عثمان اور حضرت غوث الشہیر ہم جد ہیں دونوں اعلیٰ سید حازم ہر دو کا سلسلۂ نسب ملتا ہے۔ سید احمد الرفاعی الکبیر بن ابوالحسن سلطان علی بن ثابت بن حازم۔

مستفید ہوتے رہے۔

آپ مرجع خلائق و مقبول خلائق و عارف معارف و حقائق تھے تصوف و تعرف میں کامل، منازل سلوک و عرفان میں واصل تھے۔ عارف باللہ، فنافی اللہ اور فنافی الرسول تھے یہی وجہ ہے کہ عوام کے علاوہ بغداد اور ترکی کے امراء آپ کے عقیدت مندوں میں تھے۔ خلیفہ وقت سلطان عبدالعزیز خان خلیفۃ المسلمین ترکی کو بھی آپ سے خاص عقیدت وارادت تھی خلیفہ کے اصرار پر آپ بغداد سے موصل گئے۔ حکومت ترکیہ نے آپ کو موصل کا شیخ الاسلام مقرر فرمایا اور عثمان لوئی اور آفندی کے خطاب کے ساتھ لنگر خانے کے لئے ماہانہ تین سو لیرا[1] مقرر کئے۔

آپ ہمیشہ ہدایت و ارشاد میں مصروف، مرتاض و متقی، حسن و خلق سے موصوف، تواضع و حلم میں معروف اور صاحب کشف و کرامات و صاحب خوارق عادات تھے۔ سنہ ۱۲۷۱ھ میں بمقام موصل وصال فرمایا۔[2] آپ کو ایک صاحبزادہ حضرت پیر سید عبدالکریم تھے۔

**حضرت پیر سید عبدالکریم م ۱۲۸۱ھ**

یہ اپنے والد کے مرید و خلیفہ اور عالم و عارف و مرتاض تھے۔ ذکی الطبع سریع الفہم علوم حکمیہ و

---

[1] سکہ ترکی۔

[2] از رجال الشام والعراق للفرید وجدی حصہ اول و دوم۔ مطبوعہ دمشق

نظریہ اور فنون ادب و معانی میں باکمال تھے۔ دور دراز مقامات سے طلبہ آتے اور فیض یاب ہوتے رہتے تھے۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد موصل سے بغداد آئے اور یہاں پر بھی درس و تدریس و رشد و ہدایت کے سلسلے کو قائم و جاری رکھا، خوش اخلاق، متواضع اور منکسر المزاج اور صاحب خرق عادات تھے ۱۲۸۱ھ میں وصال پائے۔ آپ کے چار صاحبزادے، تین صاحبزادیاں تھیں :۔

۱ - سید عبدالرحیم
۲ - سید عبدالعظیم [1]
۳ - سید محمد [2]
۴ - سید ابراہیم
۵ - سیدہ نوری شرف
۶ - سیدہ حوری شرف
۷ - سیدہ ماہی شرف

---

[1] ان کو ایک فرزند سید محمد توفیق اور ایک صاحبزادی خاتون خانم تھیں اور سید محمد توفیق کو ایک دختر عزیزہ خانم تھیں جو بغداد کے ایک معزز خاندان میں دی گئی تھیں، ان کے بطن سے ایک فرزند عبدالمجید اور ایک دختر شریفہ فاطمہ تھیں جو سید رؤف سے منسوب تھیں، انکے بطن سے ایک فرزند سید حسن قصبہ "یخچ میں" بغداد میں ہیں۔

[2] ان کو دو صاحبزادے سید امین اور سید رؤف تھے۔ سید رؤف ۱۳۲۲ھ میں حیدرآباد آئے اور ایک عرصہ تک مقیم رہ کر یہیں وفات پائے۔ مسجد الٰہی چادرگھاٹ میں مدفون ہیں۔

**بغداد اور عراق کے مضافات میں رشتہ داریاں**

علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی وجہ سے بغداد اور عراق کے ہر حصے میں حضرت پیر سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خاص شہرت تھی، عوام امراء اور سلاطین ہمیشہ اس خاندان سے وابستہ رہے علماء اور مشائخ صوفیہ سے خواکرہ علمیہ کی صحبتیں اور رشتہ داریاں رہی ہیں جس سے اس خاندان کی عظمت و رفعت کا اندازہ ہوسکیگا کہ اس خاندان میں کیسے بلند معیار صاحبان علم و فضل گزرے ہیں :۔

**۱۔ حضرت شیخ سراج الدین عثمانؒ**

یہ سلسلۂ نقشبندیہ کے جید شیخ اور حضرت شیخ خالد رومی کے خلیفہ و جانشین تھے۔

آپ سے حضرت پیر سید عبدالکریم کی صاحبزادی سیدہ نوری شریف منسوب تھیں۔

حضرت شیخ عثمان کا شمار عراق کے اکابر صوفیہ میں تھا۔ آپ کے مریدین و معتقدین عراق، ایران، ترکستان، کریان، قفقاز سے لے کر سرحد افغانستان "قابلسا" و "زابلا" تک چار سے پانچ کروڑ تک پھیلے ہوئے تھے اور ان علاقوں میں "حضرت پیرؒ" کے نام سے آپ مشہور تھے ۱۲۸۲ھ میں وصال ہوا۔ طویلہ گل عنبر میں مدفون ہوئے۔

سیدہ نوری شرف کے بطن سے مولانا شیخ احمد تھے اور حضرت عثمان کے دوسرے محل سے حضرت شیخ بہاء الدین تھے۔ پدر بزرگوار کے وصال کے بعد جانشین ہوئے ان کے بعد انکے فرزند شیخ علی حسام الدین حضرت شیخ عثمان کے سجادہ نشین ہیں۔

۲۔ حضرت سید عبدالرحیم رفاعی | یہ بھی عالم و فاضل اور سلیمانیہ کے شیخ و مشاہیر بغداد سے تھے حضرت پیر سید عبدالکریم کی صاحبزادی سیدہ "حوری شرف" منسوب تھیں، ان کے بطن سے تین صاحبزادے، سید محمد ابوالقاسم[1]۔ سید محمد صادق[1] اور سید محمد شریف[2] تھے۔

حضرت سید عبدالرحیم کی دوسری بیوی سے ایک فرزند سیف اللہ اور ایک دختر سیدہ صغرا تھیں۔

---

[1] یہ ہر دو بغداد کے بڑے تاجر اور علم و فضل سے متصف تھے۔ سید محمد ابوالقاسم کو دو فرزند سید عبدالصمد، سید عبدالکریم اور ایک دختر مہ جبین ہیں۔ سید عبدالکریم اپنی ہمشیرہ اور بہنوئی حضرت پیر سید احمد عطا (چھوٹے بغدادی صاحب) کیساتھ ۱۳۴۰ھ میں حیدرآباد آئے اور سید عبدالکریم بغرض تعلیم جامعہ نظامیہ میں شریک عالم و فاضل ہوئے۔ اعلی تعلیم کیلئے جامعہ ازہر مصر میں منجانب حکومت حیدرآباد روانہ کئے گئے جہاں فن تجوید و قراۃ و دیگر علوم و فنون میں اعلی امتیاز کیساتھ ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور ساتھ ہی نسخ ٹائپ میں مہارت حاصل کرکے حیدرآباد تشریف لائے تو نسخ ٹائپ کو ایجاد کیا گورنمنٹ حیدرآباد کی سرپرستی میں مختلف قسم کے ٹائپ ڈھالے گئے، جشن فردوسی کی ہزار سالہ یادگاری جلسہ بمقام ایران حکومت حیدرآباد کی نمائندگی کی اس طرح آپ کی علمی اور فنی شہرت میں اضافہ ہوا آخر میں مجلس انتظامی جامعہ نظامیہ کے رکن بھی رہے، خوش اخلاق، متواضع، منکسر المزاج اور خوش الحان قاری تھے۔ اور سید عبدالصمد موصل میں رہے اور یہیں وفات پائے۔

[2] یہ مدیر کسٹم قسطنطنیہ تھے۔

**۳۔ حضرت ملا عارفؒ** یہ مدرسہ اعظمیہ بغداد کے شیخ التدریس تھے۔ علم ادب و فقہ کے فاضل استاذ تھے۔ آپ سے حضرت شیخ صادق مازی بنی کی صاحبزادی خاتون فاطمہ منسوب تھیں۔

حضرت ملا عارف کی علمی ہمہ گیر شہرت سے نہ صرف عراق بلکہ اس کے نواحی علاقے کے لوگ بھی مستفید ہوتے تھے۔ چنانچہ موسم گرما میں جب آپ شیروزہ[1] اور برزنجہ[2] وغیرہ تشریف لیجاتے تو وہاں کے باشندوں کو بھی درس و تدریس دیا کرتے تھے۔

**۴۔ حضرت شیخ صادقؒ** آپ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ سیف الدین عبدالوہاب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے ایک فرزند شیخ عبدالخالق تھے۔ ان کے صاحبزادے شیخ سعید الدین تھے۔ یہ "مازی بن"[3] میں ہی رہتے ہیں جہاں ان کے زمینات بکثرت ہیں اور حلقہ ارادت بھی وسیع ہے یہ قرب و نواح میں شیخ طریقت کے نام سے موسوم ہیں، یہاں ان کی کافی قدر و منزلت ہے۔

**۵۔ حضرت سید عبیداللہ** ان کا مزار عراق و ایران کے سرحدی پہاڑوں میں ایک لق و دق پہاڑ کی چوٹی پر واقع ہے۔ اس مقام کو (تیجیج) کہا جاتا ہے، یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خاص

---

۱-۲ یہ مقام عراق میں سر بہ فلک پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔

۳۔ عراق و ایران کے درمیان ایک مقام کا نام ہے، عراق کے جانب شمال اسی میل پر ہے۔

وطن مشہور ہے۔ آپ کے مزار پر چار اخروٹ کے درخت ہیں جو بے حد تناور ہیں اور ایک چشمہ بھی ہے۔ یہاں پر امرود و انجیر کی کثرت سے پیداوار ہوتی ہے اور اسی کی تجارت ہے۔ حاجت مندرات یہاں رہا کرتے ہیں بشارۃ سے ان کا جواب ملتا ہے۔ تمام معتقدین اپنے بچوں کو پہاڑ پر لے جاکر اوپر سے نیچے لڑھکا دیتے ہیں اور یا عبید اللہ یا عبید اللہ کا شور مچاتے ہیں۔ پہاڑ کے دامن میں بچے صحیح و سالم زندہ و سلامت ملتے ہیں۔

**۶۔ حضرت سید نجم الدینؒ** یہ سردار قبایل ایران تھے۔ ان کے دو صاحبزادے سید شہاب الدین و سید جلال الدین تھے۔

یہ لوگ سادات برزنجی مشہور ہیں۔ برزنجی کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عباسیوں کے جور و ظلم سے آل رسول پاک جب بحالت سراسیمگی عراق سے نکلے تو یہاں آئے ان سے دو صاحبزادے سید موسیٰ و سید علی سلیمانیہ میں مقیم رہے۔ سلیمانیہ و شیروزہ کے درمیان سڑک کے کنارے پر ایک چشمہ وہاں یہ فروکش رہے جو قافلہ آتا سر راہ اس جھونپڑی میں ان سے ملتا اور ٹھہرتا قافلے والے ٹھہرتے آرام لیتے اور ان کی خدمت کیا کرتے۔ یہ اپنے مقام کے سامنے تبلیغ کی خدمت انجام دیا کرتے۔ جھونپڑی کو زنج کہتے ہیں اور بر کے معنی سامنے کے ہیں۔ یہ تبلیغی مشن اسی نام سے موسوم ہو گیا جس کو مابعد عوام برزنجی کہنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ خاندان سادات برزنجی سے مشہور ہو گیا۔

۷۔ حضرت شیخ شرف تلیسی | یہ شیخ الاسلام عراق تھے سلطان عبدالعزیز خاں خلیفہ ترکی کے دست راست تھے ترک و ایران کی جنگ کے موقعہ پر آپ نے درمیان آکر خلیفہ ترکی اور شاہ عباس صفوی والی ایران سے مصالحت کروائے آپ کی تالیف شرف نامہ فارسی زبان میں بہت مشہور ہے اس کو مابعد کئی زبانوں میں تراجم کروا کے حکومت نے طبع کروایا تھا جو بعض کتب خانوں میں محفوظ ہے۔

۸۔ اکابر اربعہ | شیخ محی الدین کانی مشکانی ۔ شیخ حسین ۔ شیخ جلال الدین شیخ نجم الدین ۔ یہ چاروں حقیقی برادر اکابر اربعہ سے مشہور اور اجل علماء وقت تھے جن کو جامعہ ازہر میں شیخ الدرس والجامعہ مقرر کیا گیا تھا۔ حکومت مصر میں خاصہ رسوخ و اثر تھا۔ کان مشکان شمالی عراق میں ایک قریہ ہے' یہ اس مقام کے باشندے تھے۔ چنانچہ اسی سے مشہور تھے۔

---

(۱۶) حضرت پیر سید عبدالرحیم م ۱۲۹۶ھ | یہ حضرت پیر سید عبدالکریم رحمۃ اللہ کے صاحبزادے تھے۔ جامع علوم صوری و معنوی تھے۔ ہمیشہ درس و تدریس اور طالبین کی ہدایت و تربیت میں مصروف رہتے۔ آپ کے درس و تدریس کی خاص خصوصیت یہ تھی کہ آپ طالب علم کو پہلے علوم ظاہری پھر علوم باطنی کی تعلیم دیتے تھے۔ اگر مرید طالب

محض اُمّی ہوتا تو صرف نماز و روزہ کے مسائل بتلا دیتے اور جو علوم سے آشنا ہوتا اُنہیں حقائق و معارف کے رموز سے واقف کرواتے تھے۔ ہمیشہ تبعین کو شریعت محمدی اور دین احمدی کے اتباع کی تاکید کرتے تھے۔

سپاہ گیری کے فن سے بھی اچھی خاصی واقفیت تھی۔ "بنوٹ" میں خاصا دخل تھا۔ "شیخ الرفاعی" سے مشہور رہے تھے۔ سلسلہ رفاعیہ پر زیادہ عنایت تھی۔ مریدین و طالبین کو "اذکار رفاعیہ" بتلایا کرتے تھے۔ آپ صاحب التالیف والتصنیف تھے۔ ادب، معانی، فقہ شافعی، علم کلام اور تصوف میں آپ کی کئی کتابیں ہیں۔ ان میں سے اکثر جامعہ ازہر مصر کے نصاب تعلیم میں شریک رہے ہیں۔ جب کبھی آپ کسی فن میں لکھنا چاہتے تو "سنبذج" میں قیام فرما رہتے تھے۔

آپ جامع علوم عقلی و نقلی تھے۔ علمائے باکمال آپ کی فضیلت و لیاقت کو تسلیم کرتے تھے۔ باوجود لیاقت و فضیلت، جاہ و حشمت نہایت ہی منکسر المزاج و سلیم الطبع تھے۔ مہمان نوازی و غربا پروری و ہمدردی طلبہ میں فرد فرید تھے اور ہر حاجت مند کے ساتھ حسن سلوک و دستگیری فرماتے تھے۔ علم و فضل اور زہد و اتقا کی شہرت تھی۔ امرائے عراق و ترک کے علاوہ ناصر الدین شاہ قاچار والی ایران بھی آپ کے بے حد معتقد تھے۔ جب کبھی زیارت عتبات عالیہ کو آتے آپ کے پاس دو تین دن مہمان رہتے اور رموز و حقایق سے مستفید ہوتے رہتے تھے۔

آپ کے مریدین و معتقدین بغداد اور اس کے نواح میں کثرت سے تھے۔ عموماً آپ موسم قشلاق میں گرما گزارنے سرحدات ایران، ترک و عراق کے کوہستانی علاقوں میں مریدین کے ہاں تشریف لیجایا کرتے، اور موسم ایلاق میں سرما گزارنے اپنے مکان بغداد واپس تشریف لاتے تھے۔ عمر کا بیشتر حصہ تصنیف و تالیف، رشد و ہدایت اور سفر میں گزارے۔ چنانچہ جب آپ "خانقین"[1] میں تھے مرض استسقاء لاحق ہوا اور ۱۲۹۶ھ میں وصال ہوا۔ آپ خانقین میں مدفون ہیں۔ جس مقام پر مدفون ہیں وہ مقام "بابا نور یا کوہ ابوالنور" سے مشہور ہے۔ اس مقام پر مزار شریف سے ہر روز راتوں میں ایک روشنی نکلتی ہے جو دور تک پھیل جاتی ہے۔ جہاں تک یہ روشنی ہوتی ہے اس کے حدود میں کوئی مسحور، آسیب زدہ، سارق داخل نہیں ہوسکتا۔ اس مقام پر ایک چشمہ ہے جس کو آب حیات سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس کا پانی سرما میں گرم اور گرما میں سرد رہتا ہے۔ اس میں ان مریضوں کو جو کف تائی (یہ ایک مرض کا نام ہے جو ٹائیفائڈ کے مماثل معادی ہے) میں مبتلا رہتے ہیں، غسل دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ان مریضوں کو شفا ہوتی رہتی ہے۔

---

[1] یہ مقام صوبہ سرحد عراق کا پایہ تخت تھا جو بغداد سے ذریعہ ریل دو گھنٹے کی مسافت پر واقع ہے۔

**اولاد** حضرت پیر سید عبدالرحیم قدس سرہ العزیز کی دو بیویاں سیدہ خدیجہ[1] اور شریفہ[2] مریم تھیں۔ حضرت سیدہ خدیجہ سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں ہوئیں، جن کے اسماء گرامی یہ ہیں:۔

۱۔ غوث وکن حضرت پیر سید عبدالرحمٰن المعروف بڑے بغدادی صاحبؒ

۲۔ قطب وقت پیر سید محمد المعروف منجھلے بغدادی صاحبؒ

۳۔ حضرت پیر سید احمد المعروف چھوٹے بغدادی صاحبؒ

۴۔ سیدہ فاطمہ

۵۔ سیدہ آمنہ

دوسری بیوی شریفہ مریم صاحبہ تھیں۔ ان کے بطن سے حضرت سید عیسیٰ تھے۔ یہ عمر میں حضرت پیر سید عبدالرحمٰن سے چھوٹے اور پیر سید محمد سے بڑے تھے۔

---

[1] یہ حضرت شیخ صادق مازی بنی کی صاحبزادی تھیں۔

[2] یہ مقام منڈلی کی رہنے والی تھیں۔

## ۱۷/۱ ۔ غوث دکن حضرت پیر سید عبدالرحمن بغدادی قدس سرہٗ

### ولادت شریف ــــ اور ــــ تعلیم و تربیت

### از ۱۲۸۲ھ تا ۱۳۰۲ھ

**ولادت** حضرت پیر سید عبدالرحیم قدس سرہ العزیز کے عالی قدر صاحبزادے نائب غوث دو جہاں سیدی و مولائی حضرت پیر سید عبدالرحمن کی ولادت باسعادت بغداد میں باب الشیخ کے عظیم المرتبت مکان "بیت السادات" میں بتاریخ ۱۰ ر شوال المکرم ۱۲۸۲ھ روز پنجشنبہ بوقت نماز فجر ہوئی ۔

ولادت کی خبر ملنے پر آپ کے پھوپا حضرت شیخ عثمان تشریف لائے روزہ کھلانے کے بعد اپنا لعاب مبارک آپ کے منہ میں ڈال کر فرمایا: "میں اس کو مرید کر چکا اور اس کو سلسلہ نقشبندیہ و مصافحہ میں شریک کر لیا۔ اور اس کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں طالبین سے بیعت لے۔" پھر فرمایا: اس نو مولود کے چہرے سے بزرگی کے آثار نمایاں ہیں۔ یہ اپنے زمانے کا شیخ کامل اور رہبر طریقت ہوگا۔ جو سن بلوغ کو پہنچ کر وطن سے خدمت دین کے لئے چلا جائے گا۔ اور عبدالرحمن نام رکھا۔

**تعلیم و تربیت** جب آپ کا سن مبارک چار سال کا ہوا تو والد ماجد نے اہل برادری اور معززین شہر کو مدعو کر کے آپ کی تعلیم کا آغاز فرمایا۔ محلہ اعظمیہ روبرو حمام سالار مکرم جو آپ کے علاقے کا مکان تھا اُس میں سکونت اور تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ آپ کے خالو حضرت ملا عارف نے آپ کی تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لی جو مدرسہ اعظمیہ کے ممتاز شیوخ سے تھے۔ سب سے پہلے حفظ قرآن مجید کی تعلیم دی گئی۔ ۹ سال کی عمر میں حفظ قرآن کے بعد تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم شروع ہوئی (۱۷) سال کی عمر میں دستار فضیلت باندھی گئی۔

**بیعت و خلافت** سلسلہ قادریہ، رفاعیہ اور سلسلہ سہروردیہ میں والد ماجد (حضرت پیر سید عبدالرحیم) سے سلسلہ نقشبندیہ و مصافحہ میں حضرت شیخ عثمانؒ سے اور سلسلہ خلوتیہ و قادریہ میں قطب مدینہ حضرت سید امین رحمہ اللہ سے آپ کو خرقہ خلافت عطا ہوا۔ سلوک کی تعلیم اپنے پھوپا زاد بھائی حضرت مولانا شیخ احمد رحمہ اللہ سے حاصل فرمائی۔

**نسب و ارادت** حضرت پیر و مرشد علیہ الرحمہ کا نسب و ارادت کا تعلق محبوب سبحانی قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے اس طرح ملتا ہے:—

سید عبدالرحمٰن بن سید عبدالرحیم بن سید عبدالکریم بن سید محمد بن سید عبدالفتاح بن سید عثمان بن سید عبدالرحیم بن سید ابی بکر

بن سید یحییٰ بن سید حسام الدین بن سید شرف الدین بن سید ولی الدین بن سید نور الدین بن شیخ سید شمس الدین بن شیخ سید ابو عبد اللہ محمد (الہتاک) بن شیخ سید شمس الدین ابو بکر عبد العزیز بن قطب العارفین مرشد السالکین السید الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ عنہ۔

---

**رشد و ہدایت** والد ماجد کے وصال اور تکمیل علوم سے فراغت کے بعد اہل سلسلہ اور عزیز و اقارب نے آپ کو اپنے والد ماجد کا جانشین مقرر فرمایا۔ کئی سال خانقاہ شریف میں مقیم رہکر درس و تدریس و فریضہ رشد و ہدایت ادا فرماتے رہے۔

**سفر حجاز مقدس** حضرت پیر و مرشد نے ہمشیرگان کی کتخدائی کے فریضہ سے سبکدوش ہوکر اپنے چھوٹے بھائی حضرت سید احمد صاحب کو شریک مدرسہ فرمایا اور خانقاہ کا انتظام اپنے برادر علاتی حضرت سید عیسیٰ کے تفویض کیا۔ ان تمام امور سے فارغ ہوکر منجھلے برادر حضرت سید محمد صاحب کو ساتھ لے کر بعزم حج بیت اللہ وطن سے روانہ ہوئے۔ حج و زیارت روضۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہوکر بہ اشارۂ باطنی ہندوستان کا قصد فرمایا۔ سات دن اجمیر شریف میں رہ کر بتاریخ ۵ محرم ۱۳۰۵ھ روز جمعہ حیدرآباد میں

تشریف لائے ۔

## حضرت پیر و مرشد کے نام اکابر شیوخ کے پیامات

حضرت پیر و مرشد کے حالات میں تبلایا گیا ہے کہ آپ نے وطن چھوڑا لیکن اہل وطن سے تعلقات برابر قایم رہے اور ہر وقت اہل وطن اور قرابت داروں کی آرزو و تمنا رہی کہ حضرت دوبارہ وطن واپس تشریف لائیں چنانچہ حضرت حیدرآباد سے ۱۳۰۵ھ میں حج و زیارت کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے اور دو سال تک مدینۃ الرسول میں تشریف فرما رہے باوجود اس کے حضرت واپس وطن نہیں ہوئے اس لئے کہ حضرت باتمثال امر نبوی محاسن اسلام پھیلانے حیدرآباد میں تشریف فرما تھے' حیدرآباد ہی واپس تشریف فرما ہوئے مگر بغداد و حجاز کے اکابر شیوخ سے خط و کتابت کا سلسلہ برابر قائم رہا جن میں قابل ذکر حضرت پیر سید سلمان[1] نقیب الاشراف' حضرت پیر سید عبدالرحمٰن[2] نقیب الاشراف' حضرت پیر سید محمود[3] حسام الدین نقیب الاشراف اور حضرت پیر سید ابراہیم سیف الدین صاحب۔

---

[1] [2] [3] ۔ بارگاہ حضرت سیدنا غوث الاعظم کے نقیب تھے ۔

حضرت پیر سید ابراہیم الراوی الرفاعی[1] نقیب الاشراف، حضرت پیر سید رجب آفندی الرفاعی[2] نقیب الاشراف بصرہ اور امام التجوید سلطان القراء حضرت قاری سید محمد تونسی صاحب مدنی[3] بیرون ہند مختلف مقامات کے اکابر شیوخ و اعیان کے بے شمار خطوط کا ذخیرہ موجود ہے اگر ان سب کو یکجا کر کے شایع کیا جائے تو مستقل ایک ضخیم کتاب بن جائے گی[4] بنا بریں ان میں سے صرف چند مکتوب معہ ترجمۂ اردو شایع کئے جاتے ہیں۔

| ۱۔ حضرت پیر ابراہیم سید سیف الدین نقیب الاشراف بغداد شریف | جن دنوں حضرت پیر ابراہیم سید سیف الدین صاحب (موجودہ نقیب الاشراف |
|---|---|

---

[1] یہ درگاہ حضرت سید ابوالحسن سلطان علی والد ماجد حضرت سید احمد الرفاعی الکبیر کے نقیب تھے جو باب الشیخ بغداد کے متصل واقع ہے۔

[2] یہ حضرت غوث الشہیر سید احمد الرفاعی الکبیر کے نقیب تھے جو قصبہ ام عبیدہ قریب بصرہ واقع ہے۔

[3] یہ حضرت پیر و مرشد کے حلقہ ارادت مندوں میں سے تھے اور فن تجوید و قرأت کے امام وقت تھے۔ آپ کے تلامذہ کی مساعی سے دکن اور ہندوستان میں اس فن کی ترویج و اشاعت ہو رہی ہے اور اسوقت بھی ملک میں حضرت قاری صاحب کے صدہا تلامذہ موجود اور خدمت درس و تدریس انجام دے رہے ہیں۔

[4] یہ مکتوبات فیوض رحمانی (سوانح مکمل حضرت پیر و مرشد) سے ماخوذ ہیں۔

بغداد شریف) بمبئی میں تشریف فرما تھا اور حضرت پیر و مرشد کے منجھلے بھائی حضرت پیر سید محمد صاحب بغدادی بمبئی تشریف لے گئے اور حضرت کے مہمان خصوصی رہے اور حضرت نے آپ کی بصد اعزاز و اکرام خاطر مدارات فرمائی۔ اس تواضع و مہمان نوازی کے تعلق سے حضرت پیر و مرشد نے شکریہ کا مکتوب روانہ فرمایا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت نے جو مکتوب[1] حضرت پیر و مرشد کے نام روانہ فرمایا وہ یہ ہے:—

لجناب الحسيب النسيب حضرة الاجل الامجد قطب دائرة الموجود وروح جسد العالم الموجود مرجع علماء الزمان وعمدة الاولياء الاعيان صاحب الفضل والفضيلة والسيادة الجليلة السيد عبد الرحمٰن افندي الرفاعي القادري البغدادي دام فضله وبقاه وعز مجد علاه

بعد السلام عليكم ورحمة الله تعالىٰ وبركاته والسؤال عن صحتكم الشريفة هو انه قد اخذت تحريركم الكريم وتصفحت معانيه واجلت النظر في رياض مبانيه فالفيته كتابا أحوى من البلاغة اعلاها

---

[1] مکتوب نمبر ۱، ۲، ۳ کا اردو ترجمہ بحر العلوم حضرت مفتی سید محمود صاحب نے اور مکتوب نمبر ۴ کا ترجمہ علامۃ العصر حضرت قاری سید عبد الکریم صاحب ازہری نے فرمایا ہے۔

ومن الفصاحة اغلاها كيف وهو من نفثات صدر طالما سقى من العرفان كوسا وغمقته يد طالما احيت بها طل انامها نفوسا وحمة الله سبحانه على ما اولى منه صحتكم لا زلتم حاسلين عليها آمين -

اما السوال الكم الشكر لما ضعناه مع حضرة اخيكم الفاضل المحترم دام بقاه فهذا محض حسن ظن من حضرتكم اذ لم يكن ما ابدنياه معه بالشئ الذى يذكر بالنسبة المطلوب ولا شك ان اخلاصكم ومودتكم هى الذى جعلت اليسير من الضيع كثيراً والنزد القليل عظيما اسئل الله تعالى ان يوفقكم لما يحبه ويرضاه دنيا واخرى -

وانى ارجوان حضرتكم لا تغفلون عنه اشراكنا فى صالح دعواتكم الخيريه اناء الليل واطراف النهار اذ ان دعاء الاخ لاخيه بظهر غيب مستجاب كما صح فى الحديث هذا وارجوا ابلاغ سلامى الجزيل لحضرة اخيكم الفاضل المحترم السيد محمد افندى حرسه الله تعالى وكذا الى الانجال المحفوظين بالله تعالى لا زلتم موفقين لكل خير -

٢١ محرم الحرام سنه ١٣٣١هـ

گيلانى
مصر
السيد ابراهيم سيف الدين

## (ترجمہ)

بخدمت شریف جناب حبیب ونسیب حضرت بزرگ و برتر دائرہ وجود کے قطب اور عالم موجود کے جسم کی روح مرجع علما زمانہ اور اولیاء اعیان کے برگزیدہ فضل و فضیلت کے مالک اور بزرگ سیادت کے حامل السید عبدالرحمٰن افندی الرفاعی القادری البغدادی خدا ان کو ہمیشہ بزرگی کے ساتھ سلامت رکھے اور ان کی بزرگی و برتری کو قایم و دایم رکھے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کی صحت شریفہ دریافت کرنے کے بعد عرض ہے کہ نمیقہ انیقہ وصول ہونے پر اوس بزرگ تحریر کو میں نے لیا اور اس کے معانی کی ورق گردانی کی اور اس کے مطالب کے سبانی کے باغوں میں نظر دوڑایا۔ میں اس کو ایسا مکتوب پایا جو بلاغت کے اعلیٰ مضامین پر حاوی ہے اور فصاحت کے بہترین انمول موتیوں پر شامل ہے۔ کیوں نہ ہو یہ تو اس سینہ کی پھونکوں سے ہے جسکو عرفان کے بہت سارے پیالے پلائے گئے ہیں اور اس کو اُس ہاتھ نے لکھا ہے جس کی انگلیوں کی تری نے بہت سے جانوں کو زندہ کیا ہے اور میں نے خدائے پاک کا شکریہ ادا کیا جس نے آپ کے صحت کی خوشخبری سے نوازا۔ خدا آپ کو صحت و کرامت سے ہمیشہ دایم و قایم رکھے۔ آمین

میں نے آپ کے حضرت فاضل محترم بھائی صاحب کا جو خدمت علیٰ

خدا ان کو سلامت رکھے اس کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرنا یہ صرف حضرت کا
حسن ظن ہے کیونکہ جو کچھ میں نے کیا وہ کوئی بڑی بات نہ تھی جس کیلئے
اظہار منت ہو اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کے خلوص و محبت اور اخلاص
و مودت نے ایک معمولی بات کو بہت بڑا بنا دیا اور چھوٹی سی خدمت کو
عظیم المرتبت کیا۔ میرا خدا سے سوال ہے کہ خدا آپ کو اس بات کی توفیق دے
جو اس کو پسند ہو اور جس سے وہ راضی ہو دنیا و آخرت میں اور مجھے
توقع ہے کہ آپ بھی مجھ کو شب و روز اپنی نیک دعاؤں میں شریک
کرنے سے فراموش نہ فرمائیں گے کیونکہ ایک بھائی کی دعا اپنے
بھائی کے پس پشت مقبول ہوتی ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے
پس مجھے امید ہے کہ آپ میرا سلام اپنے برادر محترم حضرت الفاضل
السید محمد افندی کو اللہ ان کا نگہبان رہے اور اپنے تمام صاحبزادوں
کو جو خدائے تعالیٰ کے حفظ و امان سے محفوظ ہیں پہنچا دیں گے۔
خدائے تعالیٰ آپ کو ہر خیر کی توفیق سے سرفراز فرماتا رہے

۲۱ محرم الحرام ۱۳۳۱ھ

گیلانی
السید ابراہیم سیف الدین

## ٢ - مکتوب حضرت پیر سید ابراہیم الراوی الرفاعی نقیب بارگاہ سلطانیہ

الحمد للّٰه الذی جعل الارواح جنودا مجندۃ فما تعارف منہا ائتلف وما تناکر منہا اختلف انہی من صمیم الفواد وخالص الوداد من محروسۃ بغداد الی بلاد حیدر آباد اخص بذلک التحریر وشریف التحبیر جناب التحریر ذی القدر الخطیر الذی فی الخیر ساعی شمس الافاضل وبدر الاماثل المشتہر صیتہ فی جمیع الاقطار والمشرق فضلہ کالشمس فی رابعۃ النہار زبدۃ الاتقیاء فرید الاصفیاء سراج السالکین بقیۃ الصالحین سلالۃ الاماجد الکرام وخلاصۃ الاشراف العظام من ورث السیادۃ ابا عن جد وترقی فی المعالی اعلی درجات المجد السید السند المرشد الامجد الصارم الهندی الاسد الوردی اخینا العزیز حضرۃ السید عبد الرحمٰن افندی حفظہ العبد المبدی کان اللّٰه لنا ولہ فی جمیع الاحوال ووفقنا وایاہ لبلوغ الامال السلام علیکم وعلی من لدیکم لہ الحمد شکراً

ولله المن فضلا وصلني عزيز تحريركم و لذ هاشريف
تعريركم وكل ذلك مبعوث عن حسن مودتكم وعالي
سوددكم و قبله ايضاً وصلني تحريره معه الهديه البهيه
صحبة مصحوب الخلاف للحضرة القادريه كما انا شاملها
بحسن توجهاتكم للحضرة العلويه السلطانيه الرفاعيه
وحقيقته سر انا بمشاهدة محسوبكم هذا الرجل العالم
الفاضل والمولوى رفيع الحسن الكامل وهو سار الى
زيارة العتبات الشريفات العلويه والحسنية وبعد رجوعه
نجلس معه مجالس مخصوصه ندير فيها لذيذ اوصافكم
ولطيف اخلاقكم ولكم منا وظيفه الدعوات تجاه
الحضرات الشريفات بمزيد الاقبال والمقبولية لكم
فى الديار الهنديه الحيدرآباديه وقريباً ان شاء الله
تعالى ببركة سيدنا الرسول الاعظم صلى الله تعالى
عليه وسلم و بانظار سيدنا الغوث ابى العلميه قدس سره
يحصل لكم ما تروموته وفوق ذلك مما يسوء الحسود
و يفرح المحب الودود وانى شاكر لهديتكم التى هى من احسن
المنسوجات وانى لا احب من حضرتكم التكليفات لانى
لا استطيع ان ادنى اقل ذلك الا بالدعوات هذا

والسلام علی اخیکم الافخم السید محمد المحترم وجمیع من لدیکم وکافۃ المریدین وحاضرین علیکم واولاد سنا السید اسماعیل والسید احمد والسید محمد یھدون السلام ویخصون الایادی بالاستلام وانی لم ازل علی الدوام من المعلینہ فی ھذ المقام وفی الاسلام بعلو شانکم اعلاءً بستان الطریقہ الرفاعیہ والقادریۃ فی الدیار الھندیہ فمن ھنا فصاعد المرتزل الرابطہ بیننا مناحاصلۃ فی کل برید ولا بد ان تکون منکم کذالک متواصلہ فی کل اسبوع سعید ھذا والسلام علیکم بقدر اشواقنا الیکم۔ مہر

المخلص خادم السجادہ الشریفہ الرفاعیہ فی الدرگاہ العلیہ السلطانیہ فی بغداد المحمیہ

۲۶ جمادی اخری ۱۳۱۸ھ

السید ابراھیم الراوی الرفاعی

(ترجمہ)

تمام تعریف اس اللہ کو سزاوار ہے جس نے روحوں کو فوج در فوج پیدا کیا پس جن ارواح نے ایک دوسرے کو پہچانا ان میں الفت ہوئی اور ان میں سے جس نے ایک دوسرے کو نہ جانا اختلاف رہا۔ میں خلوص قلبی اور خالص محبت کی وجہ سے محروسہ بغداد سے حیدرآباد کے شہروں کی طرف

لکھتا ہوں میں اپنی اس تحریر اور اس شریف مکتوب کو مخصوص طور پر لکھ رہا ہوں
جناب فاضل صاحب قدر و منزلت جو بھلائی کی کوشش کرنے والے ہیں
فاضلوں کے آفتاب بزرگوں کے چودھویں رات کے چاند جن کی محبت کا
سارے جہان میں شہرہ ہے اور جن کی فضیلت مثل نصف النہار میں سورج
کی چمک رہی ہے متقیوں کے خلاصہ برگزیدوں میں یکتا سالکین کے چراغ
صالحین کے باقی ماندہ خلاصہ بزرگان کرام بزرگ شریفوں کے برگزیدہ
جو باپ دادا سے سیادت کو وراثت میں پائے ہیں اور مقامات عالیہ میں
بڑے درجوں میں ترقی پائے ہیں سید و سند و مرشد امجد مندی تلوار ہیں اور
وادی کے شیر ہیں ہمارے عزیز بھائی السید عبدالرحمٰن آفندی حفاظت
کرے وہ پروردگار جو کہ مرنے کے بعد پیدا کرنے والا ہے جیسا کہ پہلے پیدا
کر چکا ہے اور تمام احوال میں خدا ہمارے لئے اور ان کے لئے ہو ان کو
اور ہم کو اپنی آرزوں کو پہنچنے کی توفیق دے ۔ السلام علیکم و علیٰ
من لدیکم للہ الحمد شکرا و لہ المن فضلاً ۔ آپ کی عزیز تحریر مجھکو موصول
ہوئی آپ کی شریف تقریر نے بڑی لذت بخشی اس کا باعث آپ کی
سچی محبت اور بلند سرداری ہے ۔ اس سے پہلے بھی آپ کی ایک تحریر
مجھ کو موصول ہو چکی ہے جس کے ہمراہ آپ کا گرامی تحفہ غلاف بارگاہ قادریہ[1]

---

[1] سیدنا غوث الاعظم دستگیر مراد ہیں ۔

کے ساتھ مل چکا تھا جیسا کہ ہم کو امید ہے کہ آپ کے حسن توجہات سے غلاف بارگاہ علویہ سلطانیہ[1] رفاعیہ کے لئے بھی روانہ کیا جائے گا۔ درحقیقت ہم کو آپ کے مرید خاص عالم و فاضل مولوی رفیع المحسن کامل سے مل کر بڑی خوشی حاصل ہوئی اور وہ اس وقت آستانہ عالیات شریفات علویہ اور حسنیہ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے ہیں' ان کی واپسی کے بعد مخصوصہ مجالس میں بیٹھ کر ان مجلسوں میں آپ کے لذیذ اوصاف اور لطیف اخلاق کے تذکروں سے دل خوش ہوں گے اور ہم آپ کے لئے مواجہ حضرات شریفات میں دعاؤں کے وظیفہ میں مصروف ہیں کہ خدائے تعالیٰ حیدرآباد میں جو ہندوستان کے شہروں میں ہے آپ کے اقبال کو زیادہ اور مقبولیت کو عام کرے اور عنقریب انشاء اللہ سیدنا رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے سید الغوث[2] ابو العلمین قدس سرہ کے انظار مبارک کے طفیل جس بات کا آپ ارادہ کریں گے وہ آپ کو حاصل ہو گی بلکہ اس سے زاید جس سے دشمنوں کو دکھ اور دوستان صادق کو مسرت ملیگی۔ میں آپ کے اس ہدیہ کا جو بہترین طبقۃ کا ہے شکریہ ادا کرتا ہوں اور حضرت کے ان تکلیفات کو میں اس وجہ پسند نہیں کرتا کہ میں اوس ہدیہ کے کمترین حق کو بھی اپنی دعاؤں سے پورا نہیں کرسکتا۔ آپ کے برادر مکرم السید محمد محترم کو ہمارا سلام اور تمام مریدین و حاضرین کو بھی جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ہمارے بچے سید اسماعیل و سید احمد و سید محمد سب ہدایائے سلام

---

[1] حضرت سید ابو المحسن سلطان علی قدس سرہ مراد ہیں [2] حضرت غوث الشہیر سید احمد الرفاعی الکبیر رحمہ مراد ہیں۔

پیش کرتے ہیں اور خاص کر آپ کی دست بوسی کرتے ہیں اور میں آپکے اعلیٰ مقام
اور اسلام میں آپ کی علو شان کا علی الاعلان اعلان کرتا رہتا ہوں
کیونکہ آپ طریقہ رفاعیہ و قادریہ کو ملک ہند میں بلند فرماتے رہتے ہیں
یہاں سے ہمیشہ آپ میں اور ہم میں ذریعہ خط و کتابت رشتہ تعلق باقی
ہے مجھے امید ہے کہ آپ بھی ہر ہفتہ ذریعہ خط و کتابت تعلق باقی رکھینگے
بقدر ہمارے شوق کے آپ کو ہمارا اسلام قبول ہو۔

۲۶ رجمادی اخری ۱۳۱۸ھ — السید ابراہیم الراوی الرفاعی

## ۳۔ مکتوب حضرت پیر سید رجب افندی

### نقیب حضرت غوث الشہیر

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

انور بدا من جانب الهند بارق — ام اضحت شمس الفضل جهرا شوارق
نعم اسفر العز الموکمل فانجلی — واجلا بقاعا نورها متلاحق
بمن قد غدا فی بیت آل محمدٍ — محبا و محبوبا وحسن موافق
هو الفرد لکن المحاسن جمعت — فرائدها فیه بنظم نباسق
اتانا کتاب من محیاه یخلص اسودا و بلطفه یجتنی و یطابق

فبشرابه كم آنس القلب كلما  تكرر فيه الطرف والوجد صادق
نود لقاء من بهي جمال من  جناه ولكن الطوارى عوايق
فلما شطا شق التوصل عوض السلام عن الالهام والقلب شايق

حضرة الذكى النقى الفاضل لبمى المتقى فرع الشجرة الهاشميه وسلالة العصابة المزكيه وسنبل السلاسل الرفاعيه والقادريه شيخ الكامل ومرشد الواصل المخدوم الاوحد والفهامة الامجد العلامة الاديب واللوذعى الالمعى الاريب الحسيب النسيب النجيب الشريف صاحب الرشاده والسياده الكرم قطب الزمان السيد عبد الرحمن البغدادى المحترم ابن المرحوم السيد عبد الرحيم الرفاعى البغدادى ادام الله تعالے ما للمسلمين بقاه۔

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته وتحياته ومرضاته ثم الاستفسار عن ذالك الخاطر العاطر ونحن نحمده بخير وعافيه لا نزلتم كذالك وفى ابرك الساعات قد تجلى جمال تحريركم بخلوص الحب والوداد متجلى بانواع الفضايل التى اذا لت صعد البصر عن الفواد يحمل نسيم الشريف منه ساحتكم السماء ويزيد الشوق

الی دوام المواصلہ من ذاتکم السمحآء فلا زلتم موفقین
الی ما یرضی اللہ ورسولہ راجین من کرم المولو تعالی
بان یُنیل الطالب مسئولہ وانا بفضل اللہ تعالی
بالصحتہ التامہ مع جملۃ العائلہ یھتدی التحیۃ
والاشواق اما حضرتکم الفاضلہ وبلغو سلامنا الی
الاخ النجیب السید محمد ابن السید عبد الرحیم والسید
محمد القاری التونسی والسید مقبل النھاری والسید
عبد الرحمن الجمعدار الجانزی ومن ھنا الاخ سید احمد
بادشاہ والاولاد سید طالب بادشاہ والسید یوسف
بک وسید ھاشم بک وکانہ العائلہ یسلمون علیکم
وادام اللہ بقاکم۔

۱ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ

نقیب الاشراف بصرہ

مہر

السید رجب ابن المرحوم السید محمد سعید

## ترجمہ

خدائے تعالی کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحم کرنیوالا مہربان ہے

کیا یہ نور ہند کی طرف سے چمکتا ہوا نکلا ہے۔ کیا فضیلت کے آفتاب علانیہ چمک رہے ہیں صبح عزت موصل روشنی ہوئی اور چمک اٹھی جس جس جگہ اس کا نور پونچا ان سب مقامات کو روشن کردیا۔ یہ نور ہے اس ذات کا جو آل محمد کے کاشانے میں۔ محب ومحبوب اور حسن موافق بنا ہوا ہے' یہ وہ یکتائے روزگار ہے کہ جس کی خوبیوں کے دُرہائے نادرہ کو ایک خوب صورت لڑی میں پرویا گیا ہے ہمارے پاس اس بزرگ کا خط آیا ہے۔ جو سروری وسرداری کو اپنے لطف سے مخصوص رکھتا ہے کتنی خوشی کی بات ہے جب جب اس خط کو پڑھتا گیا دل خوشی سے باغ باغ ہوتا تھا جو وجد صادق کا نتیجہ ہے ہم کو ان سے ملنے کا بے حد شوق ہے جن کے جمال کی یہ رونق ہے لیکن بڑے اونچے پہاڑ اس میں حایل ہیں جب کہ ملنا دشوار معلوم ہوا تو ہم نے سلام کے ذریعہ اس کو پورا کیا لیکن دل میں شوق ملاقات ہنوز باقی ہے

پاک وصاف حضرت متقی و بارونق فاضل ہاشمی درخت کی شاخ اور پاک خاندان کے خلاصہ اور سلاسل رفاعیہ وقادریہ کے سنبل شیخ کامل مرشد واصل مخدوم اوحد اور بزرگ دانشمند علامہ ادیب عقلمند درخشاں فہیم صاحب حسب ونسب بزرگ وشریف صاحب ارشاد وسیادت بزرگ قطب زمانہ السید عبدالرحمٰن البغدادی محترم' پروردگار عالم ان کو دائم قایم رکھے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ وتحیاتہ ومرضاتہ۔ حضرت کے خاطر شریف اور مزاج وہاج کی خیر و عافیت کی دریافت کے بعد عرض ہے کہ ہم بخیر و عافیت زندہ وسلامت ہیں امید کہ حضرت بھی بخیر و عافیت تمام ہوں گے مبارک اوقات میں آپ کی تحریر دل پذیر جو بخلوص محبت وداد تحریر فرمائی گئی تھی جلوہ افگن ہوئی جو اقسام کے فضایل سے مشحون تھی اوس نے ہمارے دل سے غم دوری کو دھو دیا اور بزرگی و شرف کی جو نسیم اوس طرف سے چلی تو شوق ملاقات کو اور زیادہ کی۔ خدائے تعالیٰ آپ کو اس کی اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی کی توفیق ہمیشہ مرحمت فرمائے خدا کے فضل وکرم سے قوی امید ہے کہ ہم اپنی منہ مانگی مرادوں کو ضرور پونچیں گے۔ میں بفضلہ تعالیٰ معہ اپنے جملہ متعلقین کے ساتھ بخیر و عافیت ہوں اور حضرت والا کی خدمت میں دعائے تحیت و اشواق کا ہدیہ گزرانتا ہوں۔ ہماری طرف سے برادر مکرم السید محمد ابن السید عبدالرحیم اور سید محمد قاری تونسی اور سید مقبل النہاری اور سید عبدالرحمٰن جمعدار حجازی کی خدمات میں سلام فرما دیجے اور یہاں سے برادر سید احمد پادشاہ اور بچے سید طالب پادشاہ اور سید یوسف بک اور سید ہاشم بک اور تمام متعلقین آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں خدائے تعالیٰ آپکو ہمیشہ قایم و دایم رکھے۔

اربیع الثانی ۱۳۲۱ھ۔ نقیب الاشراف بصرہ
السید رجب ابن المرحوم السید محمد سعید

## ۴۔ امام التجوید سلطان القراء حضرت قاری تونسی صاحب مدنی

یحظی ولیتشرف بعلامة الاوحد وفهامة الامجد برا حضرت قبلہ ولی نعمتی سیدنا ومولانا وقبلتنا جناب حضرة السید عبد الرحمن الرفاعی البغدادی حرسه الله کما ارحم وبلغهم فی الدارین اٰمالهم آمین۔

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته وبعد من خصوص کامرمی ذکر حبیب خان انهما انتقلت الی عند الله تعالیٰ وکان معها امین بی جاءت الی بیتی ونظری علیہما حسب انی عبد حضرت وعبد اخیه کل ما تشتهی فیما یرضی الله ورسوله انا حاضر کان حضرتکم فی المدینة المنورہ ویالیت کان عندی امکنة ودولة کنت اجئ الیکم واروح بحضرتکم وکافة من تبعکم واسیر انا وولدی عبد ال لحضرتکم واهلی وبناتی جواری لحضرتکم کلنا نتشرف بخدمتکم ولوجا وکم ملیون مرید اخدمهم جلا عینکم ما ینشی خیرکم الا قلیل المروة ود فی الاصل بماذا یکا فیکم

الضعيف كما اطعمونی والبستمونی وغطيتمونی وفرشتم لی ودفعتم باذن الله تعالیٰ عين الاشرار والفجار رهب ان الله لوقدرنی ان افعل معكم شيأ لو فعلت ما يساوی بعشرة من شعور غنم الدنيا ومعز الدنيا وفيلها وبقرها وجمالها وطيورها ولا قطرة بحارها عذبها وملحها والحاصل ان لسانی بل السنة بنی آدم تعجز عن مدحكم وعد دخصا الكم الحميدة وليس عندكم الا هی بارك الله فيكم وعليكم واكتبوا علی الناموس مدينة المنورة مقعد بنی حسين ويسلم سيد محمد العروسی والسلام من عبدكم الداعی بالحسنی محمد قاری التونسی ويسلم علی شوت حضرت وصاحبزادی حفظهم الله واخويهما والمصونتين الدرتين المكونتين امهم وجدتهم حفظه الله الجميع والسيد احمد القديمی والسيد مقبل وكافة من لسل عنا وبعدا السلام۔

۲۷ محرم الحرام فی فاتح الشهور سنہ ۱۳۲۴

## ( ترجمہ )

بخدمت شریف علامہ یکتائے زماں و دانشمند بزرگ بڑے حضرت قبلہ میرے ولی نعمت ہمارے سردار ہمارے آقا ہمارے قبلہ جناب حضرت

السید عبدالرحمن الرفاعی البغدادی، خدا آپ کے بلند مرتبہ کو محفوظ رکھے اور دنیا و قیامت میں اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔ آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد کلام جو ذکر حبیب ﷺ کے متعلق وہ خدا کی مغفرت میں شامل ہو گئے اس کے ساتھ امین جی تھی وہ میرے پاس گھرآئی میں اس کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ میں حضرت اور ان کے بھائی کا غلام ہوں۔ خدا اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق میں اس کے مطالب پورا کرنے آمادہ ہوں۔ کاش میرے پاس مکان یا دولت ہوتی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اور آپ کے جملہ وابستگان کو لے آتا۔ میں اور میرا بیٹا آپ کے غلام اور میری اہل و لڑکیاں آپ کی کنیز ہوتے۔ ہم سب آپ کی خدمت گزاری کا شرف حاصل کرتے اور اگر آپ کے ایک امین (دس لاکھ) مرید آپ کے پاس آویں تو محض آپ کی خوشنودی کے لیے انکی خدمت انجام دوں گا۔ آپ کی نیکی کو سوائے بے مروت اور بد اصل شخص کے کوئی فراموش نہیں کرے گا۔ یہ کمزور آپ کو کس چیز سے بدلہ دے آپ کثرت سے مجھ کو کھلائے پہنائے اوڑھائے اور بچھائے اور بحکم الہٰی اشرار و بدکاروں سے مجھ کو بچائیے۔ اگر بالفرض خداوند کریم مجھے آپ کی کوئی خدمت کرنے کا موقعہ دے تو وہ دنیا کے بکروں بکریوں یا تیوں گائیوں اونٹ، پرندوں کے ایک بال کی حیثیت کے

برابر ہوگا اور نہ دنیا کے میٹھے اور کھارے پانی کے سمندروں کے ایک قطرہ کے برابر ہوسکے گی۔ بہرحال میری زبان بلکہ اولاد آدم کی زبانیں آپکی تعریف اور آپ کے اخلاق و اوصاف حمیدہ کے گننے سے عاجز و ناتوان ہیں یہ سب آپ کے خصوصیات ہیں۔ خدا آپ میں اور آپ پر برکتیں نازل فرمائے۔

اس پتہ پر خط لکھئے :۔ مدینہ منورہ مقعد نبی حسین محمد العروسی کو پونچے۔ والسلام۔ از دعاگو غلام محمد قاری تونسی۔

چھوٹے حضرت[1] اور صاحبزادی اور اس کے دونوں بھائیوں عفت مآباں اور عصمت پناہاں کو میرا سلام فرمایئے۔ خدا سب کو سلامت رکھے۔ سید احمد قدیمی اور سید مقبل اور ان حضرات کو جو میرے متعلق دریافت کریں سب کو میرا سلام فرما دیجے۔ ٢٧ محرم الحرام سنہ ١٣٢٤ھ

---

[1] حضرت پیر سید محمد صاحب بغدادی مراد ہیں کیونکہ ابتداءً دو بھائی صاحبان تشریف لائے۔ بڑے حضرت، چھوٹے حضرت سے مشہور رہے۔ حضرت پیر سید احمد صاحب بغدادی سنہ ١٣٣٠ھ میں جب تشریف لائے تو بعض چھوٹے حضرت سے موسوم کیا گیا اور حضرت پیر سید محمد صاحب بغدادی منجھلے حضرت سے معروف رہے۔

# ذکرِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ

از بحر العلوم مفتی دکن حضرت علامۂ زماں مولٰنا
السید محمود صاحب قادری شیخ الجامعۃ النظامیہ

یادِ آں شیخے کہ بودہ نائبِ غوث الوریٰ — در دکن از خاصگان بارگاہ کبریا

نام نامی عبد رحمٰن سید عالی نسب — از نژاد حضرت مولا علی مرتضےٰ

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار — یا علی سر جلی یا بالحسن یا ایلیا

بر جمیع مومناں از قول و زبانِ رسول — بر غدیر خم عیاں گشتہ فضیلت برملا

ہست علی مولائے ہر آنکس کہ من مولائے او — دوستدارش دوستدار ما ہم ربّ العلا

رکنِ ایماں ست چوں حبِّ علی لاریب فیہ — حسب ارشاد جناب حضرت خیر الوریٰ

لا فتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار — ہست شان بے مثالی علی مرتضیٰ

حب آنش ہم بود ایمان محکم را دلیل — جزو لاینفک ز کل ہرگز نگردد اے کیا

بود فرزند جناب حضرت غنزوی مکاں — غوث پاک ہم مثل اسلافش چراغ اہتدا

در نسب حسنی حسینی در حسب بہ قطب دیں — کہ بوند آں سرو دو گل از گلبن آل عبا

بود از اولاد غوث پاک ایں شیخ زماں — مرشد ما عبد رحمٰن رہبر راہ ہدیٰ

در دکن مثلش نیامد در زمانش دیگرے
رہروان را رہبر و ہم رہبران را رہنما

کاشف رمز حقیقت واقف اسرار دین
سالک راہ طریقت عارف راہ ہدیٰ

عالم علم شریعت عامل احکام دین
صوفی صافی صفی و مرشد راہ صفا

ہمچو کیشش بو حنیفہ بود اقرب در سلوک
سالکان را در حق را مسلک قطب الوریٰ

کرد تکمیل سلوک قادریہ روز و شب
شد چو ماموراز جناب شیخ خود عین الہدیٰ

شد وفاتش یوم عاشورا بامر لایزال
پاک ذات ذوالجلال از وصمت مرگ و فنا

در دکن در بنا ییلی جانب گوشہ محل
مدفنش در خطہ صلحا است پر نور و ضیا

مرقدش آمد زیارتگاہ جملہ خاص و عام
خاصہ از بہر مریدان مخلصان بے ریا

روز و شب بارد بپائے رحمت حق بیشمار
بر مزار شیخ دین شیخ المشائخ باصفا

عاقبت محمود بادا از طفیل پنجتن
از من و از جملہ عالم باد آمین این دعا

(۱۷-۲) حضرت پیر سید محمد رضا صاحب بغدادی
م ۱۵ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ

آپ حضرت پیر سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ اپنے برادر معظم حضرت سیدی پیر سید عبدالرحمٰن بغدادی (حضرت بڑے بغدادی صاحب) کے ہمراہ ۱۳۰۵ھ میں حیدر آباد تشریف لائے اور منجھلے بغدادی صاحب کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل و خلافت اپنے بڑے بھائی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ سے حاصل فرمائی۔ آپ حقائق و معارف میں کامل و تصوف و توحید میں عارف واصل تھے، رات و دن ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کی طبیعت پر خشیت الٰہی کا غلبہ اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ غالب تھا۔ آپ کی ذات بابرکات مرجع خاص و عام تھی بلا لحاظ مذہب و ملت ہر شخص آپ سے ملتا اور مستفید ہوتا تھا۔

حضور نظام کی جانب سے ماہانہ پانچسو وظیفہ مقرر تھا۔ اکثر امراء اور عہدہ دار آپ کے معتقد و حلقہ ارادت میں شریک و شامل تھے۔ آپ کا دسترخوان وسیع امیر و غریب کیلئے کھلا ہوا تھا۔ ہمیشہ عہدہ داروں کو جو حضرت کے نیازمند تھے عدل و احسان کرنے کی ہدایت کرتے اور غریبوں کی امداد و اعانت کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔ ہر حاجتمند کی کشادہ پیشانی سے مدد فرمایا کرتے تھے۔

آپ ایک جید عالم فاضل اور عارف کامل تھے اکثر علماء و مشایخ ملک و بیرون ملک آپ سے ملاقات فرماتے، مختلف مسائل پر تبادلہ خیال ہوتا۔ کیسا ہی اہم و پیچیدہ مسئلہ آپ کے پاس پیش ہو اس کا جواب آپ معاً دیا کرتے اس وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آپ پر القاء و انشراح ہو رہا ہے۔ قرآن پاک سے احادیث نبویؐ کی تطبیق آپ ہی کا حصہ تھا۔ غوامض و معلقات قرآنی اور امور خفی و جلی عرفانی کی جس وقت شرح فرماتے تو سامعین پر ایک کیف و وجد طاری ہو جاتا تھا۔ سایل کا جواب آپ اس طرح ادا فرماتے کہ اس کو کامل تشفی ہو جاتی تھی۔

فصیح اللسان، خوش بیان تھے۔ گفتگو میں بڑی شیرینی و حلاوت تھی۔ اگرچہ کہ آپ اردو زبان میں صاف مطالب ادا فرماتے تھے لیکن لب و لہجہ عربی ہوتا تھا۔ حق گو اور حق پژوہ، حق گوئی کو پسند کرنے والے۔ اظہار حق میں کبھی کوتاہی نہ کرنے والے۔ یہ آپ کی نمایاں خصوصیات تھیں۔ احکام شرع کے پابند اور دوسروں کو پابندی کی تاکید فرماتے تھے۔ بغیر جماعت کے آپ نے کوئی نماز ادا فرمائی اور نہ تنہا کبھی کھانا تناول فرمایا۔

خوش مزاج، ملنسار، ذکی الطبع، سریع الفہم، خلیق اور حلیم و کریم اور بالکل سادہ مزاج تھے۔ امیر و فقیر سے یکساں ملتے اور ہر ایک سے محبت و مروت سے پیش آتے تھے۔ آپ کو اہل دنیا اور دنیوی امور سے

کوئی سروکار نہ تھا ہمیشہ مسجد میں رہتے اور اپنے اوقات کے بڑے پابند تھے۔ صبح کی نماز کے بعد کلام مجید اور دلائل شریف کی تلاوت فرماتے اور بعد نماز اشراق کھانا تناول فرماتے۔ مذاکرہ علمیہ میں مصروف رہتے۔ بعد ظہر قدرے قیلولہ کرتے اور مطالعہ کتب حدیث وفقہ فرماتے تھے۔ عصر کے بعد اکثر وظایف میں مشغول رہا کرتے۔ بعد نماز مغرب کھانا تناول کرتے اور بعد عشا آرام کرکے تہجد کو اول وقت اٹھ جاتے اور صبح تک ذکر وشغل میں مصروف رہتے تھے۔

**امراء وعہدہ داران ملک کی عقیدت وارادت**

حضرت مصطفےٰ بغدادی صاحب کے علم وفضل و زہد وورع کی وجہ سے امراء واعیان سلطنت آپ کے معتقد تھے۔ آپ کا تقدس اس درجہ تھا کہ ہمیشہ عوام آپ سے وابستہ رہے۔ آپ کے علم و فضل کا چرچا بیرون ملک بھی تھا۔ امراء ملک جس عقیدت سے آپ کو مخاطب کرتے اس کا اندازہ تحریرات ذیل سے بخوبی ہوسکتا ہے:—

## مکتوب کرنل نواب افسر الملک بہادر کمانڈر افواج آصفیہ

فلک نما

بخدمت شریف جناب معظم ومکرم ومحترم حضرت پیرو مرشد قبلہ سید محمد صاحب بغدادی الرفاعی دام مجدہٗ

آداب وتسلیمات! عنایت نامہ موسومہ عثمان یار جنگ وصول ہوا

فوراً عماد ق جنگ کو اطلاع دی گئی کہ دو ستقہ حضرت کے پاس مقرر کریں معتمد مال کو سخت تاکید دی گئی ہے کہ ہر طرح سے جناب والا کے احکام کی تعمیل کریں۔

حضرت کے خدمت سے متعلق اول تو حکم اقدس حضور پرنور دوسرے ہم سب کی سعادت ہے۔ لہذا جو ارشاد ہو گا فوراً تعمیل کیجاویگی۔

۵ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۲۶ھ روز جمعہ

نیازمند
افسر الملک

(۲)

## مکتوب مہاراجہ سر یمین السلطنۃ کشن پرشاد بہادر صدر اعظم دولت آصفیہ

بسم اللہ

ش

بخدمت شریف حضرت مولانا بغدادی صاحب قبلہ بد ظلہ

تسلیم نیازمندانہ!

فقیر نیازمند شاد کی صحت کے لئے جو آپ نے دعا فرمائی اس کا دل سے شکر گزار ہوں۔ یہ عاجز آپ کا نیازمند قدیم ہے۔ اپنے دل سے دور نہ فرمانا۔ جو باتیں ظہور میں آئیں یا آئینگی وہ افضال الٰہی اور حضرت کی دعا پر موقوف ہے۔ زیادہ نیاز

طالب دعائے خیر۔

نیازمند

دستخط

یمین السلطنۃ

(۳)

## مکتوب امیر کبیر نواب لطف الدولہ بہادر والی پائیگاہ خورشید جاہی

بحضرت شریف حضرت مولنا و مرشدنا و مطاعنا سیدی سید محمد صاحب قبلۃ الرفاعی البغدادی القادری دام فیوضکم و زاد اللہ شرفکم و برکاتکم علینا بہ سلسلہ بندہ

بعد ادائے تسلیمات و نیازمندی گزارش ہے کہ حضرت کا صحیفہ گرامی عز ورود پاکر مسرت اندوز و سعادت مند کیا۔

یہ جو کچھ ہوا حضرت کے نفوس قدسیہ ہی کے برکات ہیں اور آئندہ جو کچھ ہوگا وہ بھی حضرت کے دعائے نیم شبی کے تاثیرات سے ہوگا کیونکہ اس ارادت مند دیرینہ کے آباو اجداد اس بزرگانہ فیوضات سے ہمیشہ فائز المرام ہوتے رہے تو یہ کمترین یادگار بھی اوس کا مستحق ہے انشاء اللہ حضرت کے درد گردہ کی علالت سے خاطر مکدر ہوئے خدائے شافی آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے۔ آمین

احمد اور ان کی والدہ کی جانب سے مریدانہ آداب و نیاز

قبول ہو۔

عقیدت کیش ۲۷ ذی قعدہ ۱۳۲۶ھ

دستخط لطف الدولہ

(۴)

## مکتوب برگیڈیر نواب عثمان یار الدولہ بہادر

فلک نما

بخدمت شریف تقدس مآب حضرت بغدادی صاحب قبلہ مدظلہ

تسلیم بصد تکریم۔ بعد آداب نیازمندی معروض اینکہ حضرت کے ارشاد کے موافق ضروری انتظام کردیا گیا ہے۔ نظام آباد کی کیفیت یہاں معلوم نہیں۔ میں نے لفٹننٹ یوسف الدین صاحب علاقہ فوج کو جو وہاں مقیم ہیں تار دیا ہے غالباً آج شام تک یا کل صبح تک جواب آئے گا اطلاع گذرانی جائے گی۔ طالب دعائے خیر

نیازمند

عثمان یار الدولہ

۷ رمضان المبارک ۱۳۲۶ھ

روز یکشنبہ

**ہجرت** ۲۵ ذی قعدۃ الحرام ۱۳۵۶ھ بربنا ربشارت آپ نے مدینۃ الرسول کو ہجرت فرمائی۔ جانے سے قبل فرمایا: اب میں واپس نہیں آؤں گا۔ میری طلبی ہوئی ہے اس مشت خاک کو دیار حبیب میں گزار کر جنت البقیع میں رہنا ہے۔ چنانچہ جب تک آپ مدینۃ الرسول میں بقید حیات رہے اصحاب صفہ کے مقام پر بیعت لیتے اور دلائل شریف کی اجازت عطا فرماتے تھے۔ حکومت کی طرف سے علماء آئے اور حضرت کے مذکورہ عمل پر معترض رہے، آپ نے قرآن و حدیث سے جواز بیعت اور فضائل درود شریف کو ثابت فرمایا۔ اس کے بعد حکومت نے آپ سے کوئی مداخلت نہیں کی۔ روزانہ سایۂ گنبد خضرا میں آپ زمین پر لوٹا کرتے اور فرماتے :

"چوں سگانم جائے دہ در سایۂ دیوار خویش"

اور زار زار روتے تھے۔ آپ کے والہانہ جذبۂ محبت و جوش عقیدت کو دیکھ کر عسکری نجدی بھی آپ کا ادب کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کہتے: قل ھذا المجنون النبی اور آپ کے کسی عمل پر اعتراض نہ کرتے۔ شدت گریہ وزاری کی وجہ آپ کی بینائی متاثر ہوئی اور جاتی رہی[1]۔ آپ نے ضروریات روزمرہ طہارت وغیرہ کے مدنظر ایک محرم کی

---

[1] کالا موتیا آ گیا تھا جو پاپا کا پانی خشک ہو جاتا ہے اور لا علاج ہوتا ہے۔

ضرورت محسوس فرما کر بیوہ[1] سے عقد فرما لیا وہ خدمت کرتی تھیں۔ حضور نظام کو جب آپ کی بصارت گم ہو جانے کی اطلاع ملی تو ڈاکٹر خواجہ معین الدین صاحب کے توسط کہلا بھیجا کہ آپ مصر یا ہندوستان بغرض علاج جائیں اس کا انتظام میں کروا دیتا ہوں۔ یہ سُن کر حضرت نے جواب دیا کہ مجھ کو بصارت کی ضرورت نہیں جس تمنا میں یہاں آیا ہوں وہ پوری ہوتا ہے اس کی کیا طمانیت ہے کہ میں اچھا ہو جاؤں گا۔ دوسرے انسان موت کا بندہ ہے میری موت مصر یا ہند میں نہو گی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا حضرت جس میں خوش ہیں ہم سب اس میں راضی ہیں۔ اس کے بعد عمدر آغا داد حضرت آغا خلیل جو روضہ اقدس کے خدمتگار خصوصی ہیں حضرت کے پاس تشریف لاکر فرمائے' دربار رسالت سے مجھ کو ارشاد ہوا ہے کہ سید محمد جیلانی کو جا کر کہہ دے کہ وہ کالی بکری کا پتہ آنکھ میں لگائے۔ یہ فرمان نبوت سنکر آپنے سر جھکا یا اور فرمائے جس آنکھ کی روشنی کی ضرورت تھی وہ میرے مالک کے نظر کرم سے موجود ہے' یہ ظاہری آنکھ لے کر کیا کروں اس ارشاد پر میری جان قربان ہے' مجھ کو کوئی طلب نہیں اگر طلب ہے تو صرف میرے سرکار کی ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت آغا خلیل صاحب نے فرمایا آپ بھی حاضر باش ہیں' آپ سے راست ارشاد شاید اس لئے نہوا یہی جواب آپ عرض کرتے۔ یہ

---

[1] حضرت کے وصال کے بعد حضور نظام نے آپکے محل کے نام یکصد روپیہ ماہوار اجرا فرمائی ہے۔

بالواسطہ حکم ملا ہے تعمیل فرمایئے آپ نے اسی وقت سیاہ چھیلی منگواکر ذبح
کرکے اس کا پتہ لگایا اور سرمہ میں ملاکر استعمال کرتے رہے اور اس کے
گوشت کی بریانی پکواکر بعد فاتحہ مساکین پر تقسیم کروایا۔ چند ہی
دنوں میں حسب ضرورت بینائی واپس آگئی۔

بالآخر آپ نے بتاریخ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۶۴ھ کو وصال پایا اور جنت البقیع
میں حضرت سیدۃ النساء العالمینؓ کے پائین مدفون ہوئے۔

مولوی مرزا حشمت علی صاحب قادری افسر قادر رقم نے
حسب ذیل تاریخ پیش کی ہے:—

| | |
|---|---|
| از دکن ہجرت نمودہ سید عالی نسب | حضرت بغدادی ضیا بود در یثرب مقیم |
| واصل حق چوں بشد آمد ندا افسر کہ ہست | رحمۃ اللہ علی سید محمد در نعیم |

۱۳۶۴ ہجریہ

**ازدواج۔ اولاد** ماہ رمضان ۱۳۱۷ھ میں حضرت سید شاہ ید اللہ حسینی
صاحب سجادہ روضہ خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ
کی پوتی "سیدہ خیر النساء[1] بی بی صاحبہ" سے عقد فرمایا۔ یہ بی بی نیک سیرت

[1] سیدہ خیر النساء بی بی صاحبہ کا نسب والد کی طرف سے حضرت خواجہ
بندہ نواز رحمۃ اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اور نانیالی سلسلہ حضرت
شاہ عبدالرزاق قادری سرمست مدفون مستقر تعلقہ میدک از موسوم

پاکیزہ طینت اور عابدہ و زاہدہ تھیں ۔ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۷۴ھ میں رحلت کر گئیں ۔ ان کے بطن سے چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں جو اس وقت حضرت منجھلے بغدادی صاحب رحمۃ اللہ کے باقیات الصالحات سے متصف علم و فضل ہیں : —

۱ ۔ حضرت مولانا پیر سید محمد فصیح اللہ حسینی صاحب بغدادی سجادہ نشین تعلقہ چنچولی ۔

۲ ۔ حضرت مولانا پیر سید عبدالرحیم حسینی صاحب بغدادی سجادہ نشین حضرت شاہ علی عباس حسینی رح ۔

۳ ۔ حضرت پیر سید محمد معین الدین حسینی صاحب بغدادی ۔

۴ ۔ حضرت پیر سید احمد معین الدین حسینی صاحب بغدادی ۔

---

( بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ )

درگاہ خورد ) سے وابستہ ہے ۔ مخفی مباد حضرت سید ہاشم خداوند ہادی متوفی ۵ شوال ۱۱۶۲ھ واقع تعلقہ چنچولی ضلع گلبرگہ اور شاہ علی عباس متوفی ۷ محرم ۱۱۲۶ھ واقع حسینی علم حیدرآباد کا اس خاندان سے تعلق ہے اسلئے ان دونوں درگاہوں کی تولیت و سجادگی آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت پیر سید محمد فصیح اللہ حسینی صاحب اور حضرت پیر سید عبدالرحیم حسینی مدظلہ کے نام نانیالی سلسلہ سے توریثاً منتقل و منظور ہوئی اور آج یہ دونوں صاحبزادے بہ متصف علم و فضل ان درگاہوں کی خدمت سجادگی و تولیت پر فائز ہیں ۔

۵ ۔ سیدہ خدیجہ بی بی منسوب بہ حضرت شیخ السادات المکی[1]

۶ ۔ سیدہ فاطمہ بی بی مرحوم منسوب بہ حضرت سید عبدالرزاق صاحب قادری مکی الاھدل۔

۷ ۔ سیدہ آمنہ بی بی منسوب بہ حضرت سید ندیم اللہ حسینی المعروف مولانا فرید بادشاہ صاحب قادری۔

---

[1] یہ حضرت حبیب احمد صاحب بافقیہہ شیخ السادات المکی کے دوسرے صاحبزادے ہیں حضرت حبیب احمد صاحب بعہد عثمانی ۱۳۲۹ھ مکہ شریف سے حیدرآباد آئے۔ سادات حسینی اور حضرت فقیہہ مقدم کی اولاد سے ہیں۔ مکہ معظمہ کے معزز خاندان متولی کعبہ سے آپ کا تعلق رہا ہے۔ حضرت حبیب صاحب کے نام حضور نظام کی طرف سے چھ سو ماہوار مقرر تھی جو خطہ صالحین میں مدفون ہیں۔ حضرت شیخ السادات کا وصال ۱۴ر جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ م ۱۳ر جولائی ۱۹۳۸ء روز یکشنبہ بمقام پانڈیچری ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کے دو صاحبزادے حضرت حبیب احمد مکی اور حضرت حبیب شیخ مکی کے علاوہ دو صاحبزادیاں۔ شریفہ فاطمہ منسوب بہ حضرت پیر سید محمد صادق حسینی بغدادی اور خیرالنسا بی بی منسوب بہ حضرت سید ہاشم حسینی بغدادی باقیات الصالحات سے موجود ہیں۔

## (۱۷-۳) حضرت پیر سید احمد صاحب بغدادی
۲۹ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ

آپ حضرت پیر سید عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔ علوم ظاہری کی تکمیل بغداد شریف میں فرمائی بلحاظ اعزاز خاندان عرصہ تک بغداد میں نائب قاضی القضاۃ کی خدمت پر فائز رہے سالار الدولہ والی ایران کی طرف سے بہ نظر مناصب خاندانی و علم و فضل رجب ۱۳۲۹ھ میں آپ کو "ناصر الاسلام" کا خطاب ملا۔ جس کی سند مہری والی ایران عطا ہوئی۔

اپنے بڑے بھائی صاحب قبلہ و منجھلے بھائی صاحب قبلہ سے ملنے مع محل و برادر نسبتی قاری سید عبدالکریم حسینی صاحب ۱۳۳۰ھ میں حیدرآباد دکن تشریف لائے۔ علوم باطنی بیعت و خلافت خاندانی کی تکمیل اپنے برادر بزرگ سے فرمائی اور یہیں تشریف فرما رہے حضور نظام کی طرف سے آپ کو یکصد ماہوار مقرر ہوئی۔ عابد و زاہد متقی و خدا پرست متین کم سخن بزرگ تھے۔ محل دوم آمنہ بی بی دختر سید مقبل النہاری یمنی[1] کے بطن سے ایک صاحبزادی سیدہ ناجرہ بتول ہے۔ ۲۹ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۶۰ھ وصال پاکر مسجد النبی چادر گھاٹ میں مدفون ہوئے۔

---

[1] یہ حضرت پیر و مرشد کے مرید و خلیفہ اور شریف مکہ و امام یحییٰ حاکم یمن کے رشتہ دار تھے۔

یا رحمٰن

# لا اِلٰہ اِلّا اللہ کے مضمرات

اور

# تعلیماتِ قادریّہ

توحید کے روحانی مضمرات کی صدائے باطن حقیقت انسانیت کی وہ صدائے محکم معلوم ہوتی ہے جو بلند ہونے اور اپنے آپ کو منوانے کیلئے ہمیشہ بے قرار رہی اور ہر دور میں نفوس قدسیہ نے ان مضمرات کو پھیلانے کی سعی کی اور انسانی معاشرہ کی افادیت میں یہ تصور بڑا کارگر ثابت ہوا اس تصور نے رنگ و نسل کے سارے امتیازات دھو دیے اور زندگی کے تمام امتیازی و درجہ واری سیاسی اور معاشرتی تصورات کو مٹا دیا' یہ وہ نعرۂ انقلاب ہے جس میں انسانی نجات کو مضمر رکھا گیا۔ ہے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے لَقَدْ اَخَذْتُ مِنَ اللّٰہِ اسبعین مَوْثِقاً اَن لایَمُوْتَ مُرِیْدِی اِلَّا علی التَّوبۃِ والایمان فرمایا ہے اور سارا قرآن اسی ایک تصور کے مضمرات کی تشریح ہے کیونکہ

---

ع میں اللہ تعالیٰ سے ستر بار عہد لیا ہوں کہ میرا کوئی مرید بے ایمان نہیں مریگا بلکہ اس کو موت سے پہلے توبہ و ایمان کا موقع ملیگا۔

قرآن پاک ذہن انسانی کو جس بنیادی تصور کی طرف متحرک کرنا چاہتا ہے وہ توحید باری کا تصور ہے یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ خدا کے سوائے کوئی لائق پرستش نہیں یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے جزاول سے یہ عرفان حاصل ہو رہا ہے کہ "وجود" اور اس کے لوازم صفات افعال ۔ مالکیت ۔ حاکمیت کی نسبت خالق کی طرف کی جانی چاہیئے یہ اثبات ہے اور عدمیت اور اس کے لوازم کی نسبت مخلوق کی طرف کی جانی چاہیئے یہ نفی ہے یعنی اعتبارات حق اصالۃً خلق میں نہیں لَا بتوں سے ذوات خلق سے غیر اللہ سے الوہیت کی نفی کرتا ہے ربوبیت کی نفی کرتا ہے ۔ صفات و وجود کی نفی کرتا ہے اور اِلَّا ان ہی اعتبارات کا ذوات اللہ میں اثبات کرتا ہے جب اس کا یہ تصور مستحکم مقام حاصل کر لیتا ہے تو اس میں ایسی تبدیلی ہو جاتی ہے کہ پہلے وہ کافر تھا اب مسلمان ہو گیا ۔ پہلے ناپاک تھا ۔ اب پاک ہو گیا ۔ پہلے خدا کے غضب کا مستحق تھا اب اس کا پیارا ہو گیا ۔ پہلے دوزخ میں جانے والا تھا اب جنت کا دروازہ اس کے لیئے کھل گیا ۔ بات صرف اتنے ہی پر نہیں رہتی بلکہ اس کلمے کو پڑھ لینے اور اس کے اقرار سے وہ اپنے تمام خلاف عقائد و تصورات کو ایک قلم دل سے مٹا دیتا اور مد مقابل و مخالف طاقت کو دبانے کے لیئے کھڑا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ جو اس کلمے کو پڑھنے والے ہوتے ہیں وہ ایک امت ہو جاتے ہیں اور جو اس سے انکار کرتے ہیں وہ دوسری امت ہو جاتے ہیں ۔ نیز خون اور رحم کے رشتوں کی بھی

کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ غرض اس کلمے کی وجہ سے اپنے پر خدا کے احکام کی تعمیل کا اقرار کر لیتا ہے تو وہ دنیا و عقبیٰ کو ایک ساتھ دیکھتا اور ان دونوں کو عنصر واحد سمجھتا اور اپنے اعمال و افعال کو خدا کی مرضی کے مطابق بنانے کی سعی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس اعزاز کا مستحق بن جاتا ہے :—

| | |
|---|---|
| ۱۔ انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی۔ | میں تم میں سے کسی عمل کرنیوالے کے عمل کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ضائع نہیں کرتا۔ |
| ۲۔ اِنّ الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا فلا خوف ولا ھم یحزنون اولئک اصحٰب الجنة خٰلدین فیھا بما کانوا یعملون۔ | بیشک وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر وہ اس پر قائم رہے تو ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ غمگین ہوں گے یہی لوگ جنت والے ہیں یہاں وہ ہمیشہ رہیں گے ان اعمال کے صلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے۔ |

جو لوگ توحید باری کے اقرار کے ساتھ عمل صالح کے ذریعہ زندگی گزارتے ہیں ان کی صدا —— اِنّ صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للّٰہ رب العٰلمین[1] رہتی ہے اور جب وہ خدا کو آواز دیتے اور ——

---

[1] بلاشبہ میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب رب العالمین کے لئے ہے۔ سورۃ الانعام

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم[1] کہتے ہیں تو انھیں اس طرح سرفراز کیا جاتا ہے :۔

| | |
|---|---|
| ۱۔ وقال ربکم ادعونی استجب لکم | اور تمھارے رب نے کہا کہ مجھے پکارو میں تمھیں جواب دوں گا۔ |
| ۲ واذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبونی۔ | اور اے پیغمبر جب میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو کہہ دو کہ میں انکے نزدیک ہوں اور پکارنے والے کی پکار کا جبکہ وہ پکارتا ہے جواب دیتا ہوں۔ |

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ :۔ جو لوگ دنیا کی ہر چیز کو چھوڑ کر ذات باری کے ذکر اور اس کے فہم کو اختیار کرتے ہیں تو ذاتِ باری بھی سب چیزوں کو ترک کر کے انھیں اختیار کرتی اور ان پر ان گنت سرفرازیاں کرتی رہتی ہے یہاں تک کہ ان کی پکار کا جواب دیتی اور اپنے سے قریب کرتی ہے۔

سلطان الاولیاء سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ :۔ اسم اعظم "اللہ" ہے بشرطیکہ جب تو اس پاک نام کو لے تو تیرے دل میں اس کے سوا کچھ نہ ہو۔ پھر فرماتے ہیں :۔ اس پاک نام کو جب عوام اپنی زبان پر

---

[1] مجھے سیدھا رستہ دکھا اور ان صحیح لوگوں کا راستہ جن کو تو نے نعمت عطا کی ہے۔

پس تو اس طرح لیں کہ جب یہ زبان پر جاری ہو تو عظمت اور خوف کے ساتھ ہو۔ خواص کے لئے لازم کیا گیا ہے کہ وہ اس نام پاک کو لیتے وقت ذات و صفات الٰہی کا استحضار بھی ہو اور اخص الخواص کے لئے ضروری ہے کہ جب اس نام پاک کو لیں تو دل میں اس پاک ذات کے سوا کوئی چیز بھی نہ ہو۔

ذکر الٰہی کا یہ اثر ہے کہ جب ذاکر ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے تو اس کو نہ صرف خدائے تعالیٰ کی امداد و اعانت حاصل ہوتی رہتی ہے بلکہ اس کو معیت الٰہی بھی نصیب ہو جاتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:۔

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ اللہ جل شانہ متقیوں اور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے ' (سورۃ النحل رکوع ۱۶) اور

حدیث انا مع عبدی ما ذکرنی میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہے جب تک بندہ اس کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ ذاکر و مذکور میں ذکر جب مشترک بن کر روحانی ارتقائی منزل نصیب ہوتی ہے۔

قرآن کی جامع ہدایت ہے کہ انسان خدا کی ذات کی یکتائی و وحدت کے مشاہدہ میں اس قدر محو ہو جائے کہ دوئی کا خیال سر سے مٹ جائے اور عالم کی غیریت عارف کی نظر سے بالکل محو ہو جائے یہاں تک کہ اس کے اسماء و صفات کو بھی غیر ذات نہ جانے۔ اس لئے کہ صوفیوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں ہے۔ سب کائنات کی اصل جو اعیان ثابتہ میں عدم ہے صرف خدا کی ذات ایک موجود برحق ہے جو اپنی ذات سے آپ قائم و موجود ہے اور وہی

موثر صفت ہے۔

یہ واضح رہے کہ تزکیہ نفس اور تصفیہ اخلاق کا نام تصوف ہے۔ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کے ارشاد کے مطابق علم توحید و تصوف کتاب و سنت کے علوم سے مقید ہے یعنی جس نے قرآن و حدیث کی تعلیم نہ پائی ہو اسکی اقتداء اس علم تصوف میں نہ کی جائے۔ کیونکہ شریعت پر صحیح قیام کا نام ہی طریقت ہے جو اہل اللہ کا مسلک ہے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ جماعت صوفیا کا اس پر اتفاق ہے کہ جس شخص کو علوم شرعیہ میں تبحر نہ ہو اس میں خدائے تعالیٰ کے راستہ کی تعلیم کی صلاحیت نہیں کیونکہ صوفی کا مقصود اللہ، مطلوب اللہ، محبوب اللہ اس کا جینا مرنا اس کی فکر اس کی عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہوتی ہے، وہ ماسوائے حق سے ہر حال میں بیگانہ ہوتا ہے، توجہ بغیر حق سے اس کے قلب کی تخلیص ہو جاتی ہے۔ اس معنی میں وہ متصل بحق ہو جاتا ہے اور غیر حق سے منقطع۔

**خلاصہ** یہ کہ یہ معرفت جو انسان کو خدا کے بعد ملتی ہے کس طرح حاصل ہو اس کا جواب " لا الٰہ الا اللہ " کے مضمرات کی تشریح اور اس کے صحیح فہم سے ملیگا جو پیر کامل کے ارشاد سے عینیت حقیقی عبد و رب اور باوجود عینیت حقیقی، غیریت حقیقی عبد و رب کا راز منکشف ہوگا اس لئے اکابر صوفیہ نے شیخ کامل کے ہاتھ پر تقوی و توبہ کی بیعت اور علم طریقت کے حاصل کرنے کو ضروری قرار دیا ہے اور

بغیر رہنمائی کے مدارج سلوک کے طے کرنے کا اقدام نہ کرے کیونکہ دوران سلوک میں مکائد شیطانی ونفسانی سے واقفیت اور تجلیات وخطرات ملکی ورحمانی وشیطانی وغیرہ امور کا امتیاز بغیر شیخ کامل کی رہنمائی کے نہ ہوسکیگا اس لئے بیعت کے بعد فرایض وواجبات اور سنن کے ساتھ تلاوت قرآن پر ہمیشگی رکھے۔

**تزکیۂ قلب کے طریقے**

تصفیہ قلب کے لئے وَلَذِکرُ اللّٰہِ اَکبَر[۱] کے لحاظ سے سارا قرآن ذکر کثیر سے مملو ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عام ذکروں میں افضل ترین ذکر لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ کے ذکر کو قرار دیا ہے کیونکہ تمام انبیاء کا دین لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ ہے اور عرش پر لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ:۔ جو اس کلمے کو پڑھتے رہیگا خدا اُسے عذاب نہ دیگا۔ صوفیہ کرام نے بھی جملہ اذکار میں سے صرف ذکر اسم ذات اللہ کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ سارے اسمائے حسنی اسمائے صفات ہیں جو خاص خاص صفات پر دلالت کرتے ہیں اور اللہ اسم ذات ہے جو ذات جامع صفات پر دلالت کرتا ہے اس ایک مختصر نام سے حق تعالیٰ کو یاد کرنا گویا ذات حق سبحانہ کو تمام اسماء و صفات کے ساتھ یاد کرنا ہے طریقہ قادریہ میں ذکر اسم ذات ونفی اثبات کے موثر طریقے مخصوص ومخفی ہیں جن میں سے ایک طریقہ اسم ذات کا یہ ہے کہ

---

[۱] اللہ کا ذکر ہر شئے سے بڑا ہے۔ المومنون۔ ۶۔

دوزانو بعد عشار، یا تہجد مقام خلوۃ میں بیٹھ کر اول تصور شیخ کرے پھر ارواح پیران سلسلہ سے استمداد طلب و دعا کرے انت مقصودی و رضائک مطلوبی کے تصور سے اسم پاک اللہ کا دوری ذکر کرے جس سے قلب و سر و روح خفی اخفی کو ضرب دے نفس کو نہ چھیڑے، جب یہ طاقتور ہوجاویں اور لطایف جاری ہوں تب نفس کو ضرب کرے کیونکہ نفس امارہ پر عزازیل متعین ہیں، اول وقت اس سے چھیڑ چھاڑ فتنہ خوابیدہ کو جگانا ہے۔ قلب میں نورانیت و کشفی کیفیات ظاہر ہونے پر مقام سر وخفی روح و اخفی مجلا ہوجاتے ہیں اس کا پورا طریقہ شیخ سے معلوم کرکے اس پر عمل کیا جائے تو فایدہ بخش ہے۔

(۲) دوسرا طریقہ نفی اثبات کا یہ ہے کہ لا الٰہ نفی کلی اور الا اللہ اثبات کلی ہے جس وقت لا الٰہ کہے نفی کلی موجودات کرے، خود کو اور تمام کو عدم محض تصور کرے، جب الا اللہ کہے اثبات کلی کرے یعنے وجود کو اس سے اثبات کرے اور ایک ہی وجود سمجھے دیکھے جب نور باطن پیدا ہو ذکر کے بجائے اس کو ملاحظہ کرتا رہے۔ اول منزل عشق دوم منزل فنا وجود خود و غیر سیوم منزل بقا باللہ ہے اس کے بعد بقا ہی بقا رہتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ غیب محمد رسول اللہ اس کی شہادت ہے کیونکہ اللہ وجود ہی سے ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد مراقبہ وجود و شہود ہے مشہور یہ کہ بندہ دیکھے حق شاہد خاطر و ناظر ہے اور مشاہدہ حق کا دل میں تصور کرے دوسرا وجود ظاہر و باطن شب و روز ہمیشہ عاشق دار مشتاق دیدار باطن ہوجائے۔ خلاو ملا

ہمہ اوست و ہویت پر قایم رہے اسی میں مشغول و محو ہو جائے ۔ آلائش دنیاوی و خطرات نفسانی سے قلب کو پاک کرے معنی ذکر پر غور کرے بلکہ اس کا وسوسہ رکھے ۔ مراقبہ وجودیہ کے مقام خلوت میں رہے۔ بلا ضرورت کلام نہ کرے یکسوئی مزاج پیدا کرے سات یوم حسب طریق قلب سے ذکر کرے ملاقات ارواح میسر ہو گی ۔ دوسرے ہفتہ ملکوت اعلیٰ ظاہر ہوں گے ۔ اسی طرح ایک اربعین کریں تو اولیاء و انبیاء سے ملاقات اور دیدار رب العزت نصیب ہو گا اور تصرف حاصل ہو گا ۔ اور کیا غذا استعمال کی جائے اور کس طرح اذکار کا طریقہ اختیار کیا جائے یہ سب امور شیخ کی اجازت و دریافت پر منحصر ہیں ۔ اسرار الٰہی جو معلوم ہوں وہ کسی پر ظاہر نہ کرے ۔ شیخ اپنے مرید کو جو تعلیم دیتا ہے بلحاظ استعداد اذکار بتلائے جاتے ہیں تا آنکہ روحانی ارتقا پیدا ہو جائے ۔

(۳) حسب قاعدہ خاص درود شریف حضوری پڑھا کرے ۔ اس کا طریقہ ہے کہ اول اسم محمدؐ پر تصور (وحدت) ذات جامع خلق و حق کا تصور اور دوسرے اسم آل محمدؐ پر تصور (کثرت) تمام کائنات کی کرے اور دو زانو چشم بند رہے عجایب مشاہدہ کرے ۔

(۴) روزانہ صبح ایک دفعہ بعد شجرہ شریف پڑھکر سلام ذیل متوجہ بہ سمت مدینہ پاک ہو کر عرض کرے : ـــ

بلّغ اللہ صلاتی وسلامی ابداً
لنبیٍ عربیٍ مدنی الحرم

شمسِ فضلٍ وضیاءٍ وسناءٍ اسنیٰ
نورِ بدرٍ وبھاءٍ وسماءِ الکرم

اکرم الخلق وجوداً وسجوداً وجود
احسن الناس سخاءً بعطاءِ النعم

شیخ کامل کے ہدایات کے موافق جب کوئی شخص مذکورہ بالا تعلیم پر عمل پیرا رہتا ہے تو اس کا قلب حبّ دنیا و اندیشۂ مالایعنی سے اپنے قلب کو پاک و صاف کر لیتا ہے اور یہ نتیجہ ہے ذکر الٰہی کا، ذکر کا نور جب قلب میں داخل ہوتا ہے تو قلب ہموم و غموم دنیوی بہل ابنائے دنیا و حب دنیا سے فارغ و خالی اور حق تعالیٰ کی محبت سے مملو ہو جاتا ہے۔ نور ذکر ہی قلب کو نورانی قندیل بنا دیتا ہے اور وہ اس اعزاز کا مستحق ہو جاتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

ان اللہ تعالیٰ یقول انا مع عبدی اذا ذکرنی وتحرکت بی شفتاہ۔ (رواہ البخاری)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور اس کے ہونٹ مجھ ہی سے حرکت کرتے ہیں۔

# صحت نامہ

| صفحہ | سطر | خطا | صواب |
|---|---|---|---|
| ۲۴ | ۱۶ | رداءغربی | رداءعربی |
| ۲۶ | ۵ | سفاعت | شفاعت |
| ۳۸ | ۹ | باقی بقا | باقی لقا |
| " | ۱۲ | دردست | دردستت |
| ۳۹ | ۵ | ردرادت | ارادت |
| ۸۸ | ۱۱ | مدینۃ الرسول کے گئے | مدینۃ الرسول لے گئے |
| ۸۹ | ۴ | پنہا | پنہان |
| ۱۰۸ | ۱ | وانور معارف | ورموز معارف |
| ۱۲۰ | ۵ | دل میں جو خطرہ کوئی آگیا | دل میں خطرہ جو کوئی آگیا |
| ۱۲۶ | ۹ | سیل | سیل |
| ۱۲۹ | " | غبار کفش یا | غبار کفش پا |
| ۱۳۱ | ۹ | آل شرابرار | آلِ شرِ ابرار |
| ۱۴۰ | ۱۲ | ارشادات | ارشادات فرماتے رہے۔ |

# اغراض و مقاصد

## رحمانیہ تصوف اکیڈیمی حیدرآباد

---

اکیڈیمی کا مقصد یہ ہے کہ :-

۱- تصوف اسلامی کے نادر الوجود ملفوظات اور مکتوبات کو شائع کرنا
۲- تصوف اسلامی پر مستند کتابیں لکھوا کر شائع کرنا۔
۳- ارباب فکر و نظر کے ذریعے قرآن و حدیث کی روشنی میں تصوف کا صحیح ذوق پیدا کرنا

**نوٹ** :- یہ ایک خالص علمی ادارہ ہے اس لئے وہ اصحاب اکیڈیمی کے رکن ہو سکتے ہیں جو یکمشت یا باقساط (۲۵) روپئے ادا کریں۔ اُن کی خدمت میں مطبوعہ کتابیں بلا قیمت ارسال کئے جائیں گے۔ اس نیک کام کی ترویج میں جو اصحاب خیر عطیہ ارسال فرمانا چاہیں یکمشت یا بالاقساط وہ شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

جملہ مراسلت حسب ذیل پتہ پر کی جائے

## رحمانیہ تصوف اکیڈیمی

فتح دروازہ ۵۴۴ حیدرآباد دکن

۱۹۵۶ء